اللہ میاں جی

بشریٰ رحمٰن

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ میاں جی

Marfat.com

★ ایک گھریلو عورت کو اپنی بیوی اپنی دادی ایک کا مرض

★ محبت کی حقیقت کا ادراک اور عشق میں جن نالائقوں سے
[illegible]

★ ہم نے مذہب اسلام میں کس قدر سہی ہیں ایک گروہ ہے
اور اُس کی ایک جھلک لوگوں کی زاویہ اور منزلیں
اور دنیا دونوں کے درمیان کی مسافت تشنہ نظر

★ ایک مسلم لڑکی جو مسلمان ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی محبت
میں جس معاشرے کے خلاف لڑی تنگ پڑی اس کی صورت جو شاید
انسکو صرف پتہ نہ تھا ۔ لیکن اُسکو مرنا پڑ گیا ۔

Marfat.com

اللہ میاں جی

بشریٰ رحمٰن

دُعا پبلی کیشنز
DUA PUBLICATIONS
25 سی لوئر مال لاہور
فون: 7325418
wasishah786@hotmail.com
wasishah786@yahoo.com

Marfat.com

DUA PUBLICATIONS

ناشر: وصی شاہ

اہتمام: زاہد شیخ

"اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما"

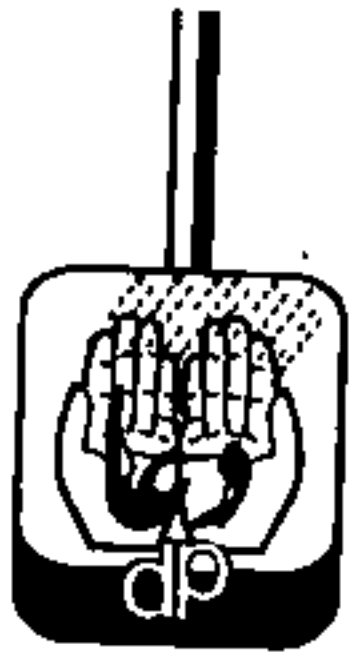

ہماری کتابیں، معیاری کتابیں، پیاری کتابیں

حقوقِ اشاعت محفوظ

ڈیزائن — عاطف اقبال

مطبع — اشتیاق مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت — -/140 روپے

دُعا پبلی کیشنز

ہیڈ آفس: 25۔سی لوئر مال لاہور فون:042-7325418

شوروم : الحمد مارکیٹ، اُردو بازار لاہور فون:042-7233585

(خوبصورت اور معیاری کتب چھپوانے کے لیے رابطہ کریں۔ زاہد شیخ)

ماں کے دل کا احترام کرنے والے
ماں کے پھیلے ہاتھوں کی لاج رکھنے والے
تیرے نام!

Marfat.com

"تیرا بحر پر سکوں ہے یہ سکوں ہے یا فسوں ہے
نہ نہنگ ہے نہ طوفاں نہ خرابیٔ کنارہ
نظر آئے گا اسی کو یہ جہانِ دوش و فردا
جسے آ گئی میسر مری شوخیٔ نظارہ!"
اقبالؔ

Marfat.com

"لے آئے اس چھوکری کو؟"

بڑی ماں نے اندر سے نکلتے ہی بڑی خشونت سے پوچھا، اور اسجد اُن کے اس غیر متوقع انداز پر بھنّا سا گیا۔ کچھ کہنے کے بجائے اُس نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا، اور سامنے کرسی پر بیٹھی فلورا کی طرف معذرت طلب نظروں سے دیکھا۔ فلورا گھبرا کر جھٹ کھڑی ہو گئی۔ بڑی ماں کے پوچھنے کے انداز نے اس پر گھڑوں پانی ڈال دیا تھا۔ شرمندگی کی ایک ٹھنڈی لہر اس کے سارے جسم میں دوڑ گئی۔ یہاں لوگ اس کو کتنی "حقیر شے" سمجھتے ہیں۔

"چھوکری" واہ کیا پوچھنے کا انداز تھا۔

بڑی ماں نے ایک نگاہِ غلط انداز اس پر ڈالی اور واپس مڑتے ہوئے بولیں:

"میں ابھی آتی ہوں"

ان کا یہ انداز اسجد کو پہلے سے بھی بُرا لگا۔ حالانکہ انہیں علم تھا کہ وہ آج فلورا کو اُن سے ملانے لا رہا ہے۔ مگر انہوں نے کیسا خشک رویہ اختیار کر لیا تھا، جیسے انہیں کچھ یاد ہی نہ ہو۔ اور جیسے اس معمولی چھوکری کے علاوہ دُنیا میں اور بہت سے اہم کام

Marfat.com

ہوں۔جنہیں نمٹانا وہ بہت ضروری سمجھتی ہیں اور جب وقت ملے گا وہ آکر اس سے دو باتیں کرلیں گی۔ یا دوسرے لفظوں میں انہوں نے فلورا کے حق میں ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا تھا اور اپنے رویے سے صاف ظاہر کر دیا تھا کہ وہ اسے اپنے خاندان کا فرد بنانے پر بالکل تیار نہیں ہیں۔ بزرگوں کا یہ رویہ تو نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر خاندان کے بزرگ ہی اچھے اخلاق کا مظاہرہ نہ کریں گے تو پھر اور کون کرے گا۔ اور پھر جبکہ ہم مسلمان ہیں۔ ایک دوسرے مذہب کی لڑکی کے ساتھ ایسا برتاؤ کر کے اس پر کیا ظاہر کرنا چاہتے ہیں؟

اسجد لپک کر بڑی ماں کے پیچھے چلا گیا اور فلورا سہمی سکڑی شرمندگی سے شرابور اپنی جگہ پر کھڑی رہ گئی۔ شکر ہے اس وقت برآمدے میں کوئی نہیں تھا۔ ورنہ اسے اپنی خفت مٹانے کا موقع بھی نہ ملتا۔ کافی دیر کھڑی وہ اپنے پاؤں کے انگوٹھے کو زمین پر مسلتی رہی۔ پھر وہیں کرسی پر بیٹھ گئی۔ اگر بیٹھ نہ جاتی تو یقیناً گر جاتی۔ کیونکہ مارے غصے کے اُس کی ٹانگیں لرز رہی تھیں۔ جب غصے کو دبانا مصلحت ہو تو پھر سارے جسم پر اس قسم کا لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ دانتوں سے ہونٹ کاٹ کاٹ کر اُس نے لہولہان کر لئے تھے، اور ذرا ذرا دیر بعد اس کا دِل بُری طرح دھڑکنے لگتا۔ کبھی اس کا دِل چاہتا یہیں سے اُٹھ کر باہر بھاگ جائے اور پھر کبھی اِدھر کا رُخ نہ کرے۔ پھر دل اُسے سمجھانے لگتا۔

اگر وہ بھاگ جاتی تو اسجد اُس کے بارے میں کیا سوچتا۔ اور گھر والے بھی اسے طعنے دیتے کہ کیسی لڑکی کو وہ لایا تھا۔

اسے معلوم تھا کہ ابھی اس کا شعلوں سے سامنا ہوگا۔ اور سامنا کرنے کے تصور سے ہی وہ گھبرا رہی تھی۔ حالانکہ کئی دن سے اسجد برابر اسے سمجھا رہا تھا اور آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اسے ذہنی طور پر تیار کر رہا تھا۔ اس نے اپنے خاندان کے بارے میں اُسے سب کچھ بتا دیا تھا کہ بڑی ماں غصے کی بڑی زہری ہیں۔ بال کی کھال اتارتی ہیں، تند خُو ہیں، سخت گیر ہیں۔ لیکن اگر مہربان ہو جائیں تو دُنیا میں اُن سے اچھا کوئی نہیں۔

Marfat.com

مہربان ہوں تب نا۔

وہ تو اسے انتہائی مغرور، بد دماغ اور کھردری بڑھیا لگ رہی تھیں۔

انہوں نے تو ٹھیک طرح سے اس کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

لیکن کیا کیا جاتے، مجبوری تھی، گھر کی باگ ڈور بڑی ماں کے ہاتھ میں تھی، جب تک وہ کسی پر مہربان نہ ہو، تقدیر مہربان نہیں ہو سکتی تھی۔ اور ان کی مہربانی کا بٹن کہاں فٹ تھا وہ فلورا نہ جانتی تھی۔ یوں پہلی نظر میں انہیں دیکھ کر وہ کافی خوفزدہ ہو گئی تھی اور ابھی سے اس کے پاؤں اکھڑ رہے تھے۔

واہ اس نے تو اسجد کے آگے دعویٰ کیا تھا کہ وہ ثابت قدم رہے گی۔ کبھی بودی ثابت نہ ہوگی۔ اس میں اگر اتنی خود اعتمادی نہ ہوتی، اپنے عشق پر یقینِ واثق نہ ہوتا تو پھر اس آگ میں کیوں کود پڑتی۔ اب جبکہ اس نے اتنا بڑا فیصلہ کر لیا تھا۔ پیچھے ہٹنا مردانگی نہیں تھی۔

سوچ رہی تھی۔

(ترنگ)

نہ جانے کتنی بار اس گھر میں اس کی انا کو کچلا جاتے گا۔ اس کی خود داری کا خون کیا جائے گا۔ بار بار اس کے پندار کو ٹھیس پہنچائی جائے گی۔ گرم خون جانے کس وقت کیا کر بیٹھے۔

یسوع مسیح! میری مدد کر۔

مجھے بھی اب سولی کی جانب لے جایا جا رہا ہے۔

او۔ سب کی مدد کرنے والے، میری بھی مدد کر۔

گلے میں ڈالے ہوئے صلیب والے لاکٹ کو تھام کر وہ دل ہی دل میں دعائیں کرنے لگی۔

بڑی ماں کی کہانی زندگی کی کہانی تھی۔

عرصہ ہوا ایک وکیل صاحب بچوں کے ایک لشکر کے ساتھ اس شہر میں اترے تھے، دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں، ایک جوان بیوی۔

قسمت کے ہاتھوں ہر طرف سے مار کھا کر انہوں نے اپنا شہر ہی چھوڑ دیا تھا۔ اور نئے سرے سے قسمت آزمائی کے لئے اس شہر کا انتخاب کیا تھا۔ عزیزوں دوستوں کے ٹھکرائے ہوئے تھے۔ بالکل اجنبی مقام پر رہنا چاہتے تھے۔ یہاں انہوں نے ایک محلے میں ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لے لیا اور باہر اپنے نام کی تختی لگا دی۔ ضرورت مند آنے لگے۔

یوں زندگی کی گاڑی چل پڑی، بس چلنے کو اندھن ہی میسر آتا تھا، کبھی وافر آسودگی نصیب نہ ہوئی، اللہ دیتا رہتا، خرچ چلتا رہتا، کیونکہ وکیل صاحب بہت ہی نیک نفس اور خدا ترس آدمی تھے۔ غریبوں کے مقدمے کم فیس پر اور بعض اوقات مفت بھی بھگتا دیتے۔ کوئی بقایا پیسے مار جاتا تو تقاضا نہ کرتے۔ اس سے کوئی اور فائدہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اتنا ضرور ہوا کہ محلے میں وکیل صاحب کی دھاک بیٹھ گئی۔ پہلے انکی شریف النفسی

Marfat.com

کی، پھران کی پیشہ ورانہ مہارت کی۔ مقدموں پر محنت کرتے تھے۔ محلّے سے نکل کران کا نام شہر میں گونجنے لگا۔ تب بڑے بڑے لوگ ان کے پاس آنے لگے۔ انہوں نے اسی محلّے میں ایک بڑا گھر کرائے پر لے لیا، اسی میں ایک دفتر سنبھالیا۔ دروازے پر موٹر آگئی۔

یہ وہ دن تھے، جب قدسیہ بی بی نے گھر کا آرام و عیش زندگی میں پہلی بار دیکھا اچھا کھایا، اچھا پہنا۔ بچوں کو بہترین اسکولوں میں داخل کیا، جی بھر کر ہنسی اور اپنی بجھتی جوانی کو کپڑے، زیور سے حرارت مہیا کی۔

دیکھتے دیکھتے وکیل صاحب کا نام سارے ملک میں گونجنے لگا

قدسیہ بی بی بڑے بڑے خواب دیکھنے لگی۔

ماشاء اللہ بچے جوان ہو رہے تھے۔ روز میاں سے تقاضا کرتی کہ اپنا ایک بنگلہ بنوائیں، کب تک کرائے کے مکان میں رہیں گے، کرائے کے گھر شہرت کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ سوچتے تو وکیل صاحب بھی یہی تھے، مگر انہیں اپنے مقدموں سے ہی فرصت کہاں تھی کہ گھر بناتے۔

ویسے شہر میں ان کی اتنی زیادہ واقفیت ہوگئی تھی کہ اگر کسی کو ذرا سا اشارہ بھی کر دیتے تو وہ مکان کے لئے زمین مہیا کر دیتا۔ مگر وہ اصولی طور پر دوستوں کے احسان لینا پسند نہ کرتے تھے۔ بس یہی کہتے۔

"ذرا فرصت ملنے دو، تمہارے لئے زمین کا ایک ٹکڑا خرید دوں گا۔ پھر بیٹھی خود ہی مکان بناتی رہنا"

ویسے بھی بڑے مہمان نواز اور سخی تھے، پیسہ کبھی ان کی ہتھیلی پر نہ ٹکتا تھا۔ بس قدسیہ بی بی کے ہاتھ میں جب پیسے آتے تو وہ زیورات کی شکل میں انہیں پس انداز کر دیتی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی، گھر میں پیسہ ہوا تو وکیل صاحب وہ بھی خرچ کروا دیں گے۔ ان کے محلِ نظر پانچ بیٹیاں تھیں۔ کچھ تو پس انداز کرنا تھا۔

Marfat.com

انہی دنوں ایک زبردست کیس وکیل صاحب کے پاس آیا، مؤکل چونکہ بے گناہ تھا، اس لئے اس کے کیس پہ وکیل صاحب نے اتنی محنت کی کہ دن رات ایک کر دیا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات انہیں کھانے کا بھی ہوش نہ رہتا، تمام شہادتیں اس کے خلاف جاتی تھیں۔ اُس کا دشمن بہت ہی زور آور تھا۔ ایک عرصہ سے مقدمہ بازی کر رہا تھا۔ اس لئے اپنا سب کچھ پہلے مقدموں میں ہار چکا تھا۔ اس کی آخری آس یہ وکیل صاحب رہ گئے تھے۔ یا بار: ایکڑ کا وہ بے آباد ٹکڑا جو اس نے اس بارونق شہر سے کہیں دور لے رکھا تھا۔

اور پھر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ وکیل صاحب کی محنت رنگ لائی۔ وہ شخص مقدمہ جیت گیا حق کی فتح ہوئی تو اُس نے شکریے کے ساتھ وہ ٹکڑا زمین کا وکیل صاحب کے حوالے کیا گو یہ ان کی محنت کے عوض بہت کم تھا۔ مگر اس کے پاس دینے کو کچھ اور تھا ہی نہیں۔

اور وکیل صاحب نے بھی سوچ لیا تھا کہ اسی ٹکڑے پر کبھی نہ کبھی گھر بنالیں گے، ساتھ ایک بہت بڑا آموں کا باغ لگالیں گے اور باقی عمر آرام سے گذار دیں گے۔

قدسیہ بی بی نے جب سنا تو اسے بہت طیش آیا۔ وہ تو اس اتنے بڑے شہر کی کسی خوبصورت ترین کالونی میں جدید طرز کے بنگلے کے خواب دیکھ رہی تھی اور یہ زمین شہر سے اتنی دور تھی کہ وہاں شہری سہولتوں کے علاوہ ابھی بجلی اور پانی کا بندوبست بھی نہ ہوا تھا۔ بس اسی پخ پخ میں ان کا مکان نہ بن پاتا، وکیل صاحب کہتے:

"نیک بخت، شہر کو بڑھانے کی اسکیم زیرِ غور ہے۔ اسی جگہ ایک نئی کالونی بنانے کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ تم پہلے وہاں گھر بنا کر دیکھو کئی لوگ وہاں آجائیں گے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس زمین کے دام بھی چڑھ جائیں گے۔"

مگر وہ کہتی:

"نہ بابا! مجھے اس جنگل بیاباں میں رہنا منظور نہیں، شہر سے دُور ملنے جلنے والوں سے دُور، بچوں کے اسکول و کالج سے دُور، مجھے کیا پڑی ہے، میں الگ تھلگ ایک ویرانے

میں جاکر بیٹھ جاؤں اور لوگوں کے آنے کا انتظار کروں' اس زمین کو بیچ دو اور مجھے کالونی میں چار چھوٹی سی زمین لے دو۔"

یہی بات بس ان دنوں میں تنازعہ کا باعث بنتی تھی۔ ورنہ وہ میاں بیوی جیسے بس ایک دوسرے لئے بنے تھے۔ قدسیہ بی بی تو جیسے انہیں دیکھ کر جیتی تھی اور گھر میں ہر طرح کا آرام انہیں پہنچا رکھا تھا۔ اگر وہ اپنی صحت کی طرف سے لاپرواہی برتنے لگتے تو وہ ان کے پیچھے پڑ جاتی۔ دراصل وکیل صاحب نے بھی اتنی شہرت قدسیہ جیسی شریک حیات کے تعاون سے ہی حاصل کی تھی، جس نے گھر کی ہر قسم کی سردردی سے انہیں دور رکھا ہوا تھا پیسے دینے کے علاوہ انہیں گھر سے کوئی سروکار نہ تھا۔ ان کی تمام تر زندگی صرف اپنے پیشے کے لئے وقف ہو کر رہ گئی تھی۔

پیشے کا عشق جب تیشہ بن گیا تو ایک دن وکیل صاحب ہمت ہار بیٹھے۔ دل کا ایسا زبردست دورہ پڑا کہ پھر نہ اٹھ سکے، پہلے حملے میں ہی قدسیہ بی بی کی ساری تیمار داریاں' وفاشعاریاں اور محبتیں ٹھکرا کر وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔

غم کا آسمان جب اس طرح کسی کے سر پر پھٹ پڑتا ہے، تو وہ بوکھلا جاتا ہے۔ اپنے تمام تر عجز اور صدمے کے باوجود ان پڑھ قدسیہ بی بی نے تدبر اور فراست کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، یہ جان کر اسے اور بھی صدمہ ہوا کہ اس کے شوہر نے نقدی کی صورت میں کوئی رقم نہ چھوڑی تھی بس وہی اثاثہ تھا جو اس گھر میں کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا۔

سات بچے تھے، ان کی تعلیم اور شادیوں کا خرچ تھا۔ سفر بہت طویل تھا اور زادِ راہ بہت کم۔

چھ ماہ تک تو قدسیہ بی بی گھر بیٹھی کھاتی رہی۔ بچوں کو کھلاتی رہی، لیکن پھر سوچ میں پڑ گئی۔ اگر سر پہ کمانے والا نہ ہو تو جمع شدہ آمدنی کو پہ لگ جاتے ہیں۔ پھر جو برکت مرد کی کمائی میں ہے، کسی پیسے میں نہیں ہے۔

Marfat.com

بڑا لڑکا ہمایوں انجینئرنگ کے آخری سال میں تھا۔ دوسرا لڑکا فرید دن میٹرک میں پڑھتا تھا۔ عالم آرا نویں جماعت میں تھی۔ انجمن آرا آٹھویں میں، زینت آرا، ساتویں جماعت میں، محل آرا چھٹی جماعت میں اور دل آرا، پانچویں جماعت میں۔

منزلیں کی منزلیں سامنے پڑی تھیں۔

وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے، سوچ سوچ کر تھک گئی تھی۔

اب تو ہمدردی کرنے والے اور مشورے دینے والے بھی اپنا اپنا فرض ادا کر کے ادھر اُدھر ہو گئے تھے۔

کشتی کا ملاح نہ رہے تو پھر کون اس کشتی کی فکر کرتا ہے ڈوبے یا اُبھرے۔ ہر آدمی اپنے اپنے حالات کے بھنور میں پھنسا ہے اس بحرِ زخار میں رست خیز ہے اتنے بچوں کا بوجھ باپ کے سوا کون اٹھا سکتا ہے۔

آخر کوئی تو سبیل کرنی پڑے گی، ہمایوں کو تعلیم چھوڑ کر نوکری کرنے کی وہ اجازت نہ دیتی تھیں۔ اس ادھوری تعلیم سے نوکری بھی کیا ملے گی، دو چار سو سے تو یہ گاڑی نہ چل سکتی تھی۔

انہی دنوں حکومت کی نئی اسکیم پاس ہو گئی اور شہر کے باہر ایک نئی کالونی کے لئے زمینیں فروخت ہونے لگیں۔ قدسیہ بی بی کی زمین کے بھی بے شمار گاہک آنے لگے پہلے اُس نے سوچا کہ وہ چار کنال زمین اپنے گھر کے لئے رکھ کر باقی کی زمین چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بانٹ کر بیچ دے۔ جس سے اچھی خاصی رقم مل جائے گی اور وہ اپنے کسی لڑکے کو کاروبار میں لگا دے گی۔ کافی دنوں کی سوچ بچار کے بعد اس نے وکیل صاحب کے ایک قریبی دوست سے جو کہ خود بھی وکیل تھے، مشورہ مانگا۔ ان کا مشورہ اسے بہت پسند آیا، اور سُود مند بھی نظر آیا۔

اسی زمین کو بنک کے پاس رہن رکھ کے قدسیہ بی بی نے پچاس لاکھ روپے قرض لے

Marfat.com

لئے۔ دیانتدار لوگوں کا تعاون حاصل کیا اور زمین کے آدھے حصے پر ایک بہت بڑی مارکیٹ بنوانی شروع کر دی۔ نیچے تقریباً پچاس دکانیں تھیں اور اُن کے اوپر دو منزلہ، سہ منزلہ فلیٹ تھے۔ اسی دوران کالونی میں ہر طرف سے تعمیر شروع ہو گئی اور دو کانوں کے طلب گاران سے رجوع ہوئے۔ انہوں نے بھی پانچ پانچ سال کا ایڈوانس لے کر دو کانیں کرائے پر چڑھانی شروع کر دیں۔ اس طرح جو رقم اکٹھی ہوئی۔ اس سے انہوں نے چھ کنال کے ٹکڑے پر ایک خوبصورت اور جدید سہولتوں کا حامل بنگلہ بنوایا اور باقی زمین دو دو کنال کے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے اس پر چھوٹے چھوٹے بنگلے بنانے شروع کر دیئے۔ جوں جوں ان کے گھر اور فلیٹ تیار ہوتے گئے، کرائے پر چڑھتے گئے۔

اب تو یہاں آبادی کے آثار پیدا ہونے لگے تھے۔ شہر سے نئی سڑکیں یہاں لائی گئیں۔ نئے اسکول، کالج اور ہسپتال تعمیر ہونے لگے۔ بچوں کے لئے پارک اور نرسریاں بننے لگیں۔ اتنی سرعت سے یہ کالونی تعمیر ہونا شروع ہو جائے گی۔ قدسیہ بی بی نے کبھی یہ سوچا ہی نہ تھا۔ سب لوگوں نے مل جل کے اُن کی مارکیٹ کا نام قدسیہ مارکیٹ رکھ دیا پھر رفتہ رفتہ پوری کالونی ہی قدسیہ کالونی کے نام سے مشہور ہو گئی۔

جب تک قدسیہ بی بی نے بنک کا تمام قرضہ بمعہ سود نہیں اتار دیا۔ وہ قدسیہ کالونی اپنے گھر میں رہنے کے لئے نہیں آئیں۔ اپنا گھر بھی انہوں نے کرائے پر لگا دیا تھا۔ پانچ سال میں اس نے بنک کا تمام قرض اتارا۔ اتنے عرصے میں کالونی بھی مکمل ہو چکی تھی۔ اب وہاں خوب چہل پہل ہو گئی تھی بلکہ ایک چھوٹا سا خوبصورت سا شہر لگتی تھی۔

قدسیہ بی بی ہر نماز کے بعد اپنے شوہر کی اس نیکی پر انہیں ثواب پہنچاتی جو انہوں نے زمین کا یہ ٹکڑا لے کر کی تھی، جس کو ہمیشہ وہ فضول کہتی رہیں۔ مصیبت میں وہی ٹکڑا کام آیا۔

تنگی کے دنوں میں ہی ان کی بڑی دو لڑکیوں عالم آرا، اور انجمن آرا، نے جب میٹرک کر لیا تو انہوں نے سیدھے سادے طریقے سے انہیں بیاہ دیا۔ اچھے دنوں کے انتظار

میں لڑکیوں کی عمر پختہ ہو جاتی۔ عالم آراء کو تو انہوں نے اپنے دُور پار کے غریب سے رشتہ داروں میں، جو گاؤں میں رہتے تھے، بیاہ دیا تھا۔ اور انجمن آراء کے لئے اسی شہر کے ایک معزز گھرانے کا پیغام آیا تھا۔ اس کو وہاں بیاہ دیا تھا۔

باقی تین لڑکیوں کی شادیاں بھی انہوں نے میٹرک کرتے ہی کر دی تھیں۔ مگر کالونی والے گھر میں آ کر ان کو جہیز بھی بہت مناسب دیا۔ اور ان کے لئے بڑے گھرانوں سے رشتے آتے جو قبول کر لئے گئے۔

بڑا لڑکا ہمایوں انجینئر بن چکا تھا، مگر اس کے مزاج میں اتنا تلوّن تھا کہ ٹِک کر ایک جگہ نوکری نہیں کرتا تھا۔ چھوٹا لڑکا فریدوں البتہ پائلٹ بن چکا تھا اور اپنی نوکری پر رہتا تھا۔

قدسیہ بی بی ابھی عمر کی اس حد میں داخل نہیں ہوئی تھیں کہ لوگوں نے انہیں "بڑی ماں" کہنا شروع کر دیا تھا۔ شاید اس لئے بھی کہ وقت سے پہلے اُن کے بال سفید ہو گئے تھے۔ چہرہ زندگی کی آرزوؤں سے عاری ہو گیا تھا۔ یا پھر حالات کی سختی اُن کے سراپے سے جھانکنے لگی تھی۔

اس کے علاوہ ایک اور بات بھی تھی۔ "بڑی ماں" سب کا ملجا تھیں، گو وہ ایک سخت گیر حاکم تھیں۔ مگر کرائے داروں کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک رہتیں۔ کرایہ وصول کرنے میں کسی قسم کی بے اصولی کو وہ پسند نہ کرتی تھیں۔ مگر غریب کرایہ داروں کو ضرورت کے وقت قرضے بھی دیتی تھیں۔ اُن کے بچّوں کی شادیوں پر دل کھول کر مدد کرتیں۔

انہوں نے غریب اور لائق بچّوں کے وظیفے لگا رکھے تھے۔ حتیٰ کہ انہیں اعلیٰ تعلیم کے لئے ملک سے باہر بھیجتی تھیں۔ ہسپتالوں اور مسجدوں کو فنڈ دیتی تھیں۔ یتیموں اور مسکینوں کے الگ ماہانے مقرر کر رکھے تھے اور غریب رشتہ داروں کی ہر طرح خبر گیری کرتیں اور اس طرح مدد کرتیں کہ انہیں محسوس تک نہ ہوتا۔

گو طبیعت کی وہ سخت گیر تھیں۔ بعض اوقات تو بڑی تند خوئی سے پیش آتیں

Marfat.com

اور ایسے کھردرے پن سے بات کرتیں کہ مخاطب چکرا جاتا۔ بات کرتے میں وہ کڑک، دمک ہوتی کہ بے حوصلہ آدمی کے چھکے چھوٹ جاتے، جہاں کوئی بات بُری لگتی، کھری کھری سنا دیتیں۔ ناجائز کو ہمیشہ ناجائز کہتی تھیں۔ خوشامد کو ناپسند کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ اپنے بچوں کے ساتھ بھی ان کا یہی رویہ تھا۔ جو لوگ ان کی فطرت کو سمجھتے تھے۔ ان کے کہے کا بُرا نہیں مانتے تھے اور جانتے تھے، جس نے بھی بڑی ماں کی ڈانٹ کھائی، مراد پائی، ان کے پیار کا انداز ہی شاید کھردرا ہو گیا تھا۔

اس میں ان کا قصور بھی نہیں تھا، انہوں نے زندگی میں بہت سختیاں سہیں اور ایسے ایسے نشیب و فراز دیکھے کہ انہیں سچ کو سچ کہنا اور جھوٹ کو جھوٹ سمجھنا آ گیا تھا منافقت سے وہ کوسوں دور تھیں۔ پھر ان کے تدبر کے آگے کسی کی چلتی بھی نہیں تھی۔ اس لئے ان سے خوف کھانے کے باوجود لوگ انہیں پسند کرتے تھے۔

۔ بادی النظر میں تو وہ ایک کامیاب خاتون تھیں اور زندگی کے مسائل کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا، لیکن ان کے سینے میں گہرے گہرے گھاؤ اب بھی رستے تھے۔

بڑی لڑکی انجمن آرا، ہمیشہ ان سے خفا رہتی تھی، اس لئے میکے آنا جانا بند کر رکھا تھا، وہ کہتی تھی۔

"اماں نے زبردستی مجھے غریب گھرانے میں بیاہ دیا، گاؤں کا ماحول اس پر بدصورت شوہر، اماں کو مجھ سے کیا بیر تھا؟"

اس کی اس بات پر بڑی ماں کا دل دکھتا تھا، ہر طرح اس کی مدد کرتی تھیں، اس کے نام پر انہوں نے جو گھر بنایا تھا، اس کا کرایہ ہر ماہ اسے بھجواتیں، اس کا ایک ہی بیٹا تھا، بلال، جس کو انہوں نے اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا، اب ایم۔ ایس سی کر رہا تھا۔ بڑا فرمانبردار اور خلیق بچہ تھا مگر بیٹی ناراض رہتی تھی۔ مگر بیٹے کو نانی کے پاس چھوڑنے پر راضی تھی۔

Marfat.com

ہمایوں ان کا بڑا بیٹا ہمیشہ ان کے لیے مسئلہ بنا رہا۔ بڑا ہونے کے ناطے لاڈلا بھی تھا۔ گھر میں ہمیشہ اس کی مانی جاتی تھی۔ گو بڑی ماں کافی سخت گیر تھیں، مگر اس کے معاملے میں اکثر بے بس نظر آتیں۔

خصوصاً باپ کے مرنے کے بعد سے تو وہ بالکل بے قابو ہو گیا تھا۔ اپنی تعلیم کے دوران ہی ایک بار وہ سوات گیا تھا تو واپسی پر ایک پہاڑی لڑکی کو دلہن بنا کر لے آیا۔

جن دنوں بڑی ماں بنکوں کو قرض کی درخواستیں لکھواتی پھر رہی تھیں۔ ایک ایک سے مشورے کی بھیک مانگ رہی تھیں، ولیعہد صاحب نے یہ گل کھلایا تھا۔ چونکہ شادی کر کے لے آیا تھا اسلئے بڑی ماں کچھ کہہ سکیں، بلکہ بہو کو کلیجے سے لگا لیا۔ پہاڑی لڑکی فطرتاً نیک تھی اور بلا کی حسین تھی۔ جلدی گھر میں بڑی ماں کو ایک اچھا معاون مل گیا۔ اس کے ہاں اوپر تلے دو لڑکے ہوتے، بڑے پیارے پیارے، شہزادوں ایسے، احد اور اسجد۔ احد کی شکل اپنی ماں پہ تھی اور اسجد بالکل اپنے دادا جیسا تھا۔ اس لئے بڑی ماں نے اُس کو گود لے لیا۔

ہمایوں میاں سدا کے عاشق مزاج تھے، اس لئے کبھی اس نازک اندام پری پیکر پہاڑی بیوی کو خوش نہ رکھ سکے۔ بالآخر بڑی ماں کی روز روز کی پھٹکار سے تنگ آ کر کہیں روپوش ہو گئے۔ کافی عرصہ بعد پتہ چلا کہ سویڈن سدھارے ہیں۔ اور وہاں ایک گلفام سے بیاہ رچا کر واپس نہ آنے کا تہیہ کر بیٹھے ہیں۔ بڑی ماں نے بہتیرے خط لکھوائے دھمکیاں دیں مگر کب تک۔ دلہن بے چاری خون تھوک تھوک کر اللہ کو پیاری ہو گئی اور بڑی ماں نے، ماں اور باپ بن کر احد اور اسجد کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔

فریدون ان کا چھوٹا بیٹا بہت ہی نیک اور فرمانبردار تھا۔ اپنی خوشی سے اس نے پی۔ اے۔ ایف جوائن کیا، کم عمری میں بڑا اچھا پائلٹ بن گیا۔ اپنے سینئر افسر کی بیٹی کو پسند کر بیٹھا، بڑی ماں نے بڑے چاؤ سے جلدی جلدی اس کی شادی کر دی۔

اوپر تلے اس کی دو بیٹیاں ہوئیں، شفق اور افق۔

Marfat.com

پھر کرنا خدا کا یوں ہوا کہ ایک ایئر کریش میں فریدوں بھی بڑی ماں سے منہ موڑ گیا بڑی ماں نے آزمائشوں میں کبھی اُف نہ کی تھی۔ کلیجے پر ہاتھ رکھ کر اس کو دبا دیا تو بس ہاتھ دہیں دھرا رہ گیا اور اپنے اوپر صبر کی چادر تان لی۔

کچھ عرصہ بعد بڑی ماں کا ساتھ فریدوں کی بیوی حنا بھی چھوڑ گئی۔ امیر والدین کی بیٹی تھی اور جوانی بیوگی کی چادر اوڑھ کر نہ گزارنا چاہتی تھی۔ بڑی ماں نے اسے حق بجانب جانا، اجازت دے دی۔ مگر وہ بھی شفق اور اُفق کو بڑی ماں کی گود میں ڈال گئی، کہ دونوں بچیاں اس کے مستقبل میں زنجیر ثابت ہو رہی تھیں۔

پھر ایک روز بڑی ماں کی دُوسری بیٹی انجمن آرا، جو اپنے گھر میں راج کر رہی تھی، اچانک بیوہ ہو کر بڑی ماں کے سینے سے آ لگی، وہاں رہ کر وہ کیا کرتی۔ جہاں سب کچھ تھا، مگر شوہر نہ تھا اور شوہر کے جاتے ہی سب نے آنکھیں پھیر لی تھیں۔ اس کی تین بیٹیاں تھیں، ترانہ نندانہ اور جاناں۔ وہ بھی بڑی ماں ہی کے زیرِ سایہ پل رہی تھیں۔

یوں بڑی ماں کی گود تو اس زمین جتنی وسیع اور بیکراں تھی۔ ہر بار جب بڑی ماں کے دل کو نشتر سے چرکا لگتا تو اُن کی آغوش کچھ اور وسیع ہو جاتی۔ کتنے ہی یتیم دلیسیران کی گود میں سما گئے تھے اور بیواؤں کے سر پر اپنے دستِ شفقت کی چُنری ڈال رکھی تھی۔

وہ سب کی ماں تھیں۔

کالونی والوں کی بھی۔

فلیٹ والوں کی بھی۔

اپنوں کی بھی۔

غیروں کی بھی۔

اس لئے وہ بڑی ماں تھیں، ان کا بڑا حوصلہ تھا، بڑا دل تھا اور بڑا ہاتھ تھا۔

دینے والا ہاتھ ہمیشہ بڑا ہوتا ہے۔

Marfat.com

ساری کالونی میں ہر ایک کی خبر لینا ان کا معمول تھا، کوئی بیمار ہو تو عیادت کو جارہی ہیں، بچہ ہونے کی خبر آئی تو مٹھی میں نوٹ دبا کر چل دیں۔ کسی کا عزیز چل بسا تو جب تک پُرسہ نہ دے لیا کھانا حرام سمجھا شادی بیاہ ہے تو ان کی حیثیت کے جوڑے کپڑے اور دعاؤں سے سرفراز کیا:

لوگ باگ ان کو پیروں کی طرح ماننے لگے تھے۔ ان کے صاف شفاف چہرے پر ایک مقدس سی چاندنی بچھی رہتی۔ چہرے کی لکیروں میں نور کی جھلک تھی اور پیشانی پر محراب کا نشان، جلال و دبدبے میں اضافہ کرتا تھا۔

سر پر سُرخ بالوں کا ایک جالا سا بنا رہتا، ان کی آنکھیں بے حد ذہین، شفاف اور کشادہ تھیں۔ آواز بڑی رعب دار، صاف اور بلند تھی۔ جب وہ بڑی خود اعتمادی کے ساتھ بلند آواز میں بات کرتیں تو کوئی اُن کے سامنے نظر نہ اٹھا سکتا۔

شروع دن سے صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں بلکہ جوانی میں ہی انہوں نے تہجد اور تقویٰ اختیار کر لیا تھا، اسی لئے ان کی بات اور دُعا میں اثر تھا۔

کالونی کے کچھ ضعیف الاعتقاد لوگ تو پریشانی اور بیماری میں ان سے دم کروانے بھی آنے لگے، اور تو اور، صبح و شام پانی کے جگ اور لوٹے اٹھائے جائے نماز کے گرد جمع نظر آتے تاکہ بڑی ماں سے نماز کے بعد پانی دم کروائیں اور مریضوں یا بچوں کو پلائیں۔

بظاہر تو وہ ان پر جھلا اٹھتی تھیں۔

"جاہل، بے وقوف، ان باتوں میں کیا رکھا ہے، میں دعا جو کر چھوڑتی ہوں"

"میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں، گنہ گار انسان، کیا رکھا ہے میری پھونک میں، منہ اٹھائے چلے آرہے ہیں، جاؤ بچے کا علاج بھی کراؤ۔ صرف دم پھونک پر نہ رہو"

مگر وہ برابر پانی اور شکر دم کر کے انہیں دے بھی دیتیں۔ مبادا لوگوں کا دل بُرا نہ ہو۔ چونکہ دل کی صاف تھیں اس لئے زبان کی کڑوی تھیں۔ وہ بھی کیا کرتیں، پے در پے صدمات نے انہیں تُند خُو سا بنا دیا تھا، اِتنے چہرے اُن کی سمت دیکھتے رہتے تھے کہ ان کا ظرف نہیں مانتا تھا کہ اپنے دکھوں پر آنسو بہا کر اُنہیں آزردہ کریں، کبھی کسی کا گلہ نہیں کیا، کسی کو بُرا نہیں کہا، کسی بچے کی غیبت نہیں کی، اور بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی فراست اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

ان کی تیسری بیٹی تو پشاور میں رہتی تھی، مگر چھوٹی دونوں جو اسی شہر میں تھیں وہ بھی قدسیہ کالونی میں آگئیں۔ بڑی ماں نے سب بچوں کی زمین الگ کر کے پاس پاس ان کی کوٹھیاں بنا دی تھیں۔ اپنے شوہروں کی خواہش پر وہ بھی اپنے ذاتی گھروں میں آگئی تھیں۔ گو سب لوگ الگ الگ گھروں میں رہتے تھے مگر شام کو سب لوگ بڑی ماں کے گھر آ جاتے تھے، وہاں شام کو بڑی گہما گہمی ہوتی تھی۔ بڑی ماں نئی پود کی لڑکیوں اور لڑکوں پر خوب نظر رکھتی تھیں۔

ان کے نواسے نواسیاں اور پوتے جوان ہو رہے تھے اور وہ سارا وقت انہی کے بارے میں سوچا کرتیں۔ لڑکے تقریباً سبھی چھوٹے تھے سوائے اسجد اور احد کے۔ اس لئے وہ ان اتنی ساری لڑکیوں کے بارے میں کافی فکر مند رہتی تھیں۔

اِنہی دنوں کہیں سے گُم گشتہ منزل ہمایوں کا خط آگیا۔

ہمایوں کے خط کو بڑی ماں نے یوں کلیجے سے لگا لیا، جیسے کہ بچھڑا ہوا بیٹا آ کر ان کے سینے سے لگ گیا ہو۔ انہوں نے ماں سے بہت سی معافیاں مانگنے کے بعد لکھا تھا کہ دوسری بیوی سے ان کا کوئی بچہ نہیں ہوا، اس لئے وہ ہر دم اپنے دونوں بیٹوں کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں، ان کی تصویریں بھیجی جائیں ساتھ ہی انہوں نے بیٹوں

Marfat.com

کے لئے دو ہزار روپیہ ماہانہ بھیجنا شروع کر دیا۔

گو بڑی ماں کو اب پیسے کی کوئی کمی نہ تھی۔ مگر انہوں نے بیٹے کا دل توڑنا مناسب نہ سمجھا۔ یوں ماں بیٹا آپس میں خط و کتابت کرنے لگے اور ساتھ ہی باپ بیٹے بھی۔ ان کی جوانی کی تصویریں بھیجی گئیں۔ احمد میاں تو اپنے باپ پر اس قدر لٹو ہوئے کہ بڑی ماں کی سب مہربانیاں بھول کر سویڈن روانہ ہو گئے۔ بڑی ماں چاہتی تھیں گھر کی لڑکیوں میں سے کسی کے ساتھ اس کی شادی کر دیں، مگر اسے تو بس باہر جانے کی لگی ہوئی تھی یوں جان چھڑا کر بھاگا جیسے شادی نہ ہو کوئی پھندہ ہو۔

ایک لے دے کے بڑی ماں کے پاس اسجد رہ گیا تھا۔ جس نے اس سال انجینئرنگ کا آخری امتحان پاس کر لیا تھا اور مزید تعلیم کے لئے باہر جانا چاہتا تھا۔ مگر چونکہ بڑی ماں کو اپنی حقیقی ماں سمجھتا تھا۔ اس لئے ان کی اجازت کے بغیر جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ انہوں نے شرط رکھی تھی کہ جس دن اسجد شادی کر لے گا۔ باہر چلا جائے گا۔ گھر میں اتنی بے شمار لڑکیاں تھیں۔ بڑی ماں نے دل میں کیا کچھ سوچ رکھا تھا۔ کبھی افق اور شفق کو دیکھتیں کبھی باقی لڑکیوں کو۔

ایک تو اس موئے خاندان میں لڑکے پہلے ہی کم تھے اور جو دو ایک اس وقت برسر روزگار تھے انہیں باہر جانے کی پڑی ہوئی تھی، کیا دکھا ہے۔ باہر کی دنیا میں جب عزت و آبرو سے روٹی اپنے گھر میں مل سکتی ہے۔

باقی سب لڑکے چھوٹے تھے

لہٰذا بڑی ماں کی کتنی خواہش تھی کہ جلد سے جلد اسجد کا بیاہ کر دیں۔

ابھی وہ اپنا فیصلہ سنا نہ پائی تھیں کہ ایک دن اسجد نے اس گھر پر ایک ذہنی بم پھینک دیا۔

یہ کہہ کر کہ وہ ایک عیسائی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے، بڑی ماں کے سامنے

خواب بکھر گئے۔ ان کی مرضی سے شادی کرنے کی خوشی نہ ان کے ماں باپ نے انہیں دی اور نہ اب پوتے انہیں دینا چاہتے تھے۔ اس خاندان کے لڑکوں کو کیا بیماری ہے کہ عجیب و غریب حرکتیں کرتے ہیں۔ آخر گھر کی لڑکیوں میں کیا برائی ہے، جمال نہیں حسین نہیں، یا تعلیم یافتہ نہیں۔ ؟ انہیں اسجد سے تو اس قسم کی حرکت کی بالکل امید نہ تھی۔

گھر، برادری، ذات سب سے باہر نکل گیا تھا، اور اپنی ساری زندگی کا حصہ وہ اسجد پر نکال دینا چاہتی تھیں۔ زندگی بھر انہوں نے بچوں سے مات کھائی تھی۔ مگر اب مات کھانے کے موڈ میں نہ تھیں۔ اپنی بات ہر قیمت پر منوانا چاہتی تھیں۔

پہلے تو انہوں نے اسجد کو دھمکیاں اور ڈراوے دے کر باز رکھنے کی کوشش کی جب وہ اپنی ضد پر اڑا تو انہوں نے آخری پتہ پھینکا۔

"ایک سید خاندان میں عیسائی لڑکی کا پیوند نہیں لگ سکتا۔"

"جی ہاں! آپ نے دو دو پیوند لگائے، پہلے ایک پہاڑن کا، پھر ایک عیسائی میم کا وہ آپ نے گوارا کیے اور اب مجھ پر اتنی سختی کر رہی ہیں۔"

"ہمایوں جب اس خاندان سے نکل گیا تو پھر اس پر میرا کیا اختیار۔ رہی شادیوں کی بات تو تم نے دیکھا نہیں، خدا نے اس کو اس کی سرکشی کی سزا دونوں بار دی ہے دوسری بیوی میں سے تو اولاد ہی نہیں ہوئی۔ اور جو بچہ میری دلآزاری کرے گا، وہ کبھی سکھ سے نہ رہ سکے گا۔"

"خدا کے لئے بڑی ماں بد دعا نہ دیں۔"

اسجد نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"آپ کے سوا میرا اس دنیا میں کون ہے۔ میں آپ سے اپنی خوشیوں کی بھیک مانگنے آیا ہوں۔ آپ کی ماما سے فریاد کرنے آیا ہوں۔ آپ کو اپنا بہترین دوست

Marfat.com

سمجھ کر زندگی کا سب سے بڑا راز کھو چکا ہوں۔ اپنی خواہشوں کے لئے میری زندگی قربان نہ کیجئے۔ دُنیا آپ کو "سخی ملکہ" کہتی ہے۔ اور میری جھولی میں آپ بد دعاؤں کے پتھر ڈال رہی ہیں۔"

اسجد کی آنکھوں میں سچ مچ آنسو آ گئے۔

بن ماں کا بچہ تھا، اور کیسے بڑی ماں نے اپنے بڑھاپے کو آسرے دے دے کر اسے پالا تھا۔

خاموش ہو گئیں، پھر کیا کرتیں، بزرگ مجبور ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد بولیں۔

"دو ہی شرطوں پہ تیری شادی اس لڑکی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ پہلے یہ کہ مسلمان ہو جائے دوسری یہ کہ وہ مجھے پسند آ جائے۔"

پہلی شرط تو مان لوں گا اور وہ بھی مان لے گی بڑی ماں، دوسری پلیز ہٹا لیں، اب آپ خواہ مخواہ تعصب میں ہی کہہ دیں کہ لڑکی مجھے پسند نہیں آئی تو میں کیا کر لوں گا۔ اور پھر آپ پسند کر کے کیا کریں گی، کوئی آپ کی شادی تو اس سے ہونی نہیں۔"

"عقل ماری گئی ہے لڑکے تیری" بڑی ماں نے غصے سے کہا۔

"میں نے آج تک کبھی منافقت نہیں کی، اور صرف مسلمان ہونے سے کیا ہوتا ہے شادی سے پہلے اس لڑکی کا اٹھنا بیٹھنا بھی ایک مسلمان گھرانے میں ہو۔"

"میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں بڑی ماں، اسے آپ کے قدموں میں لے آؤں گا۔"

اور اب جب اسجد اس لڑکی کو لے آیا تھا تو بڑی ماں نے کیسا برا برتاؤ اس کے ساتھ کیا تھا۔ یوں حقیر سی نظر اس پہ ڈال کر اندر کو چلی گئی تھیں، جیسے انہوں نے کبھی اس لڑکی کو لے کر آنے کو نہیں کہا تھا۔ کیا انہوں نے وعدے کو کانچ کا کھلونا سمجھ رکھا ہے۔

اسجد غصے سے پیچ و تاب کھاتا ہوا بڑی ماں کے پیچھے لپکا۔

وہ بڑی ماں کا احترام بھی کرتا تھا اور اُن سے ڈرتا بھی تھا۔ مگر ان کا سر چڑھا بھی بہت تھا۔ ضد پہ آجاتا تو اپنی بات منوا کر رہتا۔ ایک وہی تو تھا گھر بھر میں جو بڑی ماں سے ہر بات بے تکلف کہہ لیتا تھا۔

"بڑی ماں"

"او بڑی ماں"

وہ جھلاتا ہوا بڑی ماں کے پیچھے لپکا۔

"کیا ہے"

انہوں نے مڑ کر غصے سے کہا۔

واہ۔ اچھا مذاق کر رہی ہیں آپ۔ مجھے کہا میں لڑکی کو لے کر آؤں، کیا یہی تھا آپ

Marfat.com

کا وعدہ؟"

"مجھے اور بھی بہت کام ہیں۔ فارغ ہو کر مل لوں گی۔"

"مجھے معلوم ہے آپ کو اس وقت کوئی ضروری کام نہیں ہے۔ مگر آپ ہم پر اپنا کوئی پرانا غصہ نکالنا چاہتی ہیں۔"

"لڑکے گھاس کھا گیا ہے کیا، کہ بڑوں کے منہ آ رہا ہے۔"

"بڑی ماں، آپ تو اتنی عظیم عورت ہیں، اگر آپ ایسا رویہ اختیار کر سکتی ہیں، تو میں اسے کیا بتاؤں گا کہ ہم مسلمان لوگ کیسے ہوتے ہیں۔ وہ بے چاری تو آپ کی ہر شرط مان کر یہاں آئی ہے۔ والدین کو چھوڑ آئی ہے، مسلمان ہونا چاہتی ہے۔ مسلمان گھر انے میں رہنا چاہتی ہے۔ میں نے آپ کو ایک آئیڈیل مومن عورت کی صورت میں اس کے سامنے پیش کیا ہے، آپ کی عبادتیں اور ریاضتیں کیا ہوئیں۔ وہ اعلیٰ اخلاق کہاں گیا کیا نومسلم لوگوں کے ساتھ یہ سلوک کرنا روا ہے۔ اگر آپ جیسے لوگ اسے پناہ نہ دیں گے تو پھر وہ کس سے بھیک مانگنے جائے گی۔ اگر آپ اب بھی اس سے نفرت کرتی رہیں، تو میں سمجھوں گا کہ آپ نے جان بوجھ کر نیکی کے ایک کام سے منہ موڑا ہے اور صرف اپنے تعصب کی وجہ سے ایک انسان کو صراطِ مستقیم پر چلنے سے محروم کر دیا۔"

"زیادہ باتیں نہ بنا؟" بڑی ماں بالآخر بولیں۔ "اور مجھے پڑھانے کی کوشش بھی مت کر، عشق میں انسان انتہا کو پہنچ جاتا ہے، تب ہر برائی اسے اچھائی نظر آنے لگتی ہے لیکن تو نہیں سمجھتا۔ عشق ایک الگ فلسفہ ہے اور شادی ایک جداگانہ عمل ہے۔ شادی کے بعد یہی مذہب کی خلیج ہی سب سے بڑی خلیج بن جاتی ہے۔ بعض اوقات سوشل بیک گراؤنڈ ہی بہت سے اختلافات کو جنم دیتی ہے۔"

"بڑی ماں، آخر آپ کہنا کیا چاہتی ہیں، جبکہ وہ مسلمان ہو کر آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ پھر مذہبی یا معاشرتی کون سے اختلافات باقی رہ جائیں گے آپ

Marfat.com

اسے اپنے سانچے میں ڈھالئے، پرکھئے، نئی زندگی دیجئے، مگر یوں ٹھکرائیے تو نہیں۔"
"جب تک تو مجھے بتائے گا نہیں کہ تو اس کے ساتھ کتنا سنجیدہ ہے، میں اس
معاملے میں آگے نہیں بڑھوں گی، کہیں باپ کی طرح ...."
اسجد نے جلدی سے بڑی ماں کے سرخ اور بھورے بالوں والے سر پہ ہاتھ رکھ دیا
اور بولا۔
"اس سر کی قسم بڑی ماں، میں اپنے تمام تر خلوص کے ساتھ بالکل سنجیدہ ہوں۔ اس کے
ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اسے بیوی بنا کر رکھوں گا۔ اور اس فخر سے جیوں گا کہ میری محبت
نے میرے مذہب کو بھی سربلندی عطا کی ہے۔"
"اگر کل تو اپنے فیصلے پر پچھتایا، یا تو نے اس لڑکی کے لئے کوئی مشکل کھڑی کر دی، یا
اپنے باپ والی کوئی حرکت کی تو میں تجھے پھانسی پر لٹکا دوں گی۔"
اسجد نے بڑھ کر بڑی ماں کا دوپٹہ تھام لیا، اور اس کا ایک پلو اپنی گردن کے گرد
لپیٹ کر کنارا بڑی ماں کو پکڑا دیا اور بولا:
"مجھے منظور ہے، یہ بھی منظور ہے۔ چاہے ابھی پھانسی دے دیں۔ مگر مجھے اس
لڑکی کی نظروں میں گرنے سے بچا لیں۔"

Marfat.com

دوسری مرتبہ بڑی ماں آگے آگے اور اسجد پیچھے پیچھے ایک بار پھر دونوں برآمدے میں نمودار ہوئے تو دِل برداشتہ وخوف زدہ سی فلور اگھبرا کر پھر کھڑی ہوگئی! اس طرح کھڑی ہوئی کہ اس کا چُنا ہوا دوپٹہ کندھوں سے کھسک کر فرش پر گر پڑا، بوکھلاہٹ میں سلام کرنے کی بجائے پہلے اُس نے جھک کر اپنا دوپٹہ اٹھایا پھر بڑی ماں کو سلام کیا۔

اُس کے نیچے جھکنے اور اٹھنے میں ہی بڑی ماں نے اندازہ لگالیا کہ اس کا جسم انتہائی خوب صورت ہے۔ بے حد حسین اور موزوں زاویوں کے ساتھ اس کی پتلی سی کمر تھی، ابھرے ہوئے مناسب کولہے، درمیانہ قد، رنگت اس کی عام عیسائی لڑکیوں کی مانند سانولی ہی تھی۔ مگر اس میں نمک بہت تھا۔ اور آنکھیں۔ ہاں اس کی آنکھیں بہت ہی خوبصورت اور پُرکشش تھیں۔ لمبی لمبی سیاہ آنکھیں، چمکتی ہوئی پُتلیاں اور اوپر گھنی پلکوں کی جھالر جس طرف بھی دیکھتی اچھی لگتی۔ بار بار پلکیں جھپکنے سے اور بھی اچھی لگتی بس یونہی گول مول سی ناک تھی اور بھرے بھرے ہونٹ تھے، عمر اس کی یہی کوئی بیس اکیس برس ہوگی۔

گھبراہٹ اور خجالت کے مارے اس کا سانولا رنگ سُرخی مائل ہو رہا تھا، اور اس کی ٹھوڑی کا تل اور بھی نمایاں لگ رہا تھا۔

بڑی ماں نے اس کا جائزہ لینے کے بعد دل میں سوچا کہ لڑکی دل میں اُتر جانے والی ہے۔ اس میں وہ بات ہے جو ایک مرد کو دیوانہ بنا سکتی ہے۔ خصوصاً یہ مدھ بھری آنکھیں اور قیامت اٹھا دینے والا جسم۔

دو بڑے عوامل تھے۔

اس کے سحر سے اسجد کو بچا لینا انہیں کافی مشکل نظر آیا۔ اس عمر میں جب عشق کی آندھی اس زور شور سے چڑھی ہو، جوان لڑکے کو کون سمجھا سکتا ہے۔

ابھی وہ اس سے کوئی بات نہ کر پائی تھیں کہ اِدھر اُدھر سے باقی لڑکیاں بھی اونگھ سونگھ پاکر برآمدے میں اکٹھی ہونا شروع ہو گئی تھیں، کیونکہ کافی دنوں سے گھر میں بغاوت کی بُو رچی ہوئی تھی اور سازشوں کے سائبان تن رہے تھے، پتہ تو سب کو چل گیا تھا کہ اس مرتبہ شہزادہ اسجد سر اُٹھا رہا ہے، مگر بڑی ماں کے خوف سے سب لوگ انجان بنے ہوئے تھے۔

سب سے پہلے اُفق اپنے بے ڈھنگے حلیے کے ساتھ سر کو کھجاتی ہوئی اپنے لمبے لمبے ناخنوں سے میل نکالتی ہوئی آئی۔ اس کے پیچھے شفق تھی۔ ہمیشہ کی طرح صاف ستھری۔ اس کے پیچھے نازاں، خنداں، اور پھر بھاری بھرکم تمکنت۔

اس کے بعد فروزاں۔

بڑی ماں نے لڑکیوں کے اس غول کی طرف دیکھا۔ انہیں ان کے اچانک ٹپک پڑنے کی اُمید نہ تھی، اور کچھ دیر میں شاید باقی بھی ہتّہ بولنے والی تھیں۔ اس لئے انہوں نے اس وقت فلورا کا انٹرویو لینا مناسب نہ سمجھا، اس کے پاس ہی اس کے دو سوٹ کیس اور ایک ہولڈال پڑا تھا گویا اپنے وعدے کے مطابق اسجد اسے ساز و سامان سمیت لے آیا تھا۔

یعنی دو محبت کے ماروں نے عشق کی پہلی منزل کی جانب قدم بڑھایا تھا۔

Marfat.com

اب بڑی ماں اپنی بات سے نہ پھر سکتی تھیں۔ آنے والے واقعات کو انہوں نے
ذرا تاڑ لیا تھا۔ لڑکی شکل وصورت سے کسی معزز گھرانے کی معلوم ہوتی تھی۔
انہوں نے افق کی طرف دیکھ کر کہا:
"افق، فلورا کا سامان تم اپنے کمرے میں رکھوالو، آج سے یہ تمہارے ساتھ
رہے گی۔"
اُونہہ، اُفق نے بڑی بُری شکل بنائی اور بولی:
میرے کمرے میں تیسرے پلنگ کی جگہ نہیں ہے۔ اور نہ تیسری وارڈروب ہے۔"
"اگر جگہ تنگ ہے تو صوفہ باہر نکلوادو۔" بڑی ماں نے بڑے رُعب سے کہا۔
"تو جس کے لئے پلنگ بچھانا ہے، وہ صوفے پر ہی سو جایا کرے۔"
"افق" اس مرتبہ بڑی ماں کی آواز میں غصہ تھا۔
پہلی بار فلورا نے نظر اٹھا کر افق کی جانب دیکھا۔
اُفق کے چہرے پر پھیلی ہوئی نفرت اسے صاف نظر آئی۔ دوسرے معنوں میں
افق اسے کہہ رہی تھی، وہ صوفے پر سو جائے۔ واہ۔ اسے کہتے ہیں۔ مہمان نوازی۔ تو
اس کے ساتھ اس گھر میں یہ سلوک کیا جائے گا۔
"بڑی ماں! صوفہ نہ نکلوائیں، میں رات کو نذرانہ کے کمرے میں سو جایا کروں گی۔ رات
کو ہم دونوں کو اکٹھے پڑھنا بھی ہوتا ہے نا۔" شفق نے بڑی ملائمت سے کہا۔
"ٹھیک ہے۔" بڑی ماں نے کس انداز میں کہا، کسی کو پتہ نہ چل سکا۔ "جاؤ فلورا کا سامان
ٹھیک سے رکھواؤ۔ اور اسے بھی ساتھ لے جاؤ۔"
سب لڑکیوں نے بڑھ کر فلورا کا سامان اٹھانا شروع کر دیا۔ وہ کہتی رہ گئی میں خود
اٹھاؤں گی۔ مگر وہ مل کر ہنسی خوشی گھسیٹتی ہوئی اس کا سامان لے گئیں۔
بڑی ماں جا چکی تھیں۔

فلورا نے بے بسی سے اسجد کی جانب دیکھا۔ ان بلاؤں کے سامنے اسجد اسے کچھ بھی نہ کہہ سکا تھا، صرف نرم لہجے میں اتنا ہی کہا۔

"فلوری بگھبرانا نہیں، یہ بڑی اچھی لڑکیاں ہیں۔ تمہارا دل لگادیں گی، میں شام کو آکر تمہاری خبر لوں گا۔"

فلورا نے کچھ بھی نہیں کہا، بس آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو پیا، اور لڑکیوں کے پیچھے اس طرح چل دی، جس طرح کوئی سوئے مقتل جاتا ہے۔

جب وہ مرے مرے قدم اُٹھاتی اس کمرے میں داخل ہوئی جہاں لڑکیاں اس کا سامان لے گئی تھیں تو اس نے سنا اُفق بلند آواز سے کہہ رہی تھی:

"میں تو ایک عیسائی لڑکی کو اپنے ساتھ ہرگز نہیں رکھوں گی۔"

"شرم کرو اُفق" شفق نے اسے ڈانٹا، "گھر آئے مہمان کا اس طرح استقبال کرتے ہیں۔"

تم لوگوں کو تو منافقت کی عادت ہے، اور مجھے زمانہ سازی سے نفرت ہے" تازاں نے بڑوں والے انداز میں ہاتھ نچا کر کہا۔

"اچھا فضول باتیں نہ کرو اس وقت"۔ شفق نے فوراً فلورا کی موجودگی کو محسوس کیا جو کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔

"آؤ فلورا" پھر وہ خوش دلی سے بولی "یہ تمہارا کمرہ ہے"۔

فلورا نے اپنا بیگ تپائی پر رکھ دیا اور خود صوفے پر بیٹھ گئی۔

لڑکیوں نے اس کے سوٹ کیس ایک طرف قرینے سے لگا دیئے تھے اور اب اس کا ہولڈال کھول رہی تھیں۔

"فلورا" شفق نے پھر کہنا شروع کیا۔

"میں کل اپنی یہ وارڈ روب خالی کر دوں گی، تم اپنے سارے کپڑے استری کر کے یہاں

Marfat.com

لٹکالینا۔"

"نہیں۔نہیں بہن، میرے کپڑے بکسوں میں ہی ٹھیک ہیں۔" فلورا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ انہیں کیا کہہ کر بلائے۔

"ارے۔ہم نے ایک دوسرے کو متعارف تو کرایا ہی نہیں۔" شفق پھر اپنے شفیق لہجے میں بولی۔

"اس طرح ہم بے تکلفی سے بات چیت کر سکیں گے۔"

لیکن اتنی جلدی بے تکلف ہونے کی کیا ضرورت ہے۔" افق نے اپنے سڑے ہوئے انداز میں کہا۔

"تم چپ رہو اُفق۔آؤ فلورا تمہیں سب کے نام بتاؤں۔"

"یہ میری بڑی بہن اُفق ہے۔"

اُس نے ابتداء ہی اُفق سے کر ڈالی۔

"دیکھنے میں عجیب و غریب لگتی ہے۔مگر دل کی بہت اچھی ہے۔تم اس کی بات کا بُرا نہ ماننا۔"

"کیوں۔کیا میرے دم لگی ہوئی ہے۔" اُفق بدتمیزوں کی طرح اُچھل کر پلنگ پر گر گئی اور ٹانگیں سامنے دیوار پر ٹکالیں۔

"یہ نازاں ہے، بی اے کے آخری سال میں۔"

"یہ خنداں ہے بی۔اے کے پہلے سال میں۔"

"یہ فرزاں ہے، اس نے اس سال میٹرک کیا ہے۔"

"یہ ہماری پھوپھی زاد بہنیں ہیں اور بالکل بغل والی کوٹھی میں رہتی ہیں۔بس وہاں تو برائے نام رہتی ہیں، سارا دن ہم ایک ساتھ ہوتے ہیں۔"

یہ تینوں بہنیں جو ایک سے کپڑے پہن کر آئی ہیں، یہ ندرانہ، ترانہ اور جاناں

Marfat.com

ہیں۔"

"ہماری ایک پھوپھی ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔ یہ ان کی بیٹیاں ہیں۔ ہماری بڑی پھوپھو بہت حلیم الطبع ہیں، منتظم ہیں۔ ان کو سب بی بی آپا کہتے ہیں۔"

"ہاں چڑچڑا پن اپنا سارا وہ نوکروں پہ ہی نکالتی ہیں، یہ بھی شکر ہے۔"

اُفق نے وہیں لیٹے لیٹے ٹانگوں کو جھلاتے ہوئے کہا۔

"یہ تمکنت ہے" شفق نے اُفق کی بات سُنی ان سنی کر دی "یہ گلگوں سی پیاری پیاری لڑکی، یہ بھی ہماری کزن ہے۔ ویسے تو سولہ سال کی ہے۔ مگر دیکھنے میں خاصی بڑی لگتی ہے۔"

شفق نے اتنی خوش دلی سے کہا کہ فلورا بھی ہنس پڑی۔

"ہاں اس پہ موٹاپا بھی بڑی تمکنت سے آیا ہوا ہے، یا چھایا ہوا ہے۔" اُفق نے پھر لقمہ دیا۔

"اس کی چھوٹی بہن سلطنت بڑی دلچسپ چیز ہے۔ وہ ابھی اسکول سے نہیں آئی۔"

"وہ بھی بے چاری کسی معزول شدہ نامراد شہزادے کی سلطنت معلوم ہوتی ہے۔"

اُفق نے پھر دخل اندازی کی۔

"یہ حورا ہے۔" اس نے ایک چھوٹے سے قد کی خوبصورت سی لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ سب سے چھوٹی پھوپھو کی بیٹی ہے۔ دیکھو کتنی چھوٹی سی ہے نا، اور معصوم سی بھی، مگر پتہ ہے دو سال رہ گئے ہیں اس کے ڈاکٹر بننے میں۔"

"اچھا" فلورا نے حیرت سے کہا۔

کیونکہ حورا واقعی بہت چھوٹی اور معصوم لگ رہی تھی۔ زیادہ سے زیادہ میٹرک کی لڑکی۔

اور اس کے علاوہ ہماری اور بھی بہت سی کزنز اور سہیلیاں اس کالونی میں رہتی

Marfat.com

ہیں۔ گاہے بگاہے جن سے تمہارا تعارف ہوتا رہے گا۔"

"فلورا جی!"

یکلخت اُفق نے گردن اٹھا کر کہا۔

"تمہیں بہت ہی مایوسی ہوئی ہوگی، یہ دیکھ کر کہ اس گھرانے میں نری لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں۔ آخر کزن لڑکے کیوں نہیں ہیں؟ اور تم تو ایسے ماحول سے آئی ہو جہاں لڑکوں کی کمپنی کو فوقیت دی جاتی ہے۔ ہے نا؟ پر مجبوری ہے کیا کیا جائے۔ لڑکوں کے معاملے میں یہ خاندان بڑا بدنصیب ہے۔ ہمارا ایک کزن جو پرنس چارمنگ تھا سویڈن بھاگ گیا۔ دوسرے کو تم لے اڑی ہو، تیسرا ایک منحوس شکل کا حبشی ہے جو اپنی علمیت کے زور پہ بازی جیتنا چاہتا ہے۔ کسی دن آئے گا تو تعارف ہو جائے گا۔ باقی سب لڑکے ابھی میٹرک سے بھی چھوٹی جماعتوں میں ہیں۔ ان سب کی ماؤں نے لڑکے سوچ سمجھ کر نہیں پیدا کئے۔"

"اُفق۔۔۔" شفق نے ایک دم اُفق کے مُنہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔ "مذاق کی کوئی حد ہوتی ہے۔"

"ہمارے چھوٹے چھوٹے سب بھائی بہت دلچسپ ہیں۔" وہ فلورا سے بولی۔ "شام کو آئیں گے، ہماری بہت عزت کرتے ہیں۔"

"اور آپ۔۔۔"

فلورا نے اس کی طرف اشارہ کیا تو شفق ہنس پڑی۔

"اوہ۔ اپنا آپ تو میں بھول ہی گئی۔"

"یہ کبھی اپنا آپ بھول جاتی ہے، کبھی اپنا دل بھول جاتی ہے، کبھی اپنا جگر، کبھی پھیپھڑا۔ یہ لڑکی نہیں بھول ہے۔"

اُفق بے تکے پن سے الٹی لیٹ گئی اور پیچھے سے ٹخنے اوپر اٹھا لئے۔ جس سے

اُس کی بھری بھری پنڈلیاں ننگی ہونے لگیں۔

شفق نے جیسے اس کے لیکچر کی پرواہ نہ کی اور بولی۔

"میرا نام شفق ہے، ویسے سارے مجھے شفو کہتے ہیں۔ میں فائن آرٹس میں ایم۔اے کر رہی ہوں۔ یہ اُفق مجھ سے صرف ایک سال بڑی ہے۔ ہماری آپس میں بہت انڈرسٹینڈنگ ہے۔ اس لئے میں اسے آپا یا باجی نہیں کہتی۔"

"ویسے آپا یا باجی کے کہلانے والے میرے کرتوت بھی نہیں ہیں۔" اُفق نے اِس بے تکے پن سے کہا کہ ساری لڑکیاں ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئیں۔ سوائے اُفق کے جو بے نیازی سے پاؤں ہلا رہی تھی۔

فلورا نے ہنسنے کے بعد پوچھا۔

"یہ نہیں پڑھتیں؟"

"میں کیوں پڑھوں خدانخواستہ۔" افق جلدی سے بولی۔ "میں نے تو دُنیا جہان کی ڈگریاں حاصل کر لی ہیں۔ علم کے خزانے لوٹ لئے ہیں۔ تعلیم وہ حاصل کرتے ہیں۔ جو تشنہ ہوں، نامکمل ہوں، ناآسودہ ہوں اور منافق بننا چاہیں۔"

"نہیں فلورا۔" شفق درمیان میں بولی۔

"اس نے ایف اے کرنے کے بعد پڑھنا چھوڑ دیا تھا۔ ویسے کتابیں پڑھنا اِس کا مشغلہ ہے، اس سے دوستی رکھو گی تو اچھی اچھی کتابیں پڑھنے کو ملیں گی۔"

"ویسے مس فلورا۔" اُفق ایک دم اُٹھ کر بیٹھ گئی اور فلورا کی طرف منہ کر کے بولی۔ "اور مس فلورا۔ مس فلورا، کیا آپ اپنا خاندانی نام بتائیں گی۔"

"فلورا جوزف۔"

فلورا شرم سے ایک دم پیلی پڑ گئی۔ جیسے افق نے اسے اپنی اوقات بتا دی ہو۔

"ہاں تو مس فلورا جوزف، شکل سے آپ کافی ذہین معلوم ہوتی ہیں اور یوں لگتا ہے

Marfat.com

اس ساری محفل میں آپ صرف مجھ ناچیز سے ہی متاثر ہوتی ہیں، کیونکہ آپ نے فقط میرے بارے میں سوال کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ میری پرسنیلٹی میں ایسی بات ہے مگر میں کسی سے ہرگز متاثر نہیں ہوتی اور بڑی متعصب لڑکی ہوں، پسند نہیں کرتی کہ ایک عیسائی لڑکی میرے کمرے میں رہے۔ یہ اور بات ہے کہ میں بھی بڑی ماں کے فیصلے کے آگے نہیں بول سکتی، مگر میں تمہیں اتنا تنگ کروں گی کہ تم یہ کمرہ تو کیا یہ گھر ہی چھوڑ جاؤ گی ممکن ہے کہ دنیا ہی چھوڑ کر چلی جاؤ اور تم یہ گانا گاتی ہوئی رخصت ہو جاؤ۔

تیری دُنیا سے ہم
لے کے چلے تیرا غم
ہمیں یاد رکھنا!
جی ہمیں یاد رکھنا!

"بکواس بند کرو اُفی، بہت بے ہودگی کر چکی ہو تم، اور آج کے لئے اتنا ہی برداشت ہو سکتا ہے۔"

نازاں نے کہا

"فلورا اس کی باتوں میں نہ آنا۔ اس کا مشغلہ صرف پریشان کرنا ہے۔ ورنہ اندر سے بُری نہیں۔" سورا بولی۔

"ہاں محترمہ ڈاکٹرن صاحبہ! ابھی آپ کی اوقات ہی کیا ہے اور آپ نے میرا اندر باہر سب دیکھ لیا ہے۔"

"اوہو، ہم اتنی دیر سے گپیں ہانک رہے ہیں اور بے چاری فلورا سے کسی نے چائے کا پوچھا ہی نہیں۔"

"فلورا کیا پیو گی کافی یا چائے؟" شفق نے محبت سے پوچھا۔

"تین چیزیں۔" اُفق جلدی سے بولی۔

Marfat.com

"خونِ جگر"

"آنسو۔ یا صبر کے گھونٹ"

"جو اُس دوا ان کو، کہ اس گھر میں یہی کچھ پینے کو ملا کرتا ہے۔ بولو کیا پیئو گی؟"

"اُفق پلیز۔۔۔ پلیز اُفی" شفق نے اُس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ "خدا کے لئے اب اپنی زبان بند کرو، اس لڑکی کو پریشان نہ کرو، اور اپنا امپریشن بھی خراب نہ کرو۔"

"اچھا تو میرا امپریشن کسی پر اچھا بھی پڑ سکتا ہے، کم از کم اس گھر میں تو نہیں، سبھی مجھے بُرا کہتے ہیں۔ کچھ دنوں بعد فلورا جوزف کی بھی یہی رائے ہو جائے گی، کب تک تم پردے ڈالو گی۔"

"میں ایک الگ رائے رکھنے کی قوت رکھتی ہوں اور مجھے اپنے مشاہدے پر بھی پورا بھروسہ ہے۔"

فلورا نے بڑی شستہ انگریزی میں بڑے سبھاؤ سے کہا۔ جس سے سب لڑکیاں بڑی مرعوب ہو گئیں۔ شفق یہ کہہ کر باہر کو لپکی کہ میں تم سب کے لیے ایک ایک کپ چائے کا بنا لاؤں۔

"شفو زندہ باد" سب نے نعرہ لگایا۔

شفق کے چلے جانے کے بعد کمرے میں تھوڑی دیر سکوت رہا۔ کوئی نہیں بول رہا تھا۔ صرف اُفق اپنی بھونڈی آواز میں بوگس گانے گا رہی تھی۔ پھر فلورا موقع غنیمت جان کر ان سے معذرت کرتی ہوئی باتھ روم میں چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی سب لڑکیاں اُفق کے پیچھے پڑ گئیں کہ وہ کس طرح سے ایک بالکل اجنبی اور غیر مذہب کی لڑکی کے ساتھ بدتمیزی کر رہی تھی۔

مگر افق کب ان کی ماننے والی تھی۔

Marfat.com

پرچ پرچ ہو رہی تھی کہ شفو چائے کی ٹرے پکڑے اندر آئی۔ اس کے ساتھ ہی غسل خانے کا دروازہ کھلا اور فلورا باہر نکل آئی۔

سب لوگ چائے پینے لگے۔

ابھی انہوں نے چائے ختم کی ہی تھی کہ بڑی ماں کمرے میں داخل ہوئیں۔

سب لڑکیاں احتراماً کھڑی ہوگئیں۔ اُفق اس طرح لٹکتی مٹکتی کھڑی ہوئی، جیسے اُسے کسی نے جبراً کھڑا کیا ہو۔

"فلورا کا سامان ٹھیک سے لگا دینا لڑکیو؟"

"جی ماں جی" سب نے یک زبان کہا۔

"فلورا کو کچھ چائے پانی دیا؟"

"جی بڑی ماں" شفو نے قرینے سے دوپٹہ سر پہ جماتے ہوئے کہا۔

"فلورا" انہوں نے اپنا چہرہ فلورا کی طرف موڑا

فلورا کا دل دھک دھک کرنے لگا۔

گھنی پلکیں آپ ہی آپ لرزنے لگیں۔

"اگر تم اس وقت فارغ ہو تو تھوڑی دیر کے لئے میرے کمرے میں آؤ"

بڑی ماں یہ کہہ کر باہر نکل گئیں، اور فلورا ایسے کھڑی رہ گئی جیسے فرش نے اُس کے پاؤں پکڑ لیے ہوں، رنگ اس کا زرد ہو رہا تھا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوتے جا رہے تھے اور دل ڈوبنے کو تھا۔

جانے بڑی ماں نے کمرے میں کیوں بلایا ہے۔ کڑی منزلیں تو قدم قدم پہ کھڑی تھیں۔ پھر نہ جانے کیوں ہر بار اس کا دم فنا ہو جاتا تھا۔ شفو نے سمجھا کہ اسے بڑی ماں کے کمرے کا پتہ نہیں ہے۔ اس لئے گھبرا رہی ہے۔

"آؤ فلورا میں تمہیں بڑی ماں کے کمرے میں چھوڑ آؤں"

Marfat.com

تب فلورا کو ہوش آیا کہ بڑی ماں اُسے بلا کر گئی ہیں۔ اُس نے قرینے سے دوپٹہ اوڑھا اور شفو کے پیچھے پیچھے چل دی۔

Marfat.com

بڑی ماں کا کمرہ بھی ان کی طرح بڑا بارُعب اور پُروقار تھا، کھُلا کھُلا کشادہ کمرہ۔ جس میں سفید ریشمین پردے لٹک رہے تھے۔ خوش رنگ پھولوں والا بیش قیمت قالین فرش پر بچھا تھا۔ ایک طرف پلنگ پڑا تھا جس پر سفید براق ریشمیں جھالروں والا بیڈ کور پڑا تھا۔ اُس کے قریب نیلی ویلوٹ کا جدید طرز کا صوفہ پڑا تھا۔ ایک کونے میں درمیانے سائز کا تخت بچھا تھا۔ جس پر ایرانی قالین بچھا تھا۔ اردگرد گاؤ تکیے رکھے ہوئے تھے، ایک طرف تہہ کی ہوئی جانماز رکھی تھی۔ اسی کمرے میں ایک دیدہ زیب بک شیلف بھی رکھی تھی جس پر زیادہ تر مذہبی کتُب اور تفسیریں رکھی ہوئی تھیں۔ کمرے میں بڑے خوبصورت فانوس لٹک رہے تھے۔ ایسے لگتا تھا روشنی ڈائریکٹ نہیں آرہی بلکہ دیواروں سے چھن چھن کر آرہی ہے۔ کمرے میں سے ایک عجیب و غریب مگر مقدس سی خوشبو آرہی تھی ایسی خوشبو بڑے بڑے مزاروں پر سے آتی ہے گو وہ کبھی مزاروں پر نہ گئی تھی۔ مگر ایسی گلیوں یا سڑکوں پر سے ضرور گزری تھی، جہاں مزار تھے اور خوشبو کے ایسے بھبکے باہر تک چلے آتے ہیں۔

وہ ڈری سہمی اندر داخل ہوئی تو بڑی ماں مغرب کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ وہ صوفے

Marfat.com

پہ ایک طرف کو بیٹھ گئی۔

انہوں نے بہت آہستگی اور خشوع و خضوع سے نماز پڑھی تسبیح پھیری اور پھر دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

فلورا اس عرصے میں اچھی طرح کمرے کا جائزہ لے چکی تھی۔ بڑی ماں کافی خوش ذوق خاتون ہیں۔ اس نے مرعوب ہوتے ہوئے سوچا۔ ان کا بلند ذوق ایک ایک شے سے جھانک رہا ہے۔

دُعا کے بعد بڑی ماں نے فلورا کی طرف رُخ پھیرا تو فلورا پھر کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھو بی بی"۔ انہوں نے اس کے قریب آ کر اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "بار بار کھڑے ہونا ٹھیک نہیں"۔

فلورا پھر صوفے کے کونے پر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہو کے بیٹھو"۔

وہ جلدی سے ٹھیک ہو کر بیٹھ گئی۔

بڑی ماں بھی وہیں صوفے پر بیٹھ گئیں۔ بڑی ماں بیٹھیں تو ان کے کپڑوں میں سے وہی مقدس اور عجیب و غریب خوشبو آئی۔

ہاں فلورا کو تو ہر بات عجیب ہی لگ رہی تھی۔ ویسے خوشبوؤں کی تو وہ بہت سی قسمیں جانتی تھی اور پسند کرتی تھی۔ مگر بڑی ماں کے وجود سے جو خوشبو اُٹھ رہی تھی۔ وہ سیدھی احساسات کو چھو رہی تھی۔ عجیب طرح ذہن و دل میں ہلچل مچا رہی تھی' جیسے یہ خوشبو باتیں کر رہی ہو، کچھ کہہ رہی ہو، کچھ احساس دلا رہی ہو۔

کسی مقصد کا احساس۔

بزرگی کا احساس۔

اچھا تو بزرگ ایسے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

پہلی مرتبہ اُس نے نظر اُٹھا کر بڑی [illegible] چہرے کو دیکھنے کی کوشش کی اور
پھر تاب نہ لا کر نظریں جُھکا لیں۔

"بیٹی میں تمہارا زیادہ وقت ضائع نہیں کروں گی۔" بڑی ماں نے اپنے لہجے میں تمام تر شفقت سمو کر کہنا شروع کیا۔

"میں تم سے یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا تم اپنی خوشی سے مسلمان ہونا چاہتی ہو۔ کیا یہ جذبہ خُود تمہارے اندر سے پھوٹا ہے یا اسجد تمہارے ساتھ زبردستی کر رہا ہے؟"

فلورا کا سر خود بخود جھکتا چلا گیا۔

"میں جانتی ہوں، محبّت کا جذبہ بہت عظیم اور ظالم ہوتا ہے، لیکن ایک جذبہ اور بھی ہے۔ جس کی جڑیں اس جذبے سے زیادہ مضبُوط ہوتی ہیں، میرا مطلب مذہب سے ہے۔ وہ مذہب جسے انسان ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا ہوتا ہے۔ وہ اُس کی رُوح میں رَچ بس جاتا ہے۔ دُنیا میں صرف ایک محبّت ہی ایسی شے ہے جو مذہبی جذبے کے اُوپر حاوی ہو جاتی ہے۔ خصوصًا اس عمر میں، جس میں تم اور اسجد ہو مذہب معاشرت، عزیز و اقربا محبّت کے آگے بالکل ہیچ معلوم ہوتے ہیں۔ ان سب کو وہ ٹھکرانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی موڑ پر نیچے بڑے بڑے فیصلے کر لیتے ہیں۔ جنہیں بعد میں نبھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات محبّت کا یہ جذبہ جس تیزی اور تندی سے اُبھرتا ہے۔ اتنی ہی سُرعت سے فنا بھی ہو جاتا ہے۔ تب دونوں فریق پچھتانے لگتے ہیں اور اگر دل سے مذہب نہ قبول کیا ہو تو ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں۔"

"کیا تم نے یہ سب کچھ سوچ کر فیصلہ کیا ہے؟"

فلورا نے کچھ اور بھی سر جُھکا لیا۔

"کیا واقعی تمہیں اسجد پر اتنا بھروسہ ہے کہ تم اپنا مذہب چھوڑنے پر تیار ہو گئی ہو؟"

"کیا تم اپنے فیصلے پر کبھی نہ پچھتاؤ گی؟"

فلورا نے اب کے سر اتنا جھکا لیا کہ اس کے گھٹنوں سے جا لگا۔

"بیٹی، اس طرح سر جھکانے سے کام نہیں چلے گا۔ مجھے صاف صاف بتاؤ۔"

انہوں نے زبردستی فلورا کا سر اوپر اٹھایا تو وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

روتی کیوں ہو بچی؟ کوئی تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کرے گا۔ صرف مجھے اپنی مرضی بتا دو۔"

فلورا ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔

"اس سے تو مجھے یوں اندازہ ہو رہا ہے کہ امجد تمہیں زبردستی آمادہ کر کے یہاں لے آیا ہے۔"

"نہیں، بڑی ماں۔" روتے روتے ایک دم فلورا نے آنکھیں اوپر اٹھائیں، بڑی ماں کی طرف نظر بھر کر دیکھا، اور پھر جلدی سے جھک کر اُن کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا۔

"اگر آپ مجھے قبول کر لیں بڑی ماں تو... تو... "

"ارے - ارے، یہ کیا کر رہی ہو؟" بڑی ماں نے جھک کر فلورا کو اٹھایا اور پھر صوفے پر بٹھا دیا۔

"ایسے نہیں کرتے، اتنی دل برداشتہ کیوں ہو رہی ہو۔ جو بھی بات ہے۔ وہ اپنے منہ سے کہو، تاکہ مجھے یقین ہو جائے، پہلے اپنا چہرہ صاف کر لو۔"

فلورا نے دوپٹے کا پلّو پکڑ کر اس سے اپنا چہرہ صاف کیا۔ مگر آنسو تھے کہ ٹپکتے چلے آ رہے تھے۔ کیسی بے بسی کا موڑ تھا۔ نہ پیچھے کوئی راستہ تھا نہ آگے، یکایک وہ بیچ چوراہے کے آن کھڑی ہوئی تھی اور سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کون سی سمت کا تعین کرے، اصل راستہ کون سا ہے؟

وہ تو ایک فیصلہ کر کے چل پڑی تھی، اسے کیا علم تھا کہ راہ میں اور بھی موڑ آئیں گے حتیٰ کہ اس کے فیصلے کو بار بار تولا جائے گا، ٹٹولا جائے گا۔ بار بار مرنا اور بار بار جینا جس

Marfat.com

قدر مشکل تھا۔

جب ذرا اِس کی ہچکیاں تھمیں تو بڑی ماں نے سوال کیا۔

"تمہارے والدین کہاں رہتے ہیں؟"

"جی۔ ایبٹ آباد میں"

"کیا انہوں نے خوشی خوشی تمہیں مذہب بدلنے اور شادی کرنے کی اجازت دے دی ہے؟"

"میں نے انہیں خط میں سب کچھ صاف صاف لکھ دیا تھا کہ میں اسجد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اگر اُن کا فیصلہ میرے حق میں نہیں ہے تو نصیحت آمیز خط لکھ کر وقت ضائع نہ کریں۔ اگر خوش ہیں تو صرف مُبارک باد کا خط لکھیں"۔

کس قدر سادگی سے اُس نے بڑی ماں کو اپنا عندیہ بتا دیا تھا۔

"پھر انہوں نے کیا جواب دیا؟"

"انہوں نے خط کا جواب ہی نہیں دیا"

"ہوں"

بڑی ماں نے ایک لمبی سانس چھوڑی۔

"بہت عظیم ہیں تمہارے والدین"

فلورا نے استفہامیہ نظروں سے بڑی ماں کی طرف دیکھا گویا پوچھ رہی ہو۔ آپ کس حد تک عظمت کا ثبوت دے سکتی ہیں؟

"بیٹی کیا تمہیں اپنے ہر جذبے پر بھروسہ ہے؟"

"جی ہاں"۔

"کیا تمہیں اسجد پر مکمل اعتماد ہے؟"

"جی ہاں"

Marfat.com

"کیا تم ہمارے ماحول میں خوش رہ سکو گی؟"

"جی ہاں"

"بیٹی، میں تمہارے جذبات کی قدر کرتی ہوں، میں ظالم سماج بن کے تم دونوں کے درمیان دیوار بننا نہیں چاہتی۔ پھر بھی میں چاہتی ہوں کہ تمہیں سوچنے کا ایک اور موقع دوں تاکہ تم یہ نہ سوچو کہ یہ سب کچھ تم پر زبردستی ٹھونسا گیا ہے۔ میں تمہیں سوچنے کے لئے مزید دس دن دیتی ہوں۔ اگر تم مشورے کے لئے اپنے والدین کو خط لکھنا چاہو تو لکھ سکتی ہو اس ماحول میں رہ کر دیکھو، کیا تم اسے دل سے قبول کر دو گی، اسجد کا بھی گھر میں اٹھنا بیٹھنا دیکھو، دس دن کے بعد مجھے اپنے فیصلے سے مطلع کر دینا، میں ہر طرح سے تمہارا ساتھ دوں گی"

فلورا کھڑی ہو گئی۔

"اور ہاں۔ گھبراؤ نہیں، اس گھر میں اپنے گھر کی طرح رہو۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں تمہیں اس گھر میں رہنے کا حق پہنچتا ہے"

"شکریہ بڑی ماں"

فلورا نے جھک کر کہا اور باہر نکل گئی۔

بڑی ماں نے دیکھا، اُس کے بال بھی بہت لمبے تھے، اور اُس نے بہت قرینے سے چوٹی باندھی ہوئی تھی۔

باہر نکلتے ہی اُسے شفق مل گئی۔ بولی

"آؤ تمہیں سارا گھر دکھاتے ہیں، تاکہ تمہارا یہ اجنبیت کا احساس ذرا کم ہو"

پھر اور لڑکیاں بھی اُن کے ساتھ مل گئیں۔ وہ سارا گھر اور سارے کمرے دیکھنے لگیں بڑی ماں نے بڑا خوبصورت اور کشادہ گھر بنایا ہوا تھا۔ اُوپر کی منزل لڑکوں اور مہمانوں کے لئے مخصوص تھی۔ اُوپر کا حصہ فلورا کو بہت پسند آیا۔ نیچے کھیلنے کے لئے ایک بہت بڑا

Marfat.com

لان بھی تھا، اور لان کے وسط میں ایک خوبصورت فوارہ بھی نصب تھا۔ چھت پر کھڑے ہو کر انہوں نے ساری کالونی کا منظر دیکھا۔ اور شفو نے مختصر الفاظ میں اسے قدسیہ کالونی کی تعمیر کی کہانی سُنا دی، جسے سُن کر وہ بڑی ماں سے اور بھی امپریس ہو گئی۔

جب وہ گھوم گھام کر اور بہت سی باتیں کر کے نیچے آ رہی تھیں تو نیچے بہت شور تھا۔ معلوم ہوا خاندان کے سب چھوٹے لڑکے ٹی۔ وی کے آگے اودھم مچا رہے ہیں اور خانساماں بے چارا چیخ چیخ کر سب کو کھانے کے لئے بُلا رہا ہے، کوئی اُس کی آواز ہی نہیں سُن رہا تھا، ہر کوئی اپنی راگنی الاپ رہا تھا۔

"یہ ہمارے چھوٹے چھوٹے پیارے پیارے کزن ہیں۔ فلورا!" شفو نے کہا۔ "تمہیں اِن سے ملواؤں"

"بنٹو، شیخو، جنید، زنیرہ، عمیر . . . سب دوڑ کر ادھر آؤ۔ بھئی تمہاری ایک نئی باجی آئی ہیں"

"لڑکیو! کھانے کے لئے آؤ"

ڈائننگ ہال سے جب بڑی ماں کی گونجدار آواز سنائی دی، تو ہر کوئی سب کام چھوڑ کر کھانے کے کمرے کی طرف دوڑا۔

بوکھلائی ہوئی فلورا بھی شفق کے ساتھ ساتھ اندر آ گئی۔ جس طرح اوروں نے سنک پر ہاتھ دھوئے، اُس نے بھی دھو لئے۔

تھوڑی دیر کھڑی انتظار کرتی رہی، تاکہ ہر کوئی اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ جائے تو پھر اُسے اندازہ ہو کہ اُس کو کہاں بیٹھنا ہے۔

مگر بڑی ماں نے خود ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہاں بیٹھ جاؤ"

وہ فوراً تعمیل کرتی ہوئی سکڑ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

Marfat.com

جب سب بیٹھ چکے تو اچانک اسجد کی آواز آئی۔

"السلام علیکم!"

"بڑی ماں، آج مجھے دیر ہو گئی۔"

وہ معذرت کرتا ہوا اپنی کرسی پر بیٹھ گیا، اُس کے بالکل سامنے فلورا بیٹھی تھی۔

"آج تو بلکہ آپ کو بہت جلد آجانا چاہیئے تھا" اُفق نے طنزیہ انداز میں کہا۔

پہلے وہ پوچھنے لگا تھا، کیوں؟ مگر اُفق کا لہجہ پہچان کر بولا:

"ہاں میں بہت جلدی چلا تھا، مگر ایک دوست کو حادثہ پیش آگیا اور مارے مروت کے اُس کے ساتھ ہسپتال تک جانا پڑا۔

"دِل کا حادثہ یا دماغ کا۔"

اُفق نے اُس کی بات پوری نہ ہونے دی۔

"اُفق" بڑی ماں نے اُسے گھورا۔

پھر سب لوگ خاموشی سے کھانے لگے۔

فلورا بہت گھبرا رہی تھی۔ اس لئے نہیں کہ اُس نے اتنی بڑی میز پہ اتنے زیادہ لوگوں کے ساتھ کبھی کھانا نہیں کھایا۔ اس لئے کہ ابھی اس گھر میں اس کی حیثیت متعین نہیں ہوئی تھی نہ وہ مہمان تھی، نہ رشتہ دار۔ نہ کوئی اور حق رکھتی تھی۔ مہمان تو کچھ دنوں کے لئے آتا ہے وہ تو وہاں سدا رہنے کو آئی تھی، ایک سائل کی سی حیثیت تھی اُس کی، جس کو کوئی قبول نہیں کرنا چاہتا۔ مگر وہ بھیک مانگنے کی بجائے اپنی جگہ مانگ رہی تھی، کیسی عجیب بھیک تھی یہ۔

اپنی جگہ پہ خود ہی پانی پانی ہوتی جا رہی تھی کہ اُفق نے حسبِ عادت ایک اور پھلجھڑی چھوڑی۔

"بڑی ماں، میں نے تو ایک جگہ پڑھا تھا کہ مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا پینا جائز نہیں ہے۔"

فلورا کے ہاتھ سے نوالہ گر گیا۔ جس کو سب نے دیکھا۔

Marfat.com

افق! اسجد اپنی جگہ پر چیخ اٹھا۔

"اُفق خاموشی سے کھانا کھاؤ!" بڑی ماں کے لہجے میں اتنا غصّہ تھا کہ سب خوف کے مارے کھانا کھانے لگے۔

"ویسے آپ بڑی ماں، آپ مذہبی اصولوں کی بڑی سختی سے پابند ہیں، گھر میں خلافِ شرع یہ نہ ہو، وہ نہ ہو۔ آپ نے ریٹا کی کرسمس پارٹی پر ہمیں کتنے پُر زور الفاظ میں لیکچر دیا تھا کہ عیسائیوں کے ساتھ کھانا حرام ہے۔ لیکن جب آپ کی رضا شامل ہو تو سب حرام حلال ہو جاتا ہے۔"

بڑی ماں نے پانی کے گھونٹ کے ساتھ اپنا غصّہ نگلا۔ واقعی انھوں نے پچھلے سال اُن کی ایک کرسچن سہیلی کے گھر جانے سے انہیں روکا تھا اور حدیث و سُنت کا حوالہ دیا تھا۔

لیکن اس وقت ایک اجنبی لڑکی کے سامنے انہوں نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔ سارا گھر جانتا تھا کہ افق بڑی گستاخ اور نڈر لڑکی ہے، بڑی ماں جان بوجھ کر اغماض برتتی تھیں۔ لڑکی ذات ہے۔ کچھ اور نہ کر بیٹھے۔ بعض اوقات تو وہ حد سے گزر جاتی تھی، جیسے آج کر رہی تھی۔

"بڑی ماں! آخر آپ افق کے منہ پر تھپڑ کیوں نہیں مارتیں؟" اسجد نے غصّے سے کہا۔

"تھپڑ تو انہیں آپ کو مارنا چاہیئے، جو ایسی ذلیل حرکت کرنے جا رہے ہیں۔"

افق نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

افق! شفو اپنی جگہ پر چیخی۔ کچھ بڑوں کا ادب کرنا سیکھو ورنہ آج میں تمہارے منہ پر تھپڑ مار دوں گی۔

"واہ! ہر کوئی میرے خلاف ہو گیا ہے۔ میں ہرگز کسی عیسائی لڑکی کو اپنے کمرے میں نہیں رکھوں گی۔ نہ اس کے ساتھ اٹھوں گی، بیٹھوں گی نہ میز پر اس کے ساتھ کھانا کھاؤں

Marfat.com

گی۔ میں نے صاف کہہ دیا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ سختی سے پیش آیا تو میں یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔"

بڑی ماں جانتی تھیں کہ افق ایسی ہی جنونی اور جذباتی ہے۔ جو بھی کہتی ہے کر گزرتی ہے اور باقی سب بھی جانتے تھے۔ ابھی کوئی جواب نہ دے پایا تھا کہ فلورا ایک دم کھڑی ہو گئی۔ نوالہ گرنے کے بعد تو اس سے دوسرا نوالہ اٹھایا ہی نہیں گیا تھا۔

آنکھوں میں آنسو پیتے ہوئے بولی۔

"ایکسکیوزمی' اور بھاگ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اس نے نہیں سنا کہ میز پر سب لوگوں نے افق کو کس قدر لعنت ملامت کی۔ بڑی ماں کا موڈ بہت خراب تھا۔ وہ تیزی سے میز سے اٹھ گئیں اور جاتے جاتے بولیں۔

"افق تم تھوڑی دیر کے لئے میرے کمرے میں آؤ۔"

روتی ہوئی فلورا آ کر اپنے بستر پر گر گئی۔

Marfat.com

ہاں تو یہ پہلا دن تھا۔
عشق کی وادیٔ پرخار میں پہلا دن۔
یہ منزل بڑی کٹھن ہے۔ یہ پڑاؤ بڑے ظالم ہیں۔ اسجد نے اُسے سمجھایا تھا۔
ماما نے بھی بتایا تھا اور پاپا نے بھی۔
ماما اور پاپا کی بات تو اسے سرے سے سمجھ ہی نہ آئی تھی۔ مگر اسجد کی سب باتیں اُس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی تھیں۔
اسجد اُس کی منزل تھا۔
اُس کا پہلا پیار تھا۔
اُس کی نوخیز امنگوں کا پہلا ارمان تھا۔
اُس کے پیار کی خاطر وہ اتنے نفیس اور محبت کرنے والے ماما اور پاپا کو چھوڑنے پر تیار ہو گئی تھی۔
مذہب چھوڑنے پر تیار ہو گئی تھی۔
شہر چھوڑنے پر تیار ہو گئی تھی۔

اور اگر اسے کہا جاتا تو شاید وہ دُنیا چھوڑنے پر بھی تیار ہو جاتی۔ ہاں یوں ہر لمحہ مرنے سے بہتر تھا وہ ایک ہی بار دُنیا سے منہ موڑ جاتی۔ وہ سر ٹپک کر رہ رہی تھی۔ روئے جا رہی تھی۔

خِرد اور جنون میں پھر جنگ ہو رہی تھی۔

یہ جنگ پچھلے ایک سال سے جاری تھی۔ جب اُس نے پہلے پہل یونیورسٹی کی لائبریری میں اسجد کو دیکھا تھا۔

درمیانے سے قد کا سُرخ و سفید، سنہری مونچھوں اور سنہرے بالوں والا ایک خوبصورت سا لڑکا۔

بالکل ایسا ہی ایک لڑکا اس کے ذہن میں رہا کرتا تھا۔ اور ایسے ہی ننھے منے بچے اُس کے تصور میں آیا کرتے تھے۔ گورا رنگ شاید اُس کی کمزوری بن گیا تھا۔ یا ہر آدمی میں وہ پاپا کا عکس دیکھتی تھی۔

اُس کے پاپا بہت ہی خوبصورت تھے۔ سفید سفید، اُجلے اُجلے، سُنہری سُنہری اور نستعلیق۔

مگر اُس کی ماما سانولی سلونی تھی اور اُس کا اپنا رنگ ماما پہ چلا گیا تھا۔ کاش کہ وہ صرف اپنے پاپا کا خوبصورت رنگ لے لیتی اور ماما کے سب نقش و نگار لوٹا دیتی۔

اُس کے پاپا آئرلینڈ کے تھے۔ گرجا میں پادری تھے۔ عیسائیت کے پرچار کے لئے ملک ملک، نگر نگر جاتے تھے پاکستان میں آئے تو یہیں کے ہو رہے۔ یہاں انہیں ایک سانولی مگر من موہنی عیسائی دوشیزہ پسند آ گئی۔ انہوں نے اس سے شادی کر لی۔ دونوں میاں بیوی کے عقائد ایک جیسے تھے۔ ماما ایک مشنری سکول میں پڑھانے جاتیں۔ اور پاپا گرجا گھر میں درس دیا کرتے۔ ایک ہی تو ان کی اولاد تھی۔ فلورا۔

جو ایک مذہبی مگر پُرسکون گھر میں پرورش پا رہی تھی۔ بچپن میں اُس نے لوری کی

Marfat.com

یہ گرجے کی گھنٹیاں اور ننوں کے نغمے سُنے تھے۔ ذرا بڑی ہوئی تو ماں نے ایک مشنری سکول میں داخل کرادیا۔ جو دُوسرے شہر میں تھا اور جس کا ہوسٹل بھی تھا۔

چھٹیوں میں گھر آجاتی۔

ماما تو ٹیبر چھٹیوں میں بھی بہت مصروف رہتی تھیں کہ انہوں نے بہت سے بکھیڑے پال رکھے تھے۔ پاپا اُسے بہت پیار کرتے تھے۔ صبح جب سفید چغہ پہنے گلے میں صلیب لٹکائے وہ امن کا فرشتہ بن کر چرچ جانے لگتے تو وہ ان کے گلے میں جھُول جاتی کتنے شاندار لگتے تھے پاپا۔ ماما تو اُن کے ساتھ سوٹ ہی نہ کرتی تھیں۔ پاپا اُس کی کوئی فرمائش نہیں ٹالتے تھے۔ اس کا ہر شوق پُورا کرتے تھے۔ مگر اُسے ہمیشہ اچھی بچی بن جانے کی تلقین بھی کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اُس نے بی اے کرلیا تو یونیورسٹی میں داخلہ لینا چاہا۔

پاپا کو سُن کر حیرت ہوئی جب اُس نے بتایا کہ وہ اسلامک اسٹڈیز میں ریسرچ کرنا چاہتی ہے۔ جب پاپا نے وجہ پوچھی تو اُس نے بتایا۔

"عیسائیت کے پرچار کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کی رُوح کو سمجھا جائے۔ اور یہ جانا جائے کہ مسلمانوں کو کون سی بات اپیل کرتی ہے یہ بہت جذباتی قوم ہے اور ہمیں اُن کے جذبوں کے عوامل کا علم ہونا چاہیئے"

تو پاپا کس قدر خوش ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی پیشانی چوم لی تھی اور کہا تھا۔

"واقعی میری بیٹی بہت ذہین اور عقل مند ہے"

یونیورسٹی میں اس بات کا بہت چرچا ہوا کہ ایک عیسائی لڑکی نے اسلامک اسٹڈیز میں داخلہ لیا ہے۔ سب لوگ اُس کی بہت حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ وہ ہر روز لائبریری سے بے شمار کتابیں نکلوا لاتی۔ پروفیسروں سے بحث و مباحثہ کرتی۔

اور بحث کے دوران سخت بات بھی کہہ جاتی تو سب خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے۔ بلکہ سب لوگ اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات اس کو فراہم کرتے۔ اپنے تحقیقی مقالے کا عنوان بھی اُس نے یہی رکھا "اسلام اور دُوسرے مذاہب" وہ اکثر و بیشتر لائبریری میں پائی جاتی۔ حوالے کے لئے بے شمار کتابوں میں گھری وہ گھنٹوں وہاں بیٹھی رہتی۔ لائبریری کے سب لوگ اُسے پہچاننے لگے اور وہیں پہ ہر روز کئی لوگوں سے مُلاقات ہو جاتی تھی۔ اسجد بھی اپنے ایک دوست کے ساتھ وہاں آگیا۔

گو اُس نے تعلیم ختم کر لی تھی اور آج کل شوقیہ لیکچرشپ کر رہا تھا۔

یار! اس یونیورسٹی میں ایک کرسچین لڑکی آئی ہے۔ مگر بلا کی ذہین ہے۔ اسلامک اسٹڈیز میں ایم اے کر رہی ہے۔ بہت اچھے اور دلچسپ سوالات کرتی ہے۔

اچھا! اسجد ابھی حیران ہونے والا تھا کہ فلورا ایک دم کتابوں کا بنڈل اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

"یہ ہے وہ لڑکی"۔ اسجد کا دوست جلدی سے بولا۔

"مس فلورا جوزف۔ میرے دوست سے ملو۔ یہ ہے اسجد! اسجد ہمایوں"۔

فلورا نے نظر اٹھائی تو ہاتھوں میں پکڑا ہوا کتابوں کا بنڈل زمین پر گر گیا۔ بظاہر تو سب نے یہی سمجھا کہ بوجھ اتنا زیادہ تھا کہ فلورا کے لئے اسی عالم میں زیادہ دیر تک کھڑے رہنا مشکل ہو گیا تھا۔

مگر فلورا کا دل جانتا تھا کہ کیا ہوا۔؟

اسجد کی وہ شوخ شوخ سنہری آنکھیں۔

کبھی پاپا کی ایسی آنکھیں تھیں۔

Marfat.com

قرینے سے سجے ہوئے بال، کندن سا چمکتا ہوا رنگ، دُبلا پتلا سراپا، ہنستا ہوا چہرہ۔

جانے فلورا کے ہاتھ کیوں کانپ گئے۔

اسجد اور اس کے دوست نے جلدی جلدی کتابیں سمیٹنا شروع کر دیں اور فلورا کچھ شرمندہ سی اور کچھ پریشان سی کھڑی رہی۔

اسجد نے وہیں فرش پر کتابوں کو ایک دوسرے کے اُوپر قرینے سے رکھا اور جب اٹھا کر فلورا کی خدمت میں پیش کرنے لگا تو پہلے اُس کی نظر اُس کے جسم پر پڑ گئی۔

اُف خدایا۔

اتنا غضب صورت سراپا۔

اتنی پتلی کمر۔ اتنے متناسب اعضا۔

اُٹھتے اُٹھتے نظر جب اس کے سانولے چہرے تک آئی تو شام کے مکھڑے پر جیسے شفق پھوٹ رہی تھی۔ اور آنکھوں میں ایک سیاہ مگر پُرکیف، رات کا سماں تھا۔

دوبارہ کتابیں اسجد کے ہاتھ سے گر گئیں۔ اب اس کا دوست قہقہہ لگا کر ہنسنے بیٹھ گیا۔

مگر اس ایک لمحے میں انہوں نے ایک دوسرے کو بتا دیا کہ کتابیں اتفاق سے نہیں گرا کرتیں۔ پہلے ضبط کی دیواریں گرتی ہیں۔ پھر کتابیں گر جاتی ہیں۔

پھر تو ملاقاتیں بڑھیں۔ حجاب اٹھے۔ عہد و پیماں ہوئے۔

مسئلے زیر بحث آئے۔

خاندان آڑے آئے۔

مذہب نے سو سو رکاوٹیں کھڑی کیں۔

کیا کچھ نہ انہوں نے خود ہی سوچ لیا۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ اُن کا یک جا

ہونا کس قدر مشکل ہے۔ اور یہ کہ اس راہ میں اور کتنے مشکل مقام آئیں گے۔ محبت تھی کہ تیز ہی آندھی کی طرح محیط ہوتی جا رہی تھی۔

اچھے بچوں کی طرح ایک دن انہوں نے بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ خود ہی اس محبت کا گلہ گھونٹ دیں۔ رسوائی اور ذلت سے بچ جائیں۔ ایک دوسرے کو خوب سمجھ کر بھول جانے کی کوشش کریں۔

خیالات کے دھارے بدل دیں۔

جذبات کے منہ پر سرد سلیں رکھ دیں۔

ملاقاتیں بند ہو گئیں۔ خوبصورت جگہوں پر بیٹھ کر باتیں کرنا انہوں نے چھوڑ دیا۔ سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ لیا اور ہر وہ تدبیر کر کے دیکھی جو اس ضمن میں کامیاب ہو سکتی تھیں۔ اسجد نے تو یونیورسٹی کی ایک اور سمارٹ لڑکی کے ساتھ پھرنا بھی شروع کر دیا تھا۔ مگر ایک مہینے بعد ہی دونوں بوکھلائے ہوئے ایک، دوسرے کی جانب دوڑے آئے۔ کہ یہ سب کرنا انہیں بہت کٹھن نظر آ رہا تھا۔ زندگی عذاب ہوئی جاتی تھی۔ اور وہ دونوں کانچ کے کھلونوں کی طرح ٹوٹ پھوٹ جاتے تھے۔

تب انہوں نے اس بات کو آگے بڑھانے کے متعلق سوچا۔

اسجد کو معلوم تھا کہ بڑی ماں یہی مسلمان ہونے کی شرط رکھیں گی۔ اور فلورا کو یہ شرط قبول کرنا پڑے گی۔

فلورا چھٹیوں میں جب گھر گئی تو اُس نے ماما پاپا کو سب کچھ صاف صاف بتا دیا۔ انہوں نے اُس کی حوصلہ افزائی نہیں کی مگر لعنت ملامت بھی نہیں کی۔ دونوں میاں بیوی اس طرح خاموش ہو گئے جیسے انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں اور عقلمندی سے اس کا کوئی حل ڈھونڈنے لگے۔

پھر ماما نے آہستہ آہستہ اٹھتے بیٹھتے ہوئے اُس کے کان میں ڈالنا شروع کیا کہ

Marfat.com

شادی سے پہلے محبت جتنا عظیم جذبہ کوئی نہیں ہوتا۔ مگر شادی کے بعد محبت ثانوی درجہ اختیار کر لیتی ہے۔ مذہبی عادات و رسومات اور معاشرتی چلت پھرت بات بات میں جھگڑے کا سبب بن جاتی ہے۔ بچپن کی عادتیں انسان کی روح میں رچی بسی ہوتی ہیں۔ اسی محبت کی راہ میں ہر دوسرا جذبہ کانٹا بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ننھی ننھی لڑائیاں بڑے بڑے جھگڑے بن جاتی ہیں اور اس طرح محبت نفرت کا روپ دھار لیتی ہے بچے ہو جائیں تو ان کے لئے یہ دوغلا پن اور مصیبت بن جاتا ہے۔ ویسے وہ اسجد کی محبت کو دوسرے انداز میں بھی تو لازوال بنا سکتی ہے۔ وہ اس کی محبت کو ہمیشہ کے لئے دل میں چھپا کر زندہ رہے۔ عیسائیت کی خدمت گار بن جائے۔ نن بن جاتے مگر زندگی کو ایک بہت بڑی ناکامی کے حوالے نہ کرے۔"

ماما! کیا ایسی لڑائیاں ان شادی شدہ لوگوں میں نہیں ہوتیں۔ جن کا مذہب ایک، کلچر ایک ہوتا ہے۔ ان کی علیحدگی کی کیا وجہ ہوتی ہے؟

"بیٹی! یہ امکان تو ہر شادی میں ہوتا ہے۔"

پہلے آپ کہا کرتی تھیں۔ بیوی کو عورت ہونے ناطے زیادہ ایثار کرنا چاہیے اور سب سے بڑا ایثار تو مذہب بدلنا ہے۔ جو عورت ایک مرد کے لئے یہ ایثار کر سکتی ہے۔ وہ ازدواجی زندگی کی خوشیوں کے لئے اور بھی بہت سی قربانیاں دے سکتی ہے۔

ماما چپ کر کے اس کا منہ دیکھنے لگتیں۔ یہ وہ لڑکی تھی جس کی نس نس میں انہوں نے مذہب کی محبت اتاری تھی۔ اور جس کی ذہانت پہ انہیں فخر تھا۔ اور جو پاکستان میں عیسائیت کے پرچار کے لئے اسلامک اسٹڈیز میں ایم اے کر کے اسلام کی روح کو سمجھنے گئی تھی۔

خود ہی اسلام کی اسیر ہو گئی۔

Marfat.com

خدا جانے اسے اسلام کی سچائی معلوم کرنے کے بعد اسجد سے محبت ہوگئی تھی یا اسجد سے عشق کرنے کے بعد اسلام ہی دنیا کا سب سے اچھا اور سب سے سچا مذہب نظر آنے لگا تھا کہ اُس نے ایسا فیصلہ کرلیا۔

ماما اور پاپا اس کے فیصلے کو ایک جذباتی بغاوت سمجھتے رہے۔

اگلے سال جب وہ دوبارہ یونیورسٹی میں آئی تو اُس نے پھر گھر واپس جانے کا نام نہ لیا۔

اسجد نے بھی اس سے دوٹوک بات کرلی تھی اور اپنے گھر کے سیٹ اَپ کے متعلق سب کچھ اسے بتا دیا تھا۔ بڑی ماں شادی سے پہلے اس لڑکی کو گھر میں رکھ کر صحیح مسلمان لڑکی بنانا چاہتی تھیں اور اسجد نے اسے بتایا تھا کہ یہی زندگی کے مشکل ترین دن ہوں گے اور یہی امتحان کڑا ہوگا۔ اس کی بہت سی عادتوں پہ اعتراض کیا جائے گا۔ اس کی بہت سی باتوں کو ناپسند کیا جائے گا۔ بار بار اُس کی انا کی توہین ہوگی۔ اُس کی جوانی کا غرور مجروح ہوگا۔ اس کو رونا بھی پڑے گا اور غصہ پینا بھی پڑے گا۔ غرض ہر قسم کا کرب جھیلنا ہوگا۔ اگر اس امتحان سے گزرنے کی اس میں ہمت ہے تو وہ بخوشی اس کے ساتھ چل سکتی ہے۔ لیکن گھر کی چھوٹی چھوٹی رنجشوں سے گھبرا کر اگر وہ دوسرے دن ہی واپس جانے کی ٹھان لے گی تو پھر اسجد بھی اُسے قبول نہیں کرے گا۔ خود اس کا کہیں ٹھکانا نہ ہوگا۔ ماما پاپا کہیں گے۔ دیکھا ہم نہ کہتے تھے کہ

"مذہب کا فرق سب سے بڑا فرق ہے"

سو اس نے اپنے تمام تر جذبوں اور ہمتوں کو خاطر میں لاکر اسجد کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر قسم کے حالات میں انتہائی ثابت قدم اور صابر لڑکی ثابت ہوگی تب اسجد کو یقین آئے گا کہ وہ اس کے ساتھ کس حد تک عشق کرتی ہے۔

یہ فیصلہ کر کے اس نے ماما اور پاپا کو ایک مفصل خط لکھ دیا تھا۔ اور آخر میں لکھا تھا کہ وہ اسجد کی فیملی کے ساتھ رہنے جا رہی ہے اس لئے اسے ہوسٹل میں نہ خط لکھا جائے نہ خرچ بھیجا جائے۔

اگر آپ لوگوں کو میرا فیصلہ منظور ہو تو صرف مبارک باد کا خط بھیجیں۔ اگر میں اپنے جذبوں کے ہاتھوں بے موت نہ ہوئی تو ایک سال بعد آپ کے نیاز حاصل کرنے آؤں گی۔

دو مہینے تک ماما اور پاپا نے خط نہیں لکھا تھا۔

پاپا سے تو اس نے خود ہی بڑی دلیری سے کہہ دیا تھا۔

"پاپا، آخر آپ نے کالی کلوٹی ماما میں کیا دیکھا تھا، جو ان سے شادی کر لی اور یہیں ٹک گئے۔

"محبت کی آنکھیں نہیں ہوتیں، زبان نہیں ہوتی، مگر محبت اپنا آپ منواتی ہے، آپ مرد ہو کر دم دے بیٹھے اور نبھایا۔ میں عورت ہوں۔ اب مجھے باز رکھنے کی کوشش مت کیجئے۔"

پاپا نے اس کے بعد زبان نہیں کھولی، سمجھ لیا ہوگا کہ جوانی اور محبت مل کر ایک زبردست طاقت بن جاتے ہیں۔

★ اس محبت نے فاصلوں کی پرواہ نہ کی۔

★ رنگ و نسل کی پرواہ نہ کی۔

★ مذہب کی پرواہ نہ کی۔

★ تاریخ شاہد ہے۔

★ زمانہ گواہ ہے۔

تو پھر اُس کی منہ زوری کے آگے وہ کیوں بند باندھ رہے ہیں۔

کہانیاں بنتی ہیں۔

Marfat.com

کہانیاں مِٹ جاتی ہیں۔
کہانیاں بنتی رہیں گی، جب تک دُنیا قائم ہے۔
وہ خاموش ہو رہے۔
اور دُکھ کی ایک صلیب اپنے کندھوں پہ رکھ لی۔
تب
ایکدن فلورا اسجد کے ساتھ آگئی۔
فیصلہ کرنے میں اُس نے بہت دن لگائے تھے اور اتنے زیادہ حوصلے پہلو میں جمع کئے تھے، جیسے کسی لشکرِ جرار کا سامنا ہو۔
پہلے دن، پہلی رات ——————
حوصلے ہار گئے تھے، ہمت ٹوٹ رہی تھی۔
اور محبت نپسپا ہونے کو تھی۔
ہتک کیا ہوتی ہے،
جب تک اُس کی ہتک نہ ہوئی تھی، اُسے اندازہ ہی نہ ہوا تھا۔
اور کسی اجنبی ماحول میں اس حیثیت سے رہنا کتنی بڑی ڈھٹائی ہے۔ ڈھٹائی سے جینا کس قدر ذلت آمیز ہے اور ذِلت کیسی اذیت ناک ہوتی ہے۔
فلورا اوندھی لیٹی روتی رہی۔
ہچکیاں لیتی رہی۔
ماما، پاپا ——! اُس نے انہیں بار بار یاد کیا۔
کتنا پیار تھا ان کے پاس اُس کے لئے۔
جس کو اُس نے ٹھکرا دیا، بچپن کے وہ تمام احسانات بھول گئی۔ اس شاداب سی وادی میں پھولوں سے گھرا اس کا پیارا پیارا گھر ——————

وہ اس کی گڑیوں والی الماری، جہاں دیس دیس سے لائی گئی تمام گڑیاں اب بھی ماما نے سنبھال کر رکھی ہوئی تھیں۔

پاپا روز رات کو اس کی پیشانی چوم کر سوتے تھے، ماما صبح صبح ٹرے میں چائے لگا کر اُس کے لئے لاتی تھیں۔ انہوں نے کتنے ارمانوں سے اُسے پالا، اُس کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کی۔

جب وہ بڑی ہو گئی۔

سیانی ہو گئی۔

اِس دُنیا میں رہنے کے قابل بن گئی، تو اُس نے انہیں ٹھکرا دیا۔

صرف اسجد کے لئے۔

آخر اسجد اس کا کیا لگتا تھا۔

بالکل غیر ایک اجنبی سا لڑکا۔

پر اس اجنبی سے لڑکے کے لئے اس کے دِل نے دھڑکنا سیکھا۔ جذبات نے بھڑکنا سیکھا، تن من کا سودا کر لیا اُس نے۔

تبھی کہتے ہیں محبت اندھی ہوتی ہے، عشق دیوانہ ہوتا ہے۔

مَیں نے کچھ بھی نہ دیکھا اسجد!

یہ مَیں نے کیا کر دیا۔

اب آگے اندھیرا ہے، اور مجھے کچھ نظر نہیں آتا، اگر تم نے بھی بیچ منجدھار میں چھوڑ دیا تو کیا ہو گا۔

ماما مجھے مُعاف کر دو۔

پاپا مجھے بخش دو۔

مَیں نے آپ کو دُکھ دیا ہے، میری اذیت کی ابتداء ہو گئی ہے، جانے کہاں

Marfat.com

کہاں ٹھوکریں کھاؤں گی۔
جانے کیسی کیسی ٹھوکریں کھاؤں گی میں۔
میں نے اپنی زندگی عشق کے حوالے کر دی ہے۔
عشق ہی میرا باپ ہے۔
عشق ہی میری ماں ہے۔
عشق ہی میرا مذہب ہے۔
عشق ہی میرا خدا ہے۔
ماما، مجھے بددُعا نہ دو۔
پاپا، مجھے بُرا بھلا نہ کہو۔
او یسوع مسیح!
او عظیم تر یسوع مسیح!
مُصیبت میں کام آنے والے، راستہ دِکھانے والے،
روشنی دِکھانے والے،
میری مدد کر
میری مدد کر
مجھے روشنی دکھا!
مجھے راہ دِکھا!

دس دن گذر گئے۔ اور جیسے عشق کی پہلی منزل آپ ہی آپ طے ہو گئی۔ یہ دس دن بھی اُس کے لئے گویا دس مرحلے تھے، ہر روز کوئی نئی بات ہو جاتی، ہر روز کوئی عجیب واقعہ ہو جاتا۔

کسی نہ کسی طرح اُس کی خودی کو مجروح کیا جاتا۔

اور پھر خود بخود زخم مندمل بھی ہو جاتے، یعنی ان دس دِنوں نے اسے حالات کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کا عادی بنا دیا تھا، یا یہ دس دِن نمونہ تھے، آنے والے بے شمار دِنوں کا۔

ٹھیک ہے۔ اُس نے سوچا، جب اوکھلی میں سر دیا تو پھر دھموکوں سے کیا ڈرنا؟ جب تک دم میں دم ہے، ہمت نہیں ہارنی چاہیئے، یا برداشت کی آخری حد تک حالات کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اُن کے گھر میں اس کا ذرا بھی دِل نہ لگتا تھا۔ کتنی پابندیاں تھیں، یہاں۔ لڑکے لڑکیاں آپس میں گھُل مِل کر ہنستے بولتے نہیں تھے، کوئی شام کو پکچر کے لئے تقاضا نہیں کرتا تھا۔ بس ٹی۔ وی پر جو بھی بوگس سی پکچر دکھائی جاتی، سب

Marfat.com

بیٹھ کر دیکھ لیتے تھے، انگلش پکچرز کا کسی کو ذوق ہی نہ تھا، اس لئے جس دن انگلش پکچر ہوتی وہ عام طور پہ ٹی وی جلد بند کر دیتے، تب وہ اندر ہی اندر کڑھتی رہ جاتی کہ کس طرح ان لوگوں سے بچے کہ انگلش فلم دیکھے بنا اس کا نشہ ٹوٹا جا رہا ہے۔

مگر یہاں تو اُس نے بہت ہی گھریلو اور شریف بی بی بن کر رہنا تھا، کوئی ایسی حرکت نہ کرنا تھی۔ جس پہ ذرا سا بھی بیہودگی کا شائبہ ہوتا، حالانکہ اس گھر میں بھی کافی بے ہودگیاں ہوتی تھیں۔ لڑکیاں حد سے زیادہ فیشن بھی کرتی تھیں۔ کسی کے ناخن بڑھے ہوئے تھے کسی نے بال کٹوا رکھے تھے۔ کبھی کبھی ٹراؤزر پہن کر کالج جاتی تھیں۔ بھوں کے کپڑے جدید ڈیزائنوں کے تھے۔ ہلکا ہلکا میک اَپ بھی کرتی تھیں۔ ریکارڈز بھی سنتی تھیں۔ اُونچی آواز میں چیختی چلاتی بھی تھیں اور فلموں کے بارے میں مفصل گفتگو بھی کر لیتی تھیں۔ ہر قسم کے رسالے خرید کر لاتی تھیں اور راتوں کو چھپ چھپ کر پڑھا کرتی تھیں۔

مگر اُس نے ڈر کے مارے اپنے سارے ٹراؤزر اور بلاؤز چھپا دیئے تھے۔ میکسیوں کو تہہ کر کے رکھ دیا تھا اسکرٹس کو ہوا نہیں لگائی تھی۔ ساری سلیولیس قمیضیں تہہ کر کے بکسے کے نیچے رکھ دی تھیں۔ چُنے ہوئے دوپٹے بھی کم استعمال کرتی۔ پوری آستینوں کی قمیض پہن کر اُوپر کھلا دوپٹہ اس طرح اوڑھے رہتی کہ اُس کا سارا جسم ڈھکا رہتا۔

شروع شروع میں جب وہ آئی تھی تو اُس نے رات کو اپنی ناٹی نکال کر پہن لی تھی۔

اُفق نے اُسے دیکھا تو ناک بھوں چڑھا کر بولی۔

"یہ کیا ایکٹرسوں والا جھاگ جھاگ لباس پہن کر آتی ہو"۔

"کیوں، کیا ہوا؟" اُس نے دِل میں ناگواری محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"بڑی ماں گھروں میں ایسے بے ہودہ لباس بالکل پسند نہیں کرتیں وہ کہتی ہیں ایسی

Marfat.com

بے ہو دگیاں اپنے شوہر کے گھر جا کر کرنا، لیکن خیر۔۔۔ تُم تو اپنے ہونے والے شوہر کے گھر ہی آئی ہو۔"

"افوہ ۔" ان ریمارکس پر تو فلورا کا دِل کٹ کر لہولہان ہو گیا۔ اس کی اَنا کو اس قدر چوٹ لگی کہ بے اختیار اس کا دل چاہا، اُٹھ کر اُس کے منہ پر تھپڑ مار دے۔ اور افق کے مُنہ پر تھپڑ مارنے کا مطلب تھا کہ وہ اپنی تقدیر کے منہ پر تھپڑ مار دے گی۔ خوُن کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔

"یُو شڈ بی اِن اے پراپر ڈریس۔"

افق نے چبا چبا کر کہا۔

"جب ناشتے کی میز پر جاؤ، یا جب سونے کے کمرے میں جاؤ۔"

وہ اٹھی اور اُٹھ کر نائٹی بدل دی، پھر اُس کو تہہ کر کے باقی کپڑوں کے ساتھ رکھ دیا اور خود وہی ڈھیلی ڈھالی شلوار اور کرتا پہن کر سو گئی۔

یہ نائٹی اسے پاپا کے ایک دوست نے اس کی اٹھارویں سالگرہ پر پیرس سے بھیجی تھی، بہت ہی خوبصورت نائٹی تھی، وہ گھر میں پہنے پھرا کرتی تھی، ماما اور پاپا نے کبھی اعتراض نہیں کیا تھا۔ مگر یہاں تو وہ خوُد ایسے اعتراض سننے آ گئی تھی۔

یوُں اسے بھی اس گھر میں بہت سی قابلِ اعتراض باتیں نظر آتی تھیں۔

مثلاً اس اُفق کو ہی لے لو، بیس بائیس کی عمر تھی، خوُب بھرا بھرا جسم تھا، بلکہ موٹی تازی تھی۔ مگر اسے کبھی احساس نہ ہوتا۔ کہ اس کے کپڑے اس کے جسم کے لئے موزوں ہیں یا نہیں۔ عجیب بے تکے پن سے کپڑے پہنتی، اور اکثر بغیر دوپٹے کے دِن دِن کرتی پھرتی اس کے اپنے گھونگھریالے اور گھنے بال تھے مگر اُس نے انہیں کٹوا کر بالکل چھوٹا کروا لیا تھا ڈھنگ سے کوئی اسٹائل نہیں بناتی تھی، بلکہ سر پہ ہمہ وقت ایک چھتہ پھیلائے رکھتی ۔

اُسے دیکھ کر فلورا کو بہت بے چینی سی ہوتی، سب لڑکیاں باقاعدگی سے نماز بھی نہیں

پڑھتی تھیں۔ بڑی ماں کا حکم تھا کہ شام کی نماز ضرور پڑھی جائے، اور سب بڑے مصلے پر اکٹھے ہو کر پڑھیں، مگر جونہی شام کی اذان ہوتی، کوئی غسل خانے میں گھس جاتی، کوئی چھت پر چڑھ جاتی، کسی کو کالج کا کام یاد آجاتا۔ ایک آدھ لڑکی سامنے مصلے پر کھڑی ہو کر نماز پڑھتی دکھائی دیتی اور اُفق تو سدا کہہ دیتی:

"مجھے نہیں پڑھنا"

ہاں جس شام بڑی ماں خود مصلے پر نماز پڑھنے آجاتیں تو اُن کو دیکھتے ہی سب لڑکیاں وہاں جا کھڑی ہوتیں، ورنہ تو بڑی ماں زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی نمازیں پڑھا کرتی تھیں۔

صبح کو گھر کے بزرگوں کے علاوہ کوئی بھی باقاعدگی سے قرآن کی تلاوت نہیں کرتا تھا کھانے پر اُس نے کبھی کسی کو بسم اللہ کہتے نہ سنا تھا۔ بس ایسے ہی عام لوگوں کی طرح یہ لوگ رہتے تھے۔ مذہب ان کا کوئی اوڑھنا بچھونا نہیں تھا، مگر ذرا مسلمان اور عیسائی کا سوال پیدا ہو جائے تو کس قدر جذباتی ہو جاتے تھے، کوئی خاص بات اسے اس ماحول میں نہیں محسوس ہو رہی تھی، سوائے ایک گھٹن کے، دل سے اس نے اس ماحول کو قبول نہیں کیا تھا، یہاں گلیمر کیا تھا۔ کچھ بھی نہیں۔

لیکن بظاہر اس کو یہ ظاہر کرنا تھا کہ وہ اس ماحول کو نہ صرف پسند کرتی ہے بلکہ اس میں رَچ بس گئی ہے۔ اس کو تو شادی کے بعد اسجد کے ساتھ سویڈن چلے جانا تھا، کونسا یہاں رہنا تھا۔ پھر وہ جس طرح بھی زندگی گذارتے۔ ان کی مرضی پر منحصر تھا۔

ویسے بڑی ماں کی شخصیت اسے بڑی ہی عجیب لگی۔ یوں وہ اس ساری اجدھانی کی مہارانی تھیں۔ گھر میں انہیں کا سکہ چلتا تھا، مگر محسوس نہیں ہوتا تھا۔ وہ جتنی سخت گیر مشہور تھیں۔ اتنی سختی گھر میں بالکل نہ کرتی تھیں۔ جتنا جلال و دبدبہ ان کے چہرے پر تھا اتنی کرختگی ان کے احکامات میں نہیں ہوتی تھی۔ اس کی مثال اُفق بھی جو اکثر گھر میں گستاخیاں اور بے ہودگیاں کرتی رہتی تھی، مگر بڑی ماں یوں ظاہر کرتیں جیسے انہیں علم

ہی نہیں۔

اور شکر ہے، اس رات کے بعد ذرا افق کے مزاج بھی درست ہوتے تھے جس رات بڑی ماں نے اُسے اپنے کمرے میں بُلایا تھا۔ جانے انہوں نے اسے کیا کہا تھا۔ کہ اسے اس گھر میں دوبارہ عیسائی ہونے کا طعنہ نہیں ملا۔ البتہ اُسی صبح اُس نے اُفق میں عجیب و غریب تبدیلی دیکھی تھی۔ رات کو وہ رو رو کر سو گئی تھی، صبح جب اُس کی آنکھ کھُلی تو اُفق جاگی ہوئی تھی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر خوش دلی سے بولی۔

"گڈ مارننگ مس جوزف"

اور کچھ نہ سوچتے ہوئے فلورا نے بھی گڈ مارننگ کہہ دیا تھا۔

پھر وہ سارا دن ہنس ہنس کر اس سے باتیں کرتی رہی تھی۔ سب لڑکیاں اسکولوں اور کالجوں میں چلی گئی تھیں۔ گھر پہ ایک خاموشی اور دہشت سی چھا گئی۔ گھر کے اندر جیسے ایک مشینری سی سرگرمِ عمل ہو گئی۔ صبح جاتے وقت اسے اسجد کی صرف ایک جھلک نظر آئی تھی، دُور سے اُس نے اسے خدا حافظ کہا تھا۔

اسجد کس قدر بے گانہ بن گیا تھا یا بن رہا تھا۔

سارا دِن وہ عجیب شش و پنج میں رہی، گو اس کے فائنل امتحان ہو چکے تھے، مگر ابھی تھیسس کا مرحلہ باقی تھا۔ اور اس کے لئے اسے لائبریری میں جانا تھا، اسجد نے کہا تھا، سب ٹھیک ہو جائے گا، اسی لئے تو وہ فائنل کا امتحان دیتے ہی اس کے ساتھ آ گئی تھی۔ اچھا ہوتا اگر وہ تھیسس کا کام بھی مکمل کر کے آتی، پتہ نہیں اس کام کے لئے یہاں پر ذہنی سکون میسر آ سکے گا یا نہیں۔

دوپہر کو جب ساری لڑکیاں آ گئیں تو وہ بڑی ماں سے پوچھ کر ذرا قدسیہ مارکیٹ تک گئی اور وہاں سے اپنے لئے دو پلیٹیں، ایک گلاس اور ایک پرچ پیالی لے آئی تھی۔ پلاسٹک میں یہ چیزیں سستی مل گئی تھیں۔

Marfat.com

افق کی رات والی بات بار بار اس کے دل میں کچوکے لگا رہی تھی اور دوسری مرتبہ میز پر بیٹھتے ہوتے وہ ہچکچا رہی تھی۔

رات کے کھانے کا بلاوا آیا تو وہ سب سے آخر میں گئی جب سب لوگ بیٹھ چکے تھے، جاتے ہی اُس نے پہلے کے لگے ہوئے برتن ہٹا دیئے اور اپنے پلاسٹک کے برتن وہاں رکھ لئے۔

سبھوں نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔ اسجد کو سخت صدمہ پہنچا اسے اُمید نہیں تھی کہ اس گھر میں اُس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا۔

بڑی ماں نے دیکھا۔

کچھ دیر میز پر خاموشی چھائی رہی۔

پھر بڑی ماں نے خانساماں کو بُلایا اور کہا۔

"یہ پلاسٹک کے برتن اُٹھا کر لے جائے اور یہاں میز پر ہر روز کی طرح ایک جیسی پلیٹیں لگا دے۔"

اس دن کوئی نہیں بولا، سب نے کھانا خاموشی کے ساتھ کھایا، فلورا کو تو بڑی ماں کی کوئی بات ہی سمجھ میں نہ آئی تھی۔

کبھی ان کا کوئی پہلو نظر آتا، اور کبھی کوئی۔

ابھی تک وہ ان کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکی تھی۔

دو تین دِن تک وہ گھر میں بیٹھی بور ہوتی رہی اور اپنے ماضی کو یاد کرتی رہی۔

پھر ایک دن بڑی ماں نے اسے اپنے کمرے میں بلایا اور بولیں:

"تم صبح سے یونیورسٹی جا سکتی ہو۔"

"جی اچھا بڑی ماں۔"

"کتنے دنوں کا کام رہ گیا ہے تمہارا۔"

Marfat.com

"یہی کوئی پندرہ بیس دن لگ جائیں گے، تمہیں تو مکمل ہوگیا ہے۔اس کو ٹائپ کروانا ہے، پھر سب مِنٹ" کرنا ہوگا۔اس کے فوراً بعد "وائے وا" ہو جائے گا۔"

"تو ٹھیک ہے، صبح کو تم اسجد کے ساتھ ہی یونیورسٹی چلی جایا کرو۔"

"جی — جی۔"

اُس نے اپنی خوبصورت آنکھیں پھاڑ کر بے یقینی سے بڑی ماں کو دیکھا۔

"ایک ہی گاڑی ہے جو صبح مختلف اسکولوں اور کالجوں میں بچیوں کو چھوڑنے جاتی ہے۔ بلال ہوسٹل ہی میں رہتا ہے۔یونیورسٹی کی طرف صرف اسجد ہی جاتا ہے تمہارا اکیلے جانا بھی ٹھیک نہیں ہے، اس لئے تم اسجد کے ساتھ سوزدکی میں بیٹھ کر چلی جایا کرو۔ ہاں اپنا واپسی کا صحیح ٹائم تم ڈرائیور کو بتا دینا، واپسی پر وہی تمہیں لے آیا کریگا۔"

"جی اچھا بڑی ماں۔"

فلورا کا دل ابھی تک دھڑک رہا تھا۔کہاں تو اتنی روائتوں کی پابند اور سخت گیر بڑی ماں، اور کہاں یہ التفات کہ اسجد کے ساتھ یونیورسٹی چلے جانے کی اجازت دیدی کہیں یہ بھی ان کی طرف سے ایک امتحان نہ ہو۔

اس کے دل میں پھر ایک خدشہ سا آکر بیٹھ گیا۔

صبح کو وہ بڑی سادگی سے تیار ہوتی اور شرماتی لجاتی باہر کو لپکتی جہاں اسجد بظاہر بے نیاز بنا اپنی سوزدکی لئے کھڑا ہوتا۔

جب وہ اچک کر بیٹھ جاتی تو وہ ہوا ہو جاتا، جب تک وہ لوگ کالونی کی حدود میں رہتے تو اسے یوں محسوس ہوتا جیسے کونے کھدرے ہر موڑ سے بڑی ماں کی کشادہ اور روشن روشن آنکھیں جھانک رہی ہیں اور گھہ رہی ہیں۔

"ہم نے تم پر اعتماد کیا ہے، دیکھنا اپنی لاج تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔"

لیکن جب وہ اپنی کالونی کی حدود سے نکل جاتے تو پھر اسجد خوب چہکنے لگتا،

Marfat.com

ہنسی مذاق کی باتیں ہوتیں، ہجر و فراق کے قصے ہوتے، دد۔یوں کی داستانیں بیان کی جاتیں اور گھر میں ہونے والے واقعات کی ذرا ذرا سی تفصیل فلورا اسے بتاتی۔

اسجد جان بوجھ کر ایک گھنٹہ پہلے گھر سے نکل آتا۔ دس بجے اس کی کلاس شروع ہوتی تھی، پھر وہ ادھر چلا جاتا اور فلورا بڑے سکون سے لائبریری میں بیٹھ کر اپنے تھیسس کا کام شروع کر دیتی۔

ایک بجے جب وہ فارغ ہوتی تو ڈرائیور اُسے لے آتا تھا۔

گھر میں اگرچہ لوگ بڑی ماں کے اس رویے پر حیران تھے، کہاں تو اسجد کی شادی کی مخالفت ہو رہی تھی اور اُسے ایک عیسائی چھوکری کے منتر سے نکالنے کی تدبیریں ہو رہی تھیں اور کہاں انہوں نے دونوں کو ملنے کی کھلم کھلا اجازت دے دی تھی۔

بس بڑی ماں کے بھی کیا کہنے، خالی خولی رُعب جھاڑنا انہیں خوب آتا ہے، اُس کو دباتی ہیں جو کمزور ہو۔ ذرا اسجد کی مرضی کے خلاف تو کر کے دیکھیں۔ اس گھر میں ہمیشہ لڑکوں کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اسی لئے تو لڑکے اس گھر پر تھوک کر باہر چلے جاتے ہیں۔

اُفق حسبِ عادت جب اپنا زہر نکالتی تو شفق اُسے سمجھانے بیٹھ جاتی۔

"دیکھو افی، تم بڑوں کی مصلحتوں کو نہیں جانتیں، ہر وقت اول فول نہ بکا کرو۔"

"جی ہاں، اب ساری دنیا اندھی ہے نا، یہ بھی نہیں دیکھ سکتی کہ اسجد بھائی روز صبح اپنی کالی محبوبہ کو ساتھ لئے سڑکوں پر فراٹے بھرتے پھرتے ہیں۔ ایسے میں بڑی ماں کا مذہب، ماحول اور معاشرہ کیا کہتا ہے؟"

"ٹھیک ہے، مگر ہم کیا جانیں کہ بڑی ماں نے کس گہری مصلحت کی بنا پر انہیں اجازت دے رکھی ہے۔" شفق کہتی۔

"نہیں جی، بڑی ماں کو تو صرف اس خاندان کی لڑکیوں کو دبانا آتا ہے، اگر ہمیں اس

Marfat.com

طرح پنجرے میں نہ پالا ہوتا تو ان لڑکوں کی کیا مجال تھی جو باہر کی آوارہ تتلیوں کے پیچھے بھاگتے"۔

"اُفی۔ اُفی" شفق اسے سمجھاتی۔

"کبھی کسی کو آوارہ نہیں کہتے، بس ساری قسمت کی بات ہوتی ہے"۔

"تم تو نہ معلوم کیسا ذہن لائی ہو، کیسا دل ہے تمہارا شفو، تم میری سگی بہن ہو، لیکن خُدا کی قسم مجھے تم پہ ہمیشہ حیرت ہوتی ہے۔ تمہیں کبھی اپنے حق میں بولنا نہ آیا۔ حق تلفی پہ چلانا نہ آیا، تمہیں کہیں راہبہ ہونا چاہیئے تھا"۔

"اچھا تم جو یوں بولتی ہو، چلا سکتی ہو، بھڑاس بھی نکالنا جانتی ہو، تمہیں اس سے کیا حاصل ہوا ہے؟" شفو نے بڑے درد سے پوچھا۔

"کیا تم حالات بدلنے میں کامیاب ہو گئیں؟"

"ہوں یا نہیں، مگر کم از کم سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہہ کر دل کو تسلی تو کر لیتی ہوں، سب مجھ سے دَبتے ہیں"۔

"کوئی کسی سے نہیں دَبتا اُفی، تقدیر کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔ نفرت سے نہیں محبت سے"۔

"خیر۔ خیر۔ میں کچھ ایسی فرشتہ صفت بھی نہیں ہوں اور اتنی نیکیاں سمیٹ کر تم کیا کرو گی، کچھ دوسروں کے لئے بھی چھوڑ جاؤ"۔

نازک سی، چھوٹی سی، پیاری اور صُلح جُو شفو بالکل خاموش ہو جاتی۔ اُس نے اپنے چہرے سے کبھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ آزردہ ہے، ہاں وہ اُفق کی بے ہودگیوں، بدتمیزیوں اور گستاخیوں کے آگے ڈھال بن کر کھڑی ہو جاتی تھی۔ شاید اسی وجہ سے سب اُفق کو کچھ نہیں کہتے تھے، فلورا کو بھی شفق کی عادت بہت پسند آئی تھی۔ باقی لڑکیاں بھی بہت اچھی تھیں۔ خوب گھل مِل کر آپس میں باتیں کرتیں۔ رات کو ٹی۔ وی پہ کوئی اچھا ڈرامہ ہوتا۔

یا کوئی پکچر ہوتی تو سب ایک جگہ بیٹھ کر دیکھتیں، خوب ہنسی مذاق ہوتا، ہنگامہ ہوتا۔ ایسے میں بڑی ماں دانستہ اُن کی محفل میں آکر نہیں بیٹھتی تھیں۔ البتہ بی بی آپا ضرور آکر بیٹھ جاتی تھیں۔

کبھی کبھی جب بلال چھٹیوں میں گھر آیا ہوتا تو وہ ان کے مذاق کا خوب خوب نشانہ بنتا خصوصاً اُفق کا رویہ اس کے ساتھ خاصا ہتک آمیز ہوتا، ویسے تو ہر وقت سب کو کچوکے لگاتی رہتی تھی۔ بخشتی وہ کسی کو نہیں تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ حقیقت میں خفا کس سے رہتی ہے۔

جس دن ٹی وی پر پنجابی فلم چل رہی ہوتی تو وہ خاص طور پر سب کو بور کرتی تھی۔ بار بار ٹی وی بند کر دیتی اور جب کوئی گانے کا سین آتا تو اودھم مچانے لگتی کہ:

"سب پرے پرے ہٹ جاؤ، ہیرو تن اتنی زور سے کودے گی، ممکن ہے آپ کی گود میں آرہے۔"

"خدا کے لئے ذرا چپ ہو جاؤ، دیکھنے دو۔"

کوئی منت کرتا تو بپھر کر کہتی:

"کیا دیکھنے دوں ان کو، سمجھ میں نہیں آتا، ان کے ذوق کو کیا ہو گیا ہے۔ ان فلموں میں کیا ہوتا ہے۔ ابا جان جیسے ہیرو، مصنوعی کولہوں اور دو میٹر مسکارے والی ہیروئن۔ ایک ہی جیسی کہانی، ایک ہی جیسا لباس، ایک ہی فارمولا، بس گانے ذرا مختلف ہوتے ہیں۔"

"اچھا جو بھی ہے ہمیں دیکھنے دو۔" نذرانہ کہتی۔ "ٹی۔ وی آن کر دو۔"

"کیا دیکھنا ہے، ساری کہانی میں تمہیں سنا دیتی ہوں، کہانی عام طور پر یوں شروع ہوتی ہے کہ ایک زمیندار کا بچہ یا بچی اس کے دشمن کے ہاتھوں اغوا ہو کر کسی دشمن مزارع کے گھر پہنچ جاتا ہے۔ جوان ہو کر لڑکا تو مزارع کی حسین لڑکی سے محبت کرنے لگتا ہے۔ لڑکی ہو تو آس پاس کوئی جاذب نظر جوان آدمی ڈھونڈ لیتی ہے، پھر اُس کے سر پہ گانے

Marfat.com

اور دھمالیں سوار ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ایسے موقعوں کے لئے اس کو بہترین اور جدید ملبوسات مہیا کئے جاتے ہیں۔ اس لئے محبت کرنے کے بعد ہیروئن کا صرف یہ کام رہ جاتا ہے۔ فلم کو بوریت سے بچانے کے لئے وقت بے وقت ناچے، گانے گائے۔ اور ہیرو ایک ہونق انسان کی طرح اس کے اشاروں پر ناچتا رہے۔

ہاں بیچ بیچ میں دو چار لڑائیاں، ہاتھا پائیاں بھی ہوتی ہیں۔ لکڑی کے مصنوعی گھر ٹوٹتے ہیں اور گھروں میں کچے مٹکے ضرور رکھے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جلدی ٹوٹ جاتے ہیں، دوسرے توڑ پھوڑ کا اچھا تاثر دیتے ہیں۔

جیل اور عدالت دکھانا بھی اشد ضروری ہوتا ہے۔ خیر جی۔ آخر میں ظالم کیفر کردار کو پہنچتا ہے۔ اور بیچاری کولیسے دار ہیروئن ہیرو کو خواہ مخواہ لپٹتی نظر آتی ہے۔"

اس کی یہ باتیں سن کر آدھی لڑکیاں مسلسل ہنستی رہتی تھیں، اور باقی منت کرتی رہتیں

"اُفی، زیادہ انٹیلیکچوئل بننے کی کوشش نہ کرو۔ چلو تفریح کی خاطر سہی، فلم دیکھنے دو۔ اس میں بیچاری ہیروئن یا ہیرو کا کیا قصور ہے؟ جب کہانی کے تقاضے ہی ایسے ہوتے ہیں۔"

"تو جی پھر تم کیا کریں، اس کی سزا ہم کیوں اٹھائیں، کم سے کم میں یہ بے ہودگی ہر ہفتے برداشت نہیں کر سکتی۔"

اور منت کرتے کرتے، وہاں تو تکرار شروع ہو جاتی۔ کبھی کبھی بڑی بدمزگی ہو جاتی۔ ساری کوزنز اسے جلی کٹی سنا کر چلی جاتیں۔ مگر دوسرے دن پھر اسی مرکز پر جمع ہو جاتیں۔

یوں بھی جب سب لڑکیاں آپس میں بیٹھی اردو انگریزی کی آمیزش سے گنگا جمنی زبان بول رہی ہوتیں تو افی ٹپک پڑتی۔

"سلطنت پلیز تم پنجابی میں انگریزی نہ بولا کرو، میرے ذہن میں کھجلی ہونے لگتی ہے۔"

"بکواس بند کرو افی، تمہیں تو عادت ہے، ہر ایک میں نقص نکالنے کی۔"

Marfat.com

"جی ہاں، غلط سلط انگریزی بول کر رُعب نہیں ڈالتی۔"

"رُعب کون ڈال رہا ہے؟"

"جو کرنٹیوں کی طرح پنجابی نما انگریزی بولتا ہے۔"

ایسے میں فلورا کا دل حلق تک آجاتا۔ شروع سے انگریزی سکول میں پڑھی تھی۔ گھر میں سب انگریزی بولتے تھے۔ گو وہ اُردو اور پنجابی بھی بول لیتی تھی۔ مگر عادتاً باتیں کرتے کرتے بیچ میں انگریزی بولنے لگتی تھی۔

"بہت بُرے لگتے ہیں مجھے وہ لوگ جو خواہ مخواہ جعلی عکس ڈالنے کے لئے انگریزی کا سہارا لیتے ہیں۔ اصل میں وہ احساسِ کمتری کے مریض ہوتے ہیں۔"

"جی ہاں، آپ نے جو تعلیم ادھوری چھوڑ دی ہے، اب بیٹھی دوسروں کے ساتھ جلتی ہو۔"

سلطنت بھی غصے میں آجاتی۔

"کیوں جی، میں نے کب ادھوری چھوڑی ہے۔ فرسٹ ڈویژن میں ایف۔ اے پاس کر کے اپنی خوشی سے پڑھائی چھوڑ دی ہے۔ اگر پڑھتی رہتی تو اب تک یونیورسٹی میں ٹاپ کر چکی ہوتی۔ اور انگریزی بھی آپ سب سے اچھی بولتی ہوں۔"

"اسی لئے انگریزی ناول پڑھ پڑھ کر تم سب پر جعلی عکس ڈالا کرتی ہو۔"

"ہاں ڈالتی ہوں، مگر غلط لب و لہجے میں انگریزی نہیں بولتی۔"

"اچھا اب بکو نہیں۔"

"تمہاری تو مسیں بھی ساری ایسے ہی لٹک لٹک کر انگریزی بولتی ہیں۔"

"تو تم لگ جاؤ مس جا کر محترمہ عالمہ فاضلہ صاحبہ۔"

"میری جاتی ہے جوتی۔ اگر مجھے، پڑھنے کا شوق نہیں تو پڑھانے کا کیا ہوگا۔"

"تو پھر زبان بند رکھا کرو۔"

"نہیں رکھوں گی۔ غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہوں گی۔"

Marfat.com

"تمہارے اندر تو غلط اور صحیح کو ناپنے کا پیمانہ ہی نہیں ہے، اپنے سوا ہر شے تمہیں غلط نظر آتی ہے۔"

"مجھے اپنی ذات پر اعتماد جو ہے۔"

"ذات دیکھو ان محترمہ کی، بے ڈھنگی، بے ہودہ، سخت بور۔"

"سلطنت کی بچی۔"

اُفق اسے مارنے کو دوڑتی اور پھر کوئی بیچ بچاؤ کر دیتا۔

اور فلورا چپ چاپ یہ نظارے دیکھا کرتی، نہ وہ کسی کی حمایت میں بول سکتی تھی، نہ شکایت میں۔ وہ ایسی پوزیشن میں نہیں تھی۔ ابھی وہ چپ رہتی تھی تو اُفق اس کے بخیئے ادھیڑتی رہتی تھی، جو بول پڑتی تو جانے اس کا کیا حشر کرتی۔

Marfat.com

دس دِنوں میں اُس نے اٹھنے بیٹھنے اور بولنے چالنے میں اتنی احتیاط کی تھی، جیسے کہ وہ بھی کوئی بلوریں گڑیا ہو، سانس لینے میں ٹوٹ جائے گی۔

اسجد کی ہر روز کی یقین دہانیوں نے اُسے حوصلہ ضرور بخشا تھا، اس لئے ہر روز وہ ایک نئے عزم اور نئی اُمید کے ساتھ اٹھتی رہی تھی۔

یوں یہ دس دِن جو دس صدیاں بن کر گذرے تھے، اس کو ایک مرحلے پر لے آئے تھے۔

شام کو جب بڑی ماں نے مغرب کی نماز کے بعد اُسے اپنے کمرے میں بُلا بھیجا تو سینے پر صلیب کا نشان بناتی وہ اُن کے کمرے میں پہنچی۔

"آؤ فلورا، یہاں بیٹھ جاؤ"

"بیٹی میں نے تمہیں اس لئے تکلیف دی ہے کہ آج معلوم کر لوں کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

"فیصلہ — جی کس بات کا؟" اُس نے ہمیشہ والے بُوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

Marfat.com

بڑی ماں نے حیرت سے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، تھوڑی دیر خاموش رہیں۔ یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ کہیں وہ بن تو نہیں رہی، مگر اس کے چہرے کی سادگی کو پڑھ کر دوبارہ بڑی شائستگی سے بولیں۔

"میں نے تمہیں سوچنے کے لئے دس دن دیئے تھے"۔ . . .

"جی . . . جی . . ." ابھی ان کا فقرہ پورا نہیں ہوا تھا کہ فلور ابول اٹھی، پھر اپنی بدتمیزی پر خود ہی جھینپ گئی اور رک رک کر کہنے لگی۔

"جی میں نے تو . . . فیصلہ اسی دن کر لیا تھا . . . جی . . . وہ میں نے آپ کو بتا بھی دیا تھا . . . . جی . . . مجھے سب منظور ہے"۔

"کیا سب؟"

"جی وہ . . . . سب کچھ . . . . یہ ماحول . . . . مذہب . . . . جو کچھ بھی آپ کہیں مجھے منظور ہے"۔

پھر اس نے ڈرتے ڈرتے پلکیں اٹھا کر بڑی ماں کے چہرے کی طرف دیکھا، وہاں بے یقینی کے سائے دیکھ کر اسے رونا آ گیا۔ جلدی سے بڑی ماں کے قدموں میں بیٹھ گئی اور رو رو کر کہنے لگی۔

"بڑی ماں پلیز مجھے قبول کر لیں . . . . جیسی بھی ہوں قبول کر لیں۔ اب میں واپس لوٹ کر نہیں جا سکتی، مجھے تو یوں محسوس ہونے لگا ہے، میں اسی گھر کی ایک فرد ہوں، یہیں پلی بڑھی ہوں، مجھے یہیں رکھ لیں۔ میں اسجد کی خاطر نیا جنم لینے کو تیار ہوں پلیز بڑی ماں . . . . پلیز . . . ."

اس نے زور سے بڑی ماں کے پاؤں پکڑ لئے اور اس کے گرم گرم آنسو بڑی ماں کے گورے گورے پاؤں پر گرنے لگے۔

"اچھا ٹھیک ہے"۔ بڑی ماں نے جھک کر اسے اٹھایا۔ "اٹھو۔ اور اوپر بیٹھ جاؤ،

Marfat.com

اس طرح مت روؤ۔ مَیں نے تو یہ موقع تمہیں محض اس لئے دیا تھا کہ بعد میں تم اپنے فیصلے پر نہ پچھتاؤ۔ لیکن اگر تم اپنے فیصلے پر ثابت قدم ہو تو مَیں بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ جاؤ اب جا کر منہ ہاتھ دھولو۔"

فلورا اٹھ کر باہر چلی گئی۔ بڑی ماں نے کوئی آس نہیں دلائی تھی، کوئی وعدہ نہیں کیا تھا کوئی خوب صورت بات نہیں کہی تھی۔ بڑی ماں یونہی پہیلیوں میں باتیں کیا کرتی تھیں۔ اگلے کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آتے۔

وہ آنکھیں پونچھتی ہوئی باہر نکل آئی۔ وہاں سب لڑکیاں اُس کی منتظر تھیں، کہ جانے بڑی ماں نے اُسے کس لئے بلایا تھا، مگر اس کو آنسو پونچھتا دیکھ کر سب ہی خاموش ہو گئیں۔ کسی نے نہ پوچھا کہ اندر کیا ہوا ہے، بس سمجھ لیا کہ معاملہ نازک ہے، حتیٰ کہ اُفق نے بھی اس وقت کوئی چوکا نہ لگایا۔

کھانے کے وقت تک خاموشی رہی، جب کھانے کا بلاوا آیا تو فلورا کا ذرا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔ میز پہ جانے کو، اس کا دِل چاہ رہا تھا کہ وہ یہیں سے بھاگ جائے، مگر کیسے بھاگ سکتی تھی۔ آزاد ہوتے ہوئے پابند تھی۔ اور یہ زنجیریں اُس نے اپنے پاؤں میں خود ڈالی تھیں۔

کھانا بھی معمول کے مطابق کھایا گیا۔ بس اسجد بیٹھا فلورا کی سوجی ہوئی آنکھیں دیکھتا رہا۔ کاش اُس کا بس چلتا تو وہ سوجی ہوئی آنکھوں کو چوم لیتا، بے چاری لڑکی اُس کی خاطر جانے کیا کیا سہہ رہی تھی۔

جب کھانا ختم ہو گیا تو اچانک بڑی ماں بولیں:

"آج چاند کی کیا تاریخ ہے؟"

"آج بارہ ہے۔" بی بی آپا نے جواب دیا۔

"اچھا، تو شب برات کب ہے؟"

"پرسوں بڑی ماں"

"پرسوں کیا دن ہے؟"

"جمعرات ہے"

"تو ٹھیک ہے"

وہ تھوڑی دیر خاموش بیٹھی سوچتی رہیں۔

توبہ ہے۔ فلورا نے دل میں سوچا۔ سسپنس کری ایٹ کرنا تو یہ بڑھیا خوب جانتی ہے۔

بڑی ماں نے سر اٹھایا، پہلے اسجد کی طرف دیکھا اور پھر فلورا کی طرف، دونوں کے دل ایک ساتھ دھڑک اٹھے، پھر گویا ہوئیں۔

"پرسوں جمعرات کی شام کو انشاء اللہ اسجد اور فلورا کا نکاح ہو جائے گا"

سب بے ہوش ہوتے ہوتے بچے۔

"اس سے پہلے مولوی صاحب آکر فلورا کو مسلمان کریں گے اور مسلمان ہوتے ہی یہ اسجد کے نکاح میں آجائے گی، اور یہ سب میں شب برات کی اس مقدس رات میں اس لئے کر رہی ہوں تاکہ فلورا کے لئے بھی یہ رات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یادگار رات بن جائے"

"کیوں بیٹی" انہوں نے فلورا کی طرف دیکھا۔

خوشی اور شرم کے مارے فلورا نے گردن جھکالی، اتنی کہ اس کے سینے سے جا لگی۔

"بڑی ماں دی گریٹ" اسجد نے کھڑی ہوتی ہوئی بڑی ماں کے گلے میں باہیں ڈال دیں۔ اور لڑکیوں نے بھاگتی ہوئی فلورا کو گھیرے میں لے لیا۔

Marfat.com

شب برات کے روز گھر میں خوب ہنگامہ تھا۔ اسکولوں اور کالجوں میں چھٹی تھی اس لئے گھر میں اور بھی گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔

کالونی میں یہ خبر زور و شور سے گشت کر رہی تھی کہ شام کو اسجد اور فلورا کا نکاح ہے۔ کئی عورتیں پیشگی مبارک باد دینے یا تصدیق کرنے چلی آ رہی تھیں، اور اس کارنامے کو بھی بڑی ماں کے نام سے منسوب کئے جا رہی تھیں کہ وہ ایک عیسائی لڑکی کو مسلمان کر کے اپنی بہو بنا رہی ہیں۔

لڑکیوں کو فکر کہ رات کو کیا پہنیں گی، گو گھریلو سی تقریب تھی۔ مگر ہر کوئی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تیار ہونا چاہتا تھا۔

صبح ہی صبح بڑی ماں نے بی بی آپا کو اپنے کمرے میں بلایا اور انہیں ایک نہایت بیش قیمت گلابی رنگ کی بنارسی ساڑھی دی اور بولیں:

"بلاؤز پیس اس کے ساتھ ہے، مشین رکھ کے، ابھی فلورا کے ناپ کا بلاؤز سی دیں، کیونکہ رات اسے یہی ساڑھی پہنانا ہے۔"

ہائے۔ لڑکیاں تو ساڑھی کو دیکھ کر مر مر گئیں۔ اتنا خوبصورت رنگ تھا۔ اس پر بنارسی

کام رم جھم کر رہا تھا۔

فلورا نے جب ساڑھی کو دیکھا تو معصومیت سے بولی۔

"میرے پاس کالے رنگ کا بلاؤز ہے۔ وہی پہن لوں گی"

"ارے نہیں"

بی بی آپا اس کا ناپ لیتے ہوئے بولیں۔

"کوئی شادی کے روز بھی کالے کپڑے پہنتا ہے"

"کیوں بی بی آپا، کیوں بھلا"؟

"ارے تم کیا جانو بچی۔ ہمارے ہاں اچھا نہیں سمجھا جاتا"

"اچھا جی" فلورا ایک دم شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئی۔

جب بی بی آپا اس کے ناپ کا بلاؤز کاٹ کر چپ ہو گئی اور باہر نکل آئی تو اُفق بولی۔

"تمہیں معلوم ہے فروزی یہ گورے اور کالے عیسائی شادی کے روز سفید کپڑے کیوں پہنتے ہیں؟

"ہائے مجھے تو شادی کے دن سفید کپڑے بالکل اچھے نہیں لگتے" فروزاں نے گھبراتے ہوئے انداز میں کہا۔

"تم بتاؤ بھلا، تمہارا فلسفہ کیا کہتا ہے؟" سلطنت نے دخل اندازی کرتے ہوئے اُفق سے براہِ راست سوال کیا۔

"یہ عیسائی اور خصوصاً مغربی لڑکیاں شادی سے پہلے..."

وہ ذرا سا جھجکی اور پھر جلدی سے بولی۔

"یہ کنواری تھوڑی ہوتی ہیں"

اس لئے اپنے آپ میں مصنوعی تقدس پیدا کرنے کے لئے شادی کے روز سفید براق ایسے کپڑے پہن لیتی ہیں، جیسے کہ مقدس مریم کا پرتو ہوں"

Marfat.com

فلورا کے دل میں ایک برچھی سی لگی۔

تھوڑی دیر پہلے وہ کتنی خوش تھی اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اتنی جلدی حالات بدل جائیں گے اور یوں سب اس کے حق میں ہو جائیں گے اور وہ سنگین مرحلہ جس کے لئے دعائیں رلتوں کو اٹھا اٹھا کر دعائیں مانگتی ہیں، اب طے ہونے کو تھا۔ ابھی تو وہ اس دلکش ساڑھی کو جی بھر کر نہ دیکھ پائی تھی کہ اُفق نے اس پر چھینٹے اڑا دیئے۔

افق کا کیا ہے؟ اُس نے دِل میں سوچا، یہ تو ایک حاسد سی لڑکی ہے۔ دل آزاری اُس کا پیشہ ہے۔

اتنے میں ہنستی ہوئی شفق کمرے میں داخل ہوئی۔ اُس نے اُفق کے آخری الفاظ سُن لئے تھے۔

"کیا بحث ہو رہی ہے"؟

"یہی کہ مغرب میں دُلہن شادی کے روز سفید لباس کیوں پہنتی ہے؟"

"اس لئے کہ..."

شفو نے فلورا کی بات دہراتے ہوئے وضاحت کی۔

"کہ سفید رنگ تقدس اور پاکیزگی کا مظہر ہے، امن کا علمبردار ہے اور سکھ و سلامتی کا سمبل۔ پھر اس میں دلہن بہت کم عمر اور معصوم نظر آتی ہے، فرشتوں کی طرح"۔

"بچاریاں، اپنی تقدیس بارہا جو لٹا چکی ہوتی ہیں"۔ اُفق نے اتنا آہستہ کہا کہ صرف پاس بیٹھی ہوئی فلورا ہی سُن سکے۔ مگر شفو نے بھی سُن لیا۔

"یہ غلط ہے اُفی..."۔ شفو نے ذرا تلخی سے کہا۔ "دُنیا کی ہر سوسائٹی میں عصمت کا تصور ہے۔ اور مشرقی عورت سرتا پا تقدیس ہوتی ہے۔ خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہو۔ میں نے تو ایسی ایسی یوروپین عیسائی خواتین کے قصے سُنے ہیں جو شادی کے بعد ہمارے دیس میں آئیں۔ تو اپنی زندگی کے آخری سانس بھی شوہروں پر نچھاور کئے

Marfat.com

بہترین گھریلو عورتیں اور شوہر پرست بیویاں ثابت ہوئیں۔ متعصب نہ بنو۔ دیکھو کہ بُرا اور قابلِ اعتراض طبقہ کس سوسائٹی میں نہیں ہے۔ کیا ایسی مُسلمان لڑکیاں پاکستان میں نہیں ہیں۔ جو اپنے آپ کو ماڈرن ظاہر کرنے کے لئے اخلاقیات کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتی ہیں — اور ذلیل سے ذلیل حرکت کر گذرتی ہیں۔۔۔"

" دیکھو۔۔۔ پھر وہ فلورا کو خوش کرنے کے لئے بولی۔

ہماری فلوری کتنی معصوم اور مقدس نظر آتی ہے۔ اس کے چہرے پر کتنا بھولپن ہے"۔

فلوری تمہیں معلوم ہے۔ تمہارے اندر بے انتہا کشش ہے۔ قسم خدا کی ایک بار تمہیں دیکھ کر دوبارہ دیکھنے کو دل کرتا ہے — تمہارے آگے تو ہر گوری چمڑی ماند ہے۔

" جی ہاں۔۔۔" اُفق ڈھٹائی سے بولی۔ اس کا ثبوت اسے کافی دِن پہلے آپ کے کزن بہادر سے مل چکا ہے۔ اس لئے تم بار بار یقین دلانے کی کوشش نہ کرو اور اپنے سفید رنگ کی نفی نہ کرو"۔

فلوری۔۔۔ شفو نے آگے بڑھ کر فلورا کا ہاتھ تھام لیا اور اُفق کی بات کی بالکل پرواہ نہ کی۔ اور بولی۔۔۔۔

" ہائے اللہ تم اس ساڑھی میں کس قدر پیاری لگو گی۔ آج میں تمہیں سنگھار کراؤنگی"۔

" جی نہیں۔۔۔ میک اَپ ایکسپرٹ تو میں ہوں اس گھر میں"۔ حورا جلدی سے بولی

" بھئی سب مل کر کرائیں گے"۔ تمکنت نے کہا۔

" ہاں، اور اس کو کارٹون بنا دیں گے، جیسے آٹے میں سے چوہا نکل بھاگا ہو"۔ افق نے پھر تبر پھینکا۔

" ایڈیٹ"۔ سب کی سب ہنسنے لگیں۔

فلورا افسردہ سی بیٹھی رہی، جانے اس خوشی کے موقعے پر وہ ایک دم اداس کیوں ہو گئی تھی۔ شاید اجنبیت کا احساس غالب آگیا تھا یا ماما پاپا یاد آگئے تھے۔

"پتہ ہے، بڑی ماں نے تمہارے لئے ایک خوبصورت سا کندن کا سیٹ بھی نکالا ہے۔اس کا چھوٹا سا ٹیکہ بھی ہے۔میں خود تمہارے بال بناؤں گی اور ماتھے پر ٹیکہ لگاؤں گی۔ ہائے کتنا اچھا لگے گا۔

فلورا شرما گئی۔

کتنی پیاری ہے یہ شفو، اس نے دل میں سوچا، اور کس خلوص سے اپنی خوشی کا اظہار کر رہی ہے۔اس کے سامنے اسے یوں افسردہ رہنا اچھا نہ لگا۔

اتنے میں کہیں سے خنداں بھاگتی ہوئی آئی۔اس کے ہاتھ میں مہندی کا پیالہ تھا بولی۔

"امی نے کہا ہے: دلہن کو مہندی ضرور لگانی ہے۔لاؤ فلورا میں تمہیں مہندی لگادوں"

"نہیں جی، میں لگاؤں گی"۔نازاں آگے بڑھی "میں مہندی ایکسپرٹ ہوں"

"ایک تو اس گھر میں سب کسی نہ کسی شے میں ایکسپرٹ ہونے کی خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں"۔اُفق نفرت سے بولی۔

"ہاں جیسے تم دلآزاری کرنے میں ایکسپرٹ ہو" سلطنت نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"تو تو مجھ سے ہمیشہ جلتی رہے گی"۔اُفق غرا کر بولی۔

"دیکھو شور نہ کرو۔سب مل کر کوئی اچھا سا ڈیزائن بناتے ہیں"۔شفو نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے"۔سب یک زبان ہو کر بولیں۔

"جاؤ فلورا تم صابن سے اچھی طرح ہاتھ دھو کر آؤ"۔

فلورا تابعدار بچے کی مانند اٹھ کر غسلخانے میں ہاتھ دھونے چلی گئی۔

سب کی سب نیچے اتر کر قالین پر بیٹھ گئیں۔سوائے اُفق کے، وہ اب بھی اسی بے ڈھنگے پن سے لیٹی کوئی انگلش ناول پڑھ رہی تھی۔فلورا نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

Marfat.com

انہوں نے اس کے سیدھے ہاتھ پر "اے" لکھ دیا اور اس کے اردگرد خوبصورت پھول پتیاں بنا دیں۔

پھر الٹے ہاتھ پر دو دل بنائے۔ اور اس میں ایک تیر لگا دیا۔

"بھئی نیچے خون کے قطرے بھی بناؤ۔" فروزاں بولی۔

"ہاں مہندی میں سرخ قطرے بہت اچھے لگیں گے۔" نازاں بولی۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔

لیٹے لیٹے اُفق اچانک گانے لگی، نا دل تو شاید دکھانے کو پڑھ رہی تھی۔ دھیان اُس کا لڑکیوں کی باتوں کی طرف لگا ہوا تھا۔

جو چیرا تو ....

جو پھاڑا تو ....

"خدا کے لئے اُفق" خنداں نے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"اتنے خوب صورت شعر کی ٹانگ نہ توڑنا۔"

جو ہتھیلی پر آیا تو بس بوند نکلا۔

اُفق اپنی دُھن میں گائے گئی۔

پھر سب لڑکیوں نے ایک دوسرے کے ہاتھوں پر مہندی لگائی۔

شفق نے کہا: "فلورا تم ذرا ہاتھ پھیلا کر پنکھے کے نیچے آجاؤ۔ تمہاری مہندی سوکھنی بہت ضروری ہے، یہ جب خود بخود سوکھ جائے گی، تب رنگ تمہاری ہتھیلیوں پر اُتر آئے گا۔

"ارے ہاں، تمہارے پاس گلابی شیڈ کی کیوٹیکس ہے؟" سورا نے یاد دلایا۔

فلورا نے انکار میں سر ہلایا۔

"میرے پاس ہے، ضائع کر سکتی ہوں؟" اُفق نے پاؤں ہلاتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

"آج تم نے نیل پالش ضرور لگانی ہے، دیکھو تو تمہارے ناخن بالکل سفید ہو رہے ہیں"
وہ بے چاری یہاں آکر ڈر کے مارے ناخن پالش نہیں لگاتی تھی، حالانکہ گھر میں سب لڑکیوں نے ناخن بڑھائے ہوئے تھے اور جدید ترین رنگوں کی نیل پالشیں لگاتی تھیں۔
"ہائے فلوری! آج ہم تمہیں اتنی پیاری دلہن بنائیں گے کہ اسجد بھائی تمہیں دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں گے"۔
"اچھا تو وہ تمہیں ہوش میں معلوم ہوتے ہیں۔ ایسی حرکتیں تو آدمی بے ہوشی کے عالم میں ہی کرتے ہیں"۔
افق نے پھر دخل در معقولات کیا۔
دیکھو، فلورا کی آنکھیں کتنی خوب صورت ہیں، ہے نا" خنداں نے کہا۔
"کون سا آئی شیڈ لگاؤ گی اُسے"؟
"میرا خیال ہے گولڈن ٹھیک رہے گا"۔
"اور ساڑھی پر کام بھی تو گولڈن ہے"۔
"فلورا تمہارے پاس گولڈن سینڈل ہیں"۔
"نہیں تو"۔
"میں لے آتی ہوں، میرے پورے آئیں گے"۔
"ٹھگنی تو بیٹھ جا۔ فلورا تجھ سے کافی لمبی ہے"۔ اُفق نے سر اُٹھا کر کہا۔
"نہیں میرے پورے آئیں گے"۔ نازی بولی۔
"میرے خیال میں میرے پورے آئیں گے"۔ شفق اٹھ کر اپنی الماری سے گولڈن سینڈل نکال لائی۔ واقعی اس کے سینڈل فلورا کو بالکل فٹ آئے۔
لڑکیوں نے اُس کے ساتھ ہی اپنے کپڑے بھی نکالنے شروع کر دیئے۔
دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد سب نے اپنے کپڑے استری کئے اور بے چینی

Marfat.com

سے شام کا انتظار کرنے لگیں۔

"فلورا تم بہت لکی ہو کہ آج کی رات تمہارا نکاح ہو رہا ہے، دیکھو کتنی یادگار رات ہے۔" شفق نے کہا۔

"ارے ہاں شب برات تو خاص الخاص رات ہوتی ہے۔" فروزاں نے کہا۔

"فروزی شام کو چراغاں بھی کریں گے۔" نذرانہ نے کہا۔ یہ تینوں بہنیں بھی کھانے کے بعد ان کی محفل میں شریک ہو گئی تھیں۔

"ہاں ہاں ضرور، میں نے ایک سو بتیے دیئے منگوا لئے ہیں۔"

"اتنی مہنگائی میں تیل کہاں سے آئے گا۔" اُفق نے پوچھا۔

"ہے میرے پاس، میں نے دو بوتلیں چھپا کر رکھی ہوئی ہیں۔" فروزاں نے جواب دیا

"صرف آتش بازی کا کھیل ہونا چاہیئے۔"

اُفق نے مشورہ دیا۔

"توبہ توبہ۔" سورا بولی۔ "آتش بازی اچھی چیز نہیں ہے۔ خواہ مخواہ رنگ میں بھنگ پڑ جائے گا۔"

"اور ہر سال اخبار میں کتنی ایسی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ آتش بازی کے کھیل میں بے شمار معصوم جانیں تلف ہو گئیں۔ پھر بھی لوگوں کو عقل نہیں آتی۔" نذرانہ نے کہا۔

جناب یہاں تو پڑھے لکھے ایسا جنون رکھتے ہیں، جاہلوں کو ہم کیا روئیں۔" سلطنت نے دانستہ اُفق کی طرف دیکھا۔

"ہاں رکھتے ہیں جنون۔" افق اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"جانیں کیا صرف آتش بازی سے تلف ہوتی ہیں؟ وہ جو تیز رفتاری کے باعث سڑکوں پہ روزانہ بے شمار ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ کیا جانیں وہاں تلف نہیں ہوتیں وہ جو ہر سال پتنگ بازی کرتے ہوئے یا پتنگیں لوٹتے ہوئے حادثات ہوتے ہیں

Marfat.com

کیا اس میں جانیں ضائع نہیں ہوتیں، آخر پتنگوں کی دکانیں کیوں نہیں سیل ہو جاتیں۔ بسیں، رکشے اور سکوٹر کیوں نہیں ضبط ہو جاتے، بس ایک آتش بازی ہی آپ کو نظر آجاتی ہے کہ جس کی دکانیں ضبط کرا دی جائیں"۔

"اُفی ڈیئر اُفی"۔ شفق بولی۔

"یہ تو ہم سب پڑھے لکھے لوگوں کے سوچنے کی باتیں ہیں، حکومت بیچاری کیا کرے، ہم سب کو فرداً فرداً یہ کام اپنے ذمے لینا چاہیئے۔ اور تبلیغ و عمل کے ذریعے معاشرے کی یہ برائیاں جڑ سے اکھاڑ پھینکنی چاہیئے۔ نہ کہ خود بھی آتش بازی کے کاروبار کو فروغ دے کر ایک بُرے کام میں حصہ لیں"۔

"تم نے ٹھیکہ لے رکھا ہو گا۔ جہان سدھارنے کا، ہمارا تو جو دِل چاہے گا کریں گے"۔ اُفق نے ڈھٹائی سے کہا۔

"بڑی ماں سے جوتے بھی کھاؤ گی"۔

"تو کیا ہو گا۔ میں نے تو پچاس روپوں کی آتش بازی منگوا چھوڑی ہے۔ آج دیکھنا تو گھر میں کیا حشر ہو گا"۔

اُفق نے باغیانہ انداز میں کہا۔

"اس مقدس رات میں کوئی نیک کام کرنا چاہیئے"۔ شفق نے اُسے سمجھایا۔ "آتشبازی سے کھیلنا شیطانی فعل ہے"۔

"جی ہاں۔ سارا دن آپ لوگ نیک کاموں میں ہی تو گذار دیتے ہیں۔ سارا سال چاہے گناہ کرتے رہو، اور بس آج کی رات بخشوا لو۔ اونہہ۔۔۔۔"

"ویسے حکومت کو آتش بازی چلانے والوں اور بیچنے والوں کو سخت سزائیں یا جرمانے لگانے چاہئیں"۔ چپ بیٹھی نذرانہ پہلی بار بولی۔

"بھئی ایسا کیوں سوچتے ہو تم لوگ۔ کہ ہر کام حکومت ہی کرائے، بہنیر کی لعنت

Marfat.com

ہے تو وہ حکومت بند کرائے، چور بازاری سے حکومت پیچھا چھڑوائے، مہنگائی کو حکومت روکے، حادثات کی روک تھام حکومت کرے۔ گلیوں میں کوڑا کرکٹ پھینکنے کی عادت کو حکومت چھڑوائے۔ گھر اور گلیوں کو صاف رکھنے کی تلقین حکومت کرے، مذہب کی محبت حکومت ڈالے، مسجدوں میں لوگوں کو حکومت زبردستی بھیجے، آتش بازی پر حکومت پابندی لگائے، پتنگ بازی کو حکومت روکے۔ حکومت کے کرنے کے اور کام تھوڑے ہیں۔ آخر ہر شخص انفرادی طور پر اپنے آپ کو سدھارنے کی رسم کیوں نہیں شروع کرتا۔ پہلے ایسی تحریکیں ایک دل سے، ایک گھر سے اٹھیں، گھر سے محلے میں پہنچیں گی اور محلے سے شہر تک پہنچ جائیں گی۔ ہر فرد کیوں نہیں اپنے فرض کو محسوس کرتا۔ ہر شہری کیوں نہیں اپنی ذمہ داری محسوس کرتا، جب ہم اپنے آپ کو سدھار لیں گے تو دوسروں کو نصیحت کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔"

"واہ واہ ــ واہ وا۔ ہیئر ہیئر... " اُفق نے درمیان میں سے ہی تالیاں بجانی شروع کر دیں۔" آج کی ڈبیٹ کی ونر ہیں محترمہ تمکنت صاحبہ، میں انہیں پہلے انعام کا حقدار قرار دیتی ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی پوچھتی ہوں کہ آپ ایسی تقریر صرف گھر پر کرنا جانتی ہیں یا سٹیج پر بھی کر لیتی ہیں، کاش آپ نے اپنی ذہانت کا ثبوت دینے کے لئے دو چار کپ بھی دکھائے ہوتے۔"

"کیوں میں نے کچھ غلط کہا ہے؟" اس نے دوسری لڑکیوں کی طرف داد طلب نظروں سے دیکھا۔ کل ہماری شہریت کی پروفیسر نے اسی قسم کا لیکچر دیا تھا۔"

"اچھا تو رٹو طوطا اپنا سبق دہرا رہا تھا۔" افق بولی۔ "میں نے سمجھا کہ بے چاری بڑے جذبے سے یہ باتیں کہہ رہی ہے، کچھ کچھ امپریس ہو چلی تھی میں۔"

"اور جذبہ کیا ہوتا ہے جی؟" تمکنت چڑ کر بولی۔

"جو باتیں دل میں بیٹھ جائیں، وہی اثر انگیز ہوتی ہیں اور ہماری مس نے کہا تھا۔

Marfat.com

کوئی خواہ کتنا ہی بُرا بھلا کہتا رہے، تم ہمیشہ سچائی کا پرچار کرتے رہو، ایک دن دُنیا تمہارا کہا مان جائے گی۔"

"ہوں، تو کیے جاؤ پرچار محترمہ مبلغہ صاحبہ۔" افق بولی۔ "ہم بھی دیکھیں گے سچائی کیا ہوتی ہے۔ اگر آج آتش بازی نہ ہوئی تو کیا خاک لطف آئے گا۔"

"ہم سب مل کر تمہاری آتش بازی میں پانی پھینک دیں گے۔" نازاں نے کہا۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔" افق کھڑی ہو کر آستینیں چڑھانے لگی۔ "تو ہو جائیں دو دو ہاتھ ابھی فیصلہ ہو جائے گا۔"

"ارے ارے۔" شفق جلدی سے کھڑی ہو گئی۔ "مذاق کی بات کو کبھی نہیں بڑھانا چاہیے، اور آج کی متبرک رات میں لڑنا بہت بُرا ہے، کوئی بات نہیں، افق کو جب بھی یہ باتیں سمجھ آ جائیں گی، یہ ہماری ہم خیال ہو جائے گی۔ کیوں اُفی؟"

"میں دنیا میں کسی کی ہم خیال نہیں ہو سکتی۔"

"اے لڑکیو۔ اے لڑکیو...؟" نذرانہ نے یاد دلاتے ہوئے کہا۔ "رات کو نفل کون کون پڑھے گا؟"

"ہم سب پڑھیں گے۔" انہوں نے یک زبان کہا۔

"بڑی ماں کے کمرے میں پڑھیں گے۔"

"نہ بابا، بڑی ماں کے کمرے میں پڑھنے سے ویسے بھی ڈر لگتا ہے۔ کہتی ہیں مسلسل پڑھتی رہو، باتیں کیوں کرتی ہو، اور یہ بھی کہتی ہیں، کم از کم سو نفل پڑھ کر اٹھو۔" فروزاں نے کہا۔

"نازی، ہم دونوں ڈرائنگ روم میں پڑھیں گے۔"

"نہ جی نہ،" نازاں نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ "یاد ہے پچھلے سال تم نے میرے ساتھ کیا کیا تھا۔"

Marfat.com

"کیا کیا تھا، بتاؤ" لڑکیاں چیخ اٹھیں۔

"پلیز نازی مت بتانا، وہ تو ایسے ہی مجھے نیند آرہی تھی" تمکنت بولی۔

"بتاؤ بتاؤ نازی...."

"پتہ ہے جب رات ذرا ڈھلی نا، اور گھر میں خاموشی ہوگئی تو تمکنت صاحبہ نے مجھے ڈرانا شروع کر دیا۔ تھوڑے سے نفل پڑھنے کے بعد بیٹھ جاتی اور ادھر ادھر دیکھنے لگتی۔ کبھی کہتی وہ دیکھو سامنے دروازے کا پردہ ہل رہا ہے۔ وہاں ضرور کوئی چھپا ہوا ہے۔ کبھی کہتی، صوفے کے پیچھے سے عجیب و غریب آوازیں آرہی ہیں۔ غرض اس نے مجھے اتنا ڈرایا کہ صرف پچاس نفل پڑھ کر مجھے اٹھ جانا پڑا۔

"ہاں یہ موٹو تو ہے ہی ڈرپوک، ویسے آپ اپنے کو توپ سمجھتی ہے"

"اُفق تم اپنی گندی زبان بند رکھا کرو" تمکنت غصے سے بولی۔

"یہ زبان نہیں، وزیر آباد کی قینچی ہے"

"اور ہمیں قینچیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"

"اچھا تو کیا فیصلہ ہوا، کہاں پر نفل پڑھے جائیں" شفق نے پوچھا۔

"بھئی اس مرتبہ ہم سب لڑکیاں ایک جگہ اکٹھے نفل پڑھیں گے، کالونی سے راحیلہ افزا، اور نائیلہ بھی آرہی ہیں"

"اچھا تو پھر سب لوگ چھت پر چاندنی بچھا کر پڑھیں گے"

"چھت پر تو بی بی آپا پڑھا کرتی ہیں"

"کوئی مضائقہ نہیں، اُن کے ہونے سے لڑائی نہیں ہوگی، اور ڈر بھی نہیں لگے گا"

"ہاں یہ ٹھیک ہے"

اس تمام عرصہ میں فلورا سیٹ سے لڑکیوں کی باتیں سنتی رہی اسے یہ سب باتیں بہت عجیب لگ رہی تھیں۔ اسکول اور کالج میں اُس نے شب برات کا نام تو سُن

Marfat.com

رکھا تھا، مگر مسلمانوں کے نزدیک اس کی مذہبی اہمیت کیا ہے اُسے آج معلوم ہو رہا تھا، مگر اسے یہ بات سمجھ میں بالکل نہیں آرہی تھی کہ یہ لوگ رات کو کیوں جاگتے ہیں، نفل کیا ہوتے ہیں؟ اور اس رات کو اتنی مقدس رات کیوں سمجھا جاتا ہے۔ وہ تو یہی سمجھتی تھی کہ یہ کوئی ایسا تہوار ہے جس پر رات کو آتش بازیاں چھوڑی جاتی ہیں۔

پہلے تو چپ چاپ بیٹھی رہی۔ جب سب لڑکیوں کی بحث ختم ہوگئی تو بڑی آہستگی سے بولی۔

"شفو! شبِ برات کو کیا ہوتا ہے؟"

"شبِ برات کو عیسائی لڑکیوں کو مسلمان کرکے ان کے نکاح پڑھوائے جاتے ہیں"

شفو کے بولنے سے پہلے افق بول اٹھی۔

باوجود ضبط کے لڑکیوں کی ہنسی نکل گئی۔

اس کے جواب سے فلورا پانی پانی ہوگئی۔

چلو بھاگو افق یہاں سے، اب تمہیں زیادہ دیر برداشت نہیں کیا جائے گا"

شفو نے واقعی اسے باہر دھکا دے کر دروازہ بند کرلیا اور پھر فلورا کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

"شبِ برات ہمارے ہاں بہت ہی متبرک اور مقدس رات سمجھی جاتی ہے۔ اس کو خوشیوں اور برکتوں کی رات بھی کہا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ اس رات میں اللہ میاں بندوں کی قسمتوں کے فیصلے کرتا ہے۔ سال بھر کے لئے ان کی تقدیر میں جو رکھا ہو وہ رقم کیا جاتا ہے۔ زندگی اور موت کے فیصلے بھی اسی رات کو ہوتے ہیں۔ ساری رات جاگ کر، اللہ کی حمد و ثنا کرنے سے بہت ثواب ملتا ہے، ہم لوگ ساری رات عبادت کرتے ہیں۔ عبادت کا مطلب ہے کہ لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہیں اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں، اللہ کی نعمتوں کے لئے اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور

Marfat.com

اپنے لئے جو کچھ مانگنا ہو مانگتے ہیں۔ اس رات اللہ میاں بطورِ خاص اپنے بندوں کی دعائیں سُنتا ہے، دلوں کی مرادیں پوری کرتا ہے، سب یہی کوشش کرتے ہیں، زیادہ سے زیادہ نفل پڑھیں اور اپنی دعائیں قبول کروائیں۔"

"تم لوگ کیا مانگتے ہو؟" فلورا نے معصومیت سے پوچھا۔

"کیا مانگتے ہیں؟" شفو ہنس پڑی۔

"بس جو جی میں آتا ہے، میرا خیال ہے ہم لڑکیاں تو ہمیشہ پاس ہونے کی دُعائیں ہی مانگتی ہیں۔"

"اور یہ بھی اللہ سے کہتے ہیں کہ ہمیں ہمیشہ سیدھے راستے پر چلانا اور ہمارا ایمان قائم رکھنا۔"

نازاں نے مزید کہا۔

"اس وقت افق ہوتی تو مزے کا جواب دیتی۔" مہ

فروزی اپنی مہندی ٹھیک کرتے ہوئے بولی، جو اُس نے کھانے کے بعد دوبارہ لگائی تھی۔

"ارے دیکھو، فلورا کے ہاتھ پہ مہندی کا کتنا اچھا رنگ آیا ہے۔"

"دیکھو تو۔" لڑکیاں پکڑ پکڑ کر اس کے ہاتھ دیکھنے لگیں۔

"تمہیں پتہ ہے فلورا جس لڑکی کے ہاتھ پہ مہندی کا رنگ بہت تیکھا آئے، اُس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کی ساس اس کو بہت پیار کرتی ہے۔"

سلطنت نے جیسے بڑے پتے کی بات کہی۔

"مگر فلورا کی تو ساس ہی نہیں ہے۔" خنداں بولی۔

"کیوں نہیں ہے۔" تمکنت مصنوعی غصّے سے بولی۔ "بڑی ماں اس کی ساس ہیں۔"

"اچھا چھوڑو یہ فضول باتیں اٹھ کر تیاری شروع کرو۔" شفق نے کہا۔

"اتنے میں بی بی آپا کمرے میں داخل ہوئیں، ان کے ہاتھ میں فلورا کا بلاؤز تھا۔
فلورا پہن کر دیکھ لو، ٹھیک ہے یا نہیں۔ پھر میں اِستری کر دوں"
"ہائے کتنا پیارا سیا ہے آپ نے بی بی آپا" فلورا نے ہاتھ میں پکڑ کر کہا۔
"ابھی پہن کر دیکھتی ہوں، پھر میں خود ہی استری کر لوں گی، آپ یہ تکلیف نہ کریں، پلیز"
"اچھا تو پھر ساڑھی بھی اس کے ساتھ استری کر لینا" یہ کہہ کر بی بی آپا باہر نکل گئیں۔
"چلو جی استری کریں" تمکنت نے کہا۔
اور سب اپنے اپنے کپڑوں پر پل پڑیں۔ اتنے میں اُفق دھپ دھپ کرتی آئی، اور بولی۔
"توبہ باہر اس قدر پکوان پک رہے ہیں، اور ایسی ایسی قیامت کی خوشبوئیں آ رہی ہیں کہ مجھے ابھی سے بھوک لگ رہی ہے"
"لیکن تم ابھی کھا نہیں سکتیں" سلطنت بولی۔ جب تک بڑی ماں ساری کالونی میں حلوہ پوری تقسیم نہ کر لیں، گھر والوں کو نکالنے کی اجازت نہیں دیتیں"
"ہاں مجھے معلوم ہے" اُفق نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ بڑی ماں ان دقیانوسی رسم و رواج کی ابھی تک پابندی کرتی ہیں، اب کون کسی کے گھر حلوہ پوری بھیجتا ہے، بلکہ اکثر لوگوں کو تو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ آج شبِ برات ہے اور گھر میں حلوہ جیسی آؤٹ آف فیشن ڈش بنانا ہے، جن تھوڑے بہت لوگوں کو شبِ برات کا پتہ چلتا ہے وہ بھی آتش بازی کے ذریعے۔۔۔"
"لو آ گئی وہ اپنی بات پر" نازی بولی۔ "اچھا ہے نا، ابھی تک دنیا میں بڑی ماں جیسے لوگ باقی ہیں کہ جو ہماری پرانی قدروں کو سنبھالے ہوتے ہیں۔ ورنہ ہمیں ان کے بارے میں کون بتاتا؟"

Marfat.com

"اُفی تم کیا پہن رہی ہو؟" فروزی نے اچانک پوچھا۔

"کیوں، کیا میں ننگی ہوں"

"بے ہودہ" سب ہنسنے لگیں "کبھی تو ڈھنگ سے جواب دیا کرو، ہم سب لڑکیاں غرارے پہن رہی ہیں"

"ہاں تم سب لڑکیوں کو نکاح کا بہت شوق ہے نا، لیکن افسوس اس خاندان میں ایک ہی لڑکا رہ گیا ہے، وہ بھی آج رات ہاتھوں سے نکل جاتے گا"

پھر سب لڑکیاں خاموش ہوگئیں، کسی نے اُفق کی بات کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔

اتنے میں بڑی ماں سفید براق کپڑے پہنے کمرے میں داخل ہوئیں۔ ان کے ہاتھ میں سُرخ مخمل کا ڈبہ تھا۔ انہوں نے سب لڑکیوں کو غور سے دیکھا، استری کرتی ہوئی فلورا نے گھبرا کر دوپٹہ سر پہ رکھ لیا۔ انہوں نے اس کی ہتھیلیوں کا رنگ دیکھ لیا اور بولیں۔

"اچھا کیا تم نے اسے مہندی لگا دی"

پھر شفق کو مخاطب کر کے بولیں۔

"شفو یہ ڈبہ لو، اس میں فلورا کے لئے زیور ہیں۔ بیٹی تم سب مل کر اس کو دُلہن بنا دو اور مغرب کی نماز کے بعد ہال کمرے میں لے آنا۔ مولوی صاحب آجائیں گے اور وہیں سب رسمیں ہو جائیں گی"

پھر وہ باہر جاتے جاتے رُک گئیں اور بولیں۔

"ارے اسجد کی بھی کسی نے خبر لی ہے یا نہیں، اس کی کمخواب کی اچکن میں نے درزی کو دی تھی، مگر ابھی تک سِل کر نہیں آسکی۔ اُس سے کہو کوئی اچھا سا سُوٹ پہن کر ہی آجائے"

Marfat.com

آدھی لڑکیاں دَن دَن کرتی چھت کی طرف بھاگیں۔

مغرب کی نماز کے بعد فلورا کو تیار کر کے وہ ہال کمرے میں لے آئیں۔ کچھ شرم اور کچھ بوکھلاہٹ کے مارے فلورا سُرخ ہوئی جا رہی تھی۔ گلابی ساڑھی اس کے سانولے رنگ پر خوب جچی تھی، اتنی خوب صورت لگ رہی تھی کہ اس پر نظر ہی نہ ٹکتی تھی۔

ادھر سے لڑکیاں اسجد کو گھسیٹ کر لے آئیں۔ اسجد نے ڈارک براؤن سُوٹ پہنا ہوا تھا اور شرمایا شرمایا سا بڑا اچھا لگ رہا تھا، چھیڑ چھیڑ کر لڑکیوں نے اس کا بُرا حال کر دیا تھا۔ کبھی زبردستی اسے فلورا کے پہلو میں دھکا دے کر بٹھا دیتیں۔ جانے کب تک یہ چھیڑ چھاڑ جاری رہتی، کہ بڑی ماں آ گئیں اور ان کے ساتھ ہی اُن کی بیٹیاں اور کالونی کی کچھ معزز خواتین بھی اندر داخل ہوئیں، سب لڑکیاں صوفے چھوڑ کر قالین پر ایک طرف سمٹ کر بیٹھ گئیں۔

تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب اور نکاح خواں تشریف لے آئے۔ انہوں نے پہلے تلاوتِ کلام پاک کی، اس کے بعد کلمہ طیبہ پڑھا کر فلورا کو مسلمان کیا۔ بڑی ماں نے اس کا نیا نام فاطمہ رکھا۔ اس کے بعد فاطمہ کا نکاح اسجد سے کر دیا گیا۔

مبارک سلامت کے شور سے کمرہ گونج اٹھا۔

اسجد کی باچھیں خوشی کے مارے کھلی جا رہی تھیں۔ البتہ بڑی ماں کے پُرسکون چہرے سے اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ انہیں کس حد تک خوشی ہوئی ہے۔

جب مولوی صاحب و نکاح خواں صاحبان تشریف لے جا چکے تو بڑی ماں دو چھوٹی چھوٹی ڈبیاں اُٹھا لائیں۔ ایک ڈبیہ انہوں نے اسجد کے ہاتھ میں تھما دی اور بولیں۔

"اپنی دُلہن کو نکاح کی انگوٹھی پہنا دو۔"

Marfat.com

اسجد نے جلدی سے ڈبیا پکڑ لی، کھول کر دیکھا۔ ڈبیا میں ہیروں والی ایک خوبصورت انگوٹھی تھی۔ اس نے فلورا کا سیدھا ہاتھ تھام کر اسے انگوٹھی پہنا دی،

لڑکیوں نے خوب تالیاں بجائیں۔

دوسری ڈبیا کھول کر انہوں نے ایک اور انگوٹھی نکالی، جو چھلا نما تھی، اور اس میں ایک ہی ہیرا لگا ہوا تھا۔ انہوں نے فلورا سے کہا۔

"یہ انگوٹھی تم اسجد کو پہنا دو۔"

فلورا نے تعمیل کی، اور شرماتے ہوئے اسجد کو انگوٹھی پہنا دی۔

پھر انہوں نے دونوں کو پانچ پانچ سو روپے سلامی دی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو محفل میں شریک سب بیبیوں اور بچیوں نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔

بعد میں پھوپھیوں نے اور کالونی کی عورتوں نے بھی اپنی اپنی ہستی کے مطابق دونوں کو سلامیاں دیں۔

اندر یہ ہنگامہ تھا، اور باہر سے زور شور سے آتش بازی چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں بار بار بڑی ماں کہتیں۔

"جاؤ جا کر دیکھو، کون ایسی حرکت کر رہا ہے"

مگر کون دیکھنے جاتا، سب کو معلوم تھا، کون یہ حرکت کر رہا ہے۔

اس سارے ہو، ہا سے بے نیاز نوکروں کے ڈھیر سارے بچوں کو ساتھ لگائے "افی" کوٹھی کے پچھواڑے پٹاخے، انار، پھلجھڑیاں اور جانے کیا کیا چھوڑے جا رہی تھی۔ اور اتنی آگ تھی اس کے اردگرد جیسے آج اپنی ذات سے سارا انتقام لے لے گی۔

رات لڑکیاں دیر تک جاگتی رہی تھیں، اس لئے صبح ناشتے پر کوئی بھی موجود نہیں تھی۔ نہ بڑی ماں نے انہیں جگانے کا آرڈر ہی دیا تھا۔ فاطمہ چونکہ اس طرح نہیں جاگی تھی پھر بھی رات گئے تک وہ سو نہیں سکی تھی۔ ایک عجیب سی بے کلی یا خوشی اس کے وجود پر چھائی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ہیرے کی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔ اسجد کا ہنستا مسکراتا چہرہ بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتا۔ پھر اس کی وہ شوخ اور محبت میں ڈوبی نظریں ان کے انگ انگ میں آگ لگا دیتیں۔ اُس کا دل چاہتا اسجد ان قیود کو توڑ کر کہیں سے آجاتے اور اس کو اپنے بازوؤں میں لے لے۔

ہائے یہ کیسا ملن تھا، جس میں دو دریاں ہی دوریاں تھیں۔
یہ کیسا بندھن تھا کہ وہ الگ الگ کمروں میں سوتے پڑے تھے۔
ملن کی رات تو یہی ہوتی ہے۔
باتوں کی رات۔
محبتوں کی رات۔
کیف و مستی کی رات۔

Marfat.com

ساری دُنیا کی کتابیں اس رات کی تعریف میں بھری پڑی ہیں۔

اور یہ کیسے لوگ تھے۔

آج کی رات عبادتوں میں لگے ہوتے تھے، کسی کے اُبلتے بپھرتے جذبات کا انہیں احساس ہی نہ تھا۔

کاش آج رات وہ اسے بھی اپنے دیوتا کی عبادت کرنے کی اجازت دے دیتے اس کے قدموں پر محبت کا پہلا بوسہ رکھنے کا پروانہ دے دیتے۔ کاش رسم ورواج اتنے سنگدل نہ ہوتے تو آج رات — آج رات وہ اپنے من کے معبود کو اپنے سامنے تخت پر بٹھا کر اُس کی پوجا کیئے جاتی، اُسے سجدے کیئے جاتی، اسے دیکھے جاتی، من میں اُتارے جاتی، سوسو بار اس کے قربان جاتی، صدقے اُتارتی۔ اپنے تن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس پر سے وار دیتی، سوبار بکھرتی، سوبار سمٹتی۔ کیا کیا نہ کرتی؟

نکاح کیا ہوتا ہے، شادی کسے کہتے ہیں؟

آج وہ ان سب رسموں سے باغی ہو رہی تھی، کروٹ پر کروٹ بدلے جاتی، کسی پل چین نہ آتا، ایسے جیسے رگوں میں رگوں میں آگ لگی ہو اور وہ کسی ٹھنڈے چشمے میں کود پڑنا چاہتی ہو۔

اس اُفق کی بچی نے آج سرِ شام بتی بجھا دی تھی اور تکیوں میں منہ دیئے سو رہی تھی وہ بتی جلا کر آئینہ دیکھنا چاہتی تھی۔ اپنے رُوپ کا نیا انداز دیکھنا چاہتی تھی۔ اسجد کی تصویر جو اُس نے اپنے تکیئے کے غلاف کے اندر چھپا کر رکھی تھی، اسے چومنا چاہتی تھی کیا ہوا جو اس کا مذہب آج سے بدل گیا تھا۔

<u>پیار کا مذہب تو نہیں بدلا تھا۔</u>

اور اُفق سے وہ کہتی کہ ظالم آج کی رات بتی نہ بجھا۔ تو یہ اتنا حوصلہ کہاں سے لاتی اُفق کا موڈ آج ٹھیک نہیں تھا، اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا اور نہ کسی رسم میں شریک

Marfat.com

ہوتی تھی۔لڑکیاں اسے کھانے کے وقت جگانے آئی تھیں، مگر اس نے انہیں ڈانٹ کر بھگا دیا تھا۔

اب ساری لڑکیاں جانے کہاں کہاں عبادت کر رہی تھیں اور وہ صرف اپنے دیوتا کے تصور سے کھیل رہی تھی۔ جانے اسجد کس عالم میں ہوگا، جانے اسے نیند آگئی ہے یا وہ بھی تصورات کے بُت تراش رہا ہے بیٹھا۔

یہ سوچتے سوچتے رات کے کسی پہر میں وہ سو گئی تھی۔

صُبح وہ معمول کے خلاف ذرا دیر سے جاگی۔ افق اٹھ کر غسل خانے جا چکی تھی، وہ اپنے پلنگ پر پاؤں اٹکائے جمائیاں لے رہی تھی کہ دروازے میں ذرا آہٹ ہوئی اس نے چونک کر دیکھا تو اسجد کھڑا تھا۔ سلیپنگ سوٹ اور بکھرے بکھرے بالوں کے ساتھ وہ مُسکراتا ہوا کس قدر پیارا لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں محبت کی شراب سے لبریز تھیں۔ دونوں پاگلوں کی طرح ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھنے لگے۔ اسجد کے ہاتھ میں گلاب کا ایک تر و تازہ پھول تھا۔ اُس نے وہ پھول اپنے ہونٹوں سے لگایا اور گھما کر فاطمہ کی طرف پھینکا، سیدھا اُس کے رُخسار پر آکر لگا۔ پھول کو اٹھا کر ابھی وہ کچھ کہنے والی تھی کہ اچانک غسلخانے کی چٹخنی کھُل گئی۔

اسجد رفو چکر ہو گیا اور فاطمہ سنبھل گئی۔

مگر اُفق نے اُس کے ہاتھ میں پھول دیکھ لیا تھا۔

"یہ کہاں سے آیا صبح صبح؟" اُس نے تولئے سے منہ صاف کرتے ہوئے پُوچھا۔

فاطمہ کھڑی ہو گئی، کیا جواب دیتی، یہ تو بلا تھی۔

"اچھا تو تحفۂ محبت ہے"۔ افق نے خود ہی کہا۔

پھول کو تکیے کے نیچے رکھ کر فاطمہ چُپ چاپ غسلخانے میں چلی گئی۔

اور اب ناشتے کی میز پر صرف چار لوگ بیٹھے تھے۔

Marfat.com

بڑی ماں، فاطمہ، افق اور اسجد۔

فاطمہ سر کو دوپٹے سے ڈھکے دُلہن بنی ناشتہ کر رہی تھی۔ اسجد بھی بڑا فرمانبردار بنا بیٹھا تھا، البتہ اُفق اسی بے ڈھنگے پن سے پھنسے پھنسائے کپڑوں میں اس طرح بیٹھی تھی کہ اس کا دوپٹہ پاؤں میں لٹک رہا تھا۔

ناشتے کے بعد بڑی ماں نے کہا۔

"فاطمہ اور اسجد، میں نے تم دونوں کی خوشی پوری کر دی ہے، نکاح جلدی اس لئے کر دیا ہے کہ ایک جوان لڑکی کا بغیر کسی ناطے کے بہت دن تک گھر میں رہنا ٹھیک نہیں ہوتا دیکھنے سننے والوں کو بھی کیچڑ اچھالنے کا موقع مل جاتا ہے"!

فاطمہ بیٹی! اب جبکہ تم مسلمان ہو گئی ہو، تو ضروری ہے کہ تم اسلام کے تمام ارکان اور طور طریقوں سے بھی واقف ہو جاؤ، یعنی کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ ان باتوں کا صرف علم حاصل کرنا ہی کافی نہیں ہوتا، اپنی عملی زندگی میں ان کو شامل کرنا ہی مسلمان کہلاتا ہے، کل سے مانی جی آئیں گی۔ انہوں نے ہماری سب بچیوں کو نماز اور قرآن پاک پڑھایا ہے، وہ تمہیں بھی کلمے، نماز، اور قرآن پڑھائیں گی۔ یونیورسٹی میں تمہارا کام ختم ہو گیا ہے، اس لئے دن کے وقت مانی جی آکر تمہیں مذہبی تعلیم دیا کریں گی اور رات کو میں تمہیں اپنے کمرے میں پڑھایا کروں گی"۔

"جی اچھا بڑی ماں"۔

فاطمہ نے آہستہ سے کہا۔

"اور شاید تمہیں علم نہیں کہ یہاں سب لڑکیاں باری باری میرے کمرے میں رہتی ہیں، اس مہینے میں تمہاری باری مقرر کرتی ہوں۔ آج سے تم رات کو میرے کمرے میں سویا کرو گی"۔

"جی اچھا بڑی ماں"۔ اُس نے پھر تابعداری سے کہا۔

Marfat.com

"اسجد بیٹے!"

انہوں نے اسجد کی طرف دیکھا۔

"تم خوش ہو بیٹے؟"

"جی بڑی ماں، میں آپ کا مشکور بھی ہوں۔"

"بیٹے بنیادی ٹریننگ کے لئے فاطمہ کو کچھ عرصہ یہاں رکھنا بہت ضروری ہے۔"

"جی، بالکل بڑی ماں۔" اسجد بولا۔

"اور بیٹے اب تم لوگوں کو تسلی تو ہو گئی ہو گی کہ میں نے وعدہ پورا کیا۔ کہنا میں یہ چاہتی ہوں کہ اس گھر میں اور بھی جوان لڑکیاں ہیں۔ بیٹے میں نہیں چاہتی کہ ان کے سامنے تم دونوں کچھ اس قسم کا مظاہرہ کرو۔ جس سے لڑکیوں کے جذبات پر کسی قسم کا اثر ہو۔ اس گھر کا ایک چلن ہے، ٹھیک ہے نا؟"

"جی بڑی ماں۔" اسجد نے سر جھکا کر کہا۔

"گھر میں شرم و حیا، روا داری اور احترام کی فضا ہونی چاہیئے۔"

"جی بڑی ماں۔" اسجد اسی طرح سر جھکائے بیٹھا تھا۔

اور فاطمہ کا سر آپ ہی آپ جھکتا گیا۔

"امید ہے تم لوگ پھر کبھی مجھے کچھ کہنے کا موقع نہیں دو گے۔"

"جی بڑی ماں۔" اسجد اسی انداز میں بولا۔

واہ۔ آزادی کی جھلک دکھا کے قید کی مہر لگا دی ہے۔ فاطمہ نے دل میں سوچا۔

"کچھ تم بھی بولو فلورا! بس اسجد بھائی، جی بڑی ماں، جی بڑی ماں کہتے جا رہے ہیں۔"

بڑی دیر سے خاموش بیٹھی افق کی زبان پر کھجلی ہوئی۔

"افق۔" بڑی ماں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "آج کے بعد اس گھر میں کوئی فاطمہ کو فلورا نہیں کہے گا۔ کل سے یہ فاطمہ بن گئی ہے اور سب اسے فاطمہ کہیں گے۔"

Marfat.com

اسجد کھڑا ہو گیا تو بڑی ماں نے کہا۔

" ابھی تم استعفےٰ نہ دو اسجد، کچھ دن اور یونیورسٹی میں پڑھاتے رہو۔ جب تک تمہارے باہر جانے کا صحیح وقت مقرر نہ ہو، فارغ بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے"۔

" بڑی ماں وہ لوگ میرا ٹرانسفر کر رہے ہیں"۔

"کہاں"۔

" اسلام آباد"۔

" تو کیا ہوا، وہاں جا کر پڑھانے میں کیا حرج ہے، شادی سے پہلے تم بیرونِ ملک نہیں جا سکتے اور رخصتی تب ہو گی، جب میں دیکھوں گی کہ وقت آن پہنچا ہے، اس کے لئے تمہیں انتظار کرنا پڑے گا۔ اتنی دیر تک ملازمت کرتے رہو۔ خواہ اسلام آباد جانا پڑے"۔

اسجد نے برا سا منہ بنایا۔

بڑی ماں اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

" اب بے چاروں سے کہاں جایا جائے گا"۔

اُفق نے آہستہ سے کہا۔

بد دِل سا اسجد اوپر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

" بڑی ماں بھی عجیب ہیں، ظلم پہ ظلم کر رہی ہیں، ایک طرف تو اسجد کا نکاح کر دیا ہے، دوسری طرف انہیں گھر سے باہر بھیج رہی ہیں۔ کچھ سمجھ آئی تمہیں بی فاطمہ؟"

فاطمہ خاموش بیٹھی رہی، کچھ نہیں بولی۔ صرف سر اونچا کر کے افق کو دیکھا اور پھر چائے کی ایک اور پیالی بنانے لگی۔

نہ جانے ابھی آزمائشوں کے اور کتنے موڑ آئیں گے۔

واقعی اسے تو اس گھر کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اسجد نے تو اس سے کہا تھا، اگر نکاح ہو گیا تو سمجھنا سب مشکلیں آسان ہو گئیں۔ مگر ابھی تک یوں لگ رہا تھا،

Marfat.com

جیسے آگے ایک مرحلہ پڑا ہے۔ منزل تو روز بروز سراب بنتی جا رہی تھی۔ وہ جتنی تیزی سے چل کر قریب آتی، اتنی دور ہو جاتی۔

جب وہ سوچوں میں گم پیالی میں چمچہ ہلاتے گئی تو افق بولی:

"بی فاطمہ! کہاں کھو گئی ہو، ابھی تو اسجد بھائی اسلام آباد جا رہے ہیں، سویڈن نہیں جا رہے۔"

"اچھا!" اس نے چونک کر افق کی طرف دیکھا۔ "کیا ان کا سویڈن چلے جانے کا بھی امکان ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں، ازل کے ضدی ہیں۔ اگر بڑی ماں کی سختی سے عاجز آ جائیں تو اٹھ کر بھاگ جائیں، پھر تم بیٹھی انتظار کرتی رہنا۔"

"جی . . . ." اس کی پیالی ہونٹوں تک جاتی جاتی چھلک گئی۔

اس خاندان میں محبت کے جراثیم تو پائے جاتے ہیں مگر اس خاندان کو محبت کی شادی راس نہیں آتی۔ تم نے ان کی والدہ محترمہ کا قصہ نہیں سنا گھر میں۔"

اس نے کچھ کچھ تو سن رکھا تھا، بے بسی سے افق کی شکل دیکھنے لگی۔ افق نے کہنا شروع کیا۔

"وہ بھی خاندان سے باہر کسی نیچ ذات کو بیاہ لائے تھے، پھر جو چھوڑ کر گئے ہیں تو پلٹ کر نہیں پوچھا، دو بیٹے ہو گئے تھے اسی لئے بڑی ماں نے گلے لگا لیا۔

مگر وہ غریب خون تھوک تھوک کر مر گئیں اور ہمارے چچا حضور سویڈن کی ایک ایسرا کے سامنے گھٹنے ٹیک بیٹھے، یہ انہیں کے تو صاحبزادے ہیں۔"

فاطمہ کے پیٹ میں ایک زور کا مروڑ اٹھا۔

اور اس کا رنگ زرد ہو گیا۔

یوں بھی ہو سکتا ہے۔ اس نے کبھی سوچا ہی نہ تھا کہ اسجد کی چاہت بناوٹی بھی

Marfat.com

ہوسکتی ہے۔ مرے مرے قدموں سے چلتی ہوئی آئی۔ اور آکر کمرے میں لیٹ گئی پیٹ میں سخت درد ہونے لگا تھا۔ جانے پیٹ میں، دل میں یا پہلو میں، کہیں تو زور سے ٹیس اُٹھ رہی تھی۔

ابھی کچھ دیر پہلے وہ کتنی مسرور تھی۔ رات کیسے کیسے کیف آگیں سپنے دیکھتی رہی تھی۔ ارمانوں کی جنت اس کی گرفت میں تھی اور کیسے میٹھے میٹھے پیارے پیارے خیال آرہے تھے۔ مسکرانے کو، اور پیار کرنے کو جی چاہ رہا تھا۔

پر یہ کانٹا ایک دم پہلو میں کیسے چُبھ گیا تھا۔

اس کا دِل رونے کو چاہنے لگا۔ چاہت میں وسوسے کیوں ستاتے ہیں۔ وہم عشق کا حصہ کیوں ہوتے ہیں۔ مبہم خوف دِل کا دامن کیوں تھام لیتے ہیں۔ اور مستقبل اتنا مخدوش کیوں ہوجاتا ہے۔ وہ تو سمجھ رہی تھی کہ معرکہ سر کرلیا ہے۔ مگر جیتی جتائی بازی ہاری بھی جاسکتی ہے۔ بساط الٹ بھی سکتی ہے۔

"اُف .... یسوع مسیح ....؟"

بے خیالی میں اس کے منہ سے نکل گیا۔

پھر جلدی سے بولی۔

"میرے خدا میری مدد کر۔"

"میری مدد کر۔"

شاید وہ رو پڑتی کہ کچھ لڑکیوں کے بولنے کی آوازیں آنے لگیں پھر شفق اور فیروزاں اندر داخل ہوئیں۔

اُس نے سر اٹھا کر نہیں دیکھا تو شفق نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت ماری۔

"کیسے مزاج ہیں دُلہن صاحبہ!"

فاطمہ نے اُس کی طرف دیکھا اور اُداسی سے مُسکرائی۔

Marfat.com

تم لوگ اب اُٹھی ہو؟"

"ہاں" شفق نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

"پتہ ہے رات ہم نے شرطیں باندھ کر نفل پڑھے تھے۔ سب لوگ تھک تھک کر سوتے گئے، مگر میں اور فروزی ساری رات جاگتے رہے، صبح کی نماز پڑھ کر سوئے"

"اچھا۔ پھر ابھی تو صرف نو ہی بجے ہیں، اتنی جلدی کیوں اُٹھ گئیں؟"

"بس دیر تک سونے کی عادت نہیں ہے نا، نیند کھل گئی۔ کھاپی کر دوپہر کو سو جائیں گے"

سٹرپ سٹرپ کرتی افق کمرے میں نازل ہوئی۔

"اوہو، عبادت کر کے داد وصول کی جارہی ہے"

"اُنی کبھی تم بھی نفل پڑھ لیا کرو" شفو نے کہا۔

"کیوں، میں فالتو گناہ ہی نہیں کرتی، تو فالتو نمازیں کیوں پڑھوں"۔ وہ بولی۔

"یہ تو صرف دل آزاری کرتی ہے بچاری، دل آزاری تو بڑا ثواب کا کام ہے"۔ نازی نے کہا۔

"ہاں کبھی کبھی زبان کا گناہ ضرور کرتی ہے اور کچھ نہیں کرتی" فروزی نے کہا۔

تمہاری طرح ہیپوکریٹ نہیں ہوں، دل میں بُرے بُرے خیالات آتے ہیں اور اوپر سے نمازیں پڑھتی ہیں"

دلوں کا حال تو صرف خدا جانتا ہے۔ اب تم اپنے حسد کو جس طرح بھی ظاہر کرو کوئی فرق نہیں پڑتا، یہ تمہاری بدنصیبی کیا کم ہے کہ تمہیں سال کے سال عبادت کرنے کی توفیق نہیں ہوتی"

"اچھا لڑائی بند کرو اب" شفق نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

"فاطمہ تم سناؤ، تمہاری رات کیسے گذری؟"

Marfat.com

فاطمہ جواب دینے کی بجائے مُسکرانے لگی۔

"خواب دیکھنے ہیں' ہے نا" فروزی بولی۔

"صبح صبح بڑی ماں کے احکامات سن کر بے چاری چکرا گئی ہے" اُفق نے وضاحت کی۔

"کیسے احکامات ؟"

"یعنی آج سے ایک ماہ کے لئے بڑی ماں کے کمرے میں رہے گی۔یعنی زنداں میں پڑی سسکتی رہے گی"

"بکواس نہ کرو اُفق" شفو نے اسے ٹوکا۔"بڑی ماں کے کمرے میں رہ کر تو بڑا مزہ آتا ہے"

"دیکھنا فاطمہ تمہیں وہاں بہت لُطف آئے گا"

"ہاں جب وہ تم سے روزانہ رات کو ثقیل اور بور قسم کی کتابیں پڑھوائیں گی"

"کیا مطلب ؟" فاطمہ نے ڈر کر پوچھا۔

"یہ جو ہے نا" بہشتی زیور" کا جہیز ایڈیشن شروع تو وہ یہاں سے کرتی ہیں۔ روزانہ رات کو کہتی ہیں کہ مجھے ایک باب پڑھ کر سناؤ، اب اس عمر میں انہوں نے بھلا بہشتی زیور کو پڑھ کر کیا کرنا ہے، مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے اندر سے زندگی کی آخری امنگ بھی نکالنا چاہتی ہیں، باقی تو سب ٹھیک ہے مگر اس میں جو میاں بیوی والا باب ہے۔ وہ پڑھ کر تو میرا دم گھٹ گیا تھا۔اس سارے باب کا لب ولباب یہ ہے کہ بیوی کو گھر میں ایک چلتی پھرتی لاش بن کر رہنا چاہیئے، دیکھنا فاطمہ تم سے تو وہ یہ باب بار بار پڑھوائیں گی۔اُس کے بعد انہوں نے تفسیروں کی اور حدیثوں کی عام فہم کتابیں بھی رکھ چھوڑی ہیں۔ ان کتابوں میں والدین، شوہر اور بزرگوں کے فوائد کی باتیں زیادہ ہیں اور ہمارے فرائض زیادہ ہیں۔ دیکھنا تو سہی تمہیں کس طرح وہ زندگی سے بیزار کرتی ہیں"

فاطمہ کے چہرے سے ظاہر تھا کہ وہ ڈری ہوئی ہے۔

"یہ بکواس کرتی ہے فاطمہ" فروزی بولی۔

"یہ سب کتابیں جنرل نالج کے لئے ہوتی ہیں، ویسے بھی تم نے اسلامیات کی کتابوں میں بیشتر چیزیں پڑھی ہوں گی۔ تمہیں تو بہت کچھ معلوم ہوگا، جو بات سمجھ میں نہیں آتی اس کی تشریح بڑی ماں کرتی جاتی ہیں" شفو بڑے پیار سے اُسے سمجھانے لگی۔ "اور پتہ ہے، مجھے تو رات کو سونے سے پہلے بڑی ماں کے پاؤں دبانا بھی بڑا اچھا لگتا ہے۔ نرم نرم کمزور کمزور پاؤں، خود بخود دل چاہتا ہے آدمی اُن پر اپنا سر رکھ دے"

مگر فاطمہ اس کی باتیں نہیں سُن رہی تھی۔ اُسے تو بڑی ماں کے کمرے میں رہنے سے ہی دہشت ہو رہی تھی۔ وہ بند بند کمرہ، جہاں ہر گھڑی ادب آداب کو ملحوظ رکھنا پڑے گا، کیسے سو سکے گی وہاں۔ کس طرح رہ سکے گی وہاں۔

"اور جناب کل سے مائی جی بھی فاطمہ کو قرآن پڑھانے آیا کریں گی" افق نے کہا۔

"ذرا دھیان سے پڑھا کرنا، مائی جی مارا بھی کرتی ہیں"

"سچ مچ شفو" اُس نے بے بسی سے شفق کی طرف دیکھا۔

"نہیں فاطمہ اس کو عادت ہے بات کا بتنگڑ بنانے کی۔ مائی جی بڑی شفقت سے کلام پاک پڑھاتی ہیں۔ ہم سب نے کلمے، نماز اور قرآنِ پاک انہی سے پڑھا ہے"

"اے اُفق" اس نے اچانک اُفق کو مخاطب کیا۔ "تم نے اٹھارویں سپارے پر چھوڑ دیا تھا۔ اب تم بھی فاطمہ کے ساتھ ہی پڑھنے بیٹھ جایا کرو"

"مجھے کسی کی ریس میں نہیں پڑھنا ہے" افق نے تیش دلی سے کہا۔ "دل چاہے گا تو پڑھوں گی ورنہ بالکل نہیں پڑھوں گی۔ آدھا قرآن شریف تو پڑھ لیا ہے۔ میں نے اگر باقی کا نہیں بھی پڑھوں گی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں پیدائشی مسلمان ہوں مسلمان ہی رہوں گی، میرے اندر کوئی یسوع مسیح نہیں ہے جسے آپ نکالنا چاہتے ہوں"

Marfat.com

"یہ غلط ہے اُنی" فرزی غصہ سے بولی ــــ "مسلمان ہونے کے لئے عملی طور پر مسلمان بن کر دکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔"

"ہاں۔"

فاطمہ کا دل چاہا۔ اس وقت بولے اور خوب بولے اور اپنے دل کی ساری بھڑاس نکال لے اور ان سے کہہ دے کہ واقعی کہنے سے نہ کوئی مسلمان بن جاتا ہے اور نہ عیسائی۔ عیسائی یا مسلمان انسان اپنے عمل سے ہوتا ہے۔ ہر مذہب کا ایک بھرم اور احترام ہوتا ہے۔ مانا کہ مذہب اسلام دُنیا کا سب سے بڑا اور مکمل مذہب ہے۔ مگر کیا تمہاری نئی نسلیں اس کا احترام کرتی ہیں۔ ذرا دیکھو تمہاری نوجوان لڑکیاں قرآن پڑھنے سے بھاگتی ہیں، نماز سے کتراتی ہیں، اپنی مذہبی روایات کا مذاق اڑاتی ہیں۔

تم نے دنیائے جاہلیت سے فسق و فجور کے اندھیرے دُور کئے اور اُن کو رشد و ہدایت کی روشنی دکھائی۔ مگر اپنے گھر میں ایک نومسلم کے جذبات کس طرح مجروح کر رہے ہو جو کہ عشق کو ہی اپنا دین و مذہب سمجھ بیٹھی ہوں۔ اور اس دشتِ بلا میں بے خطر کُود پڑی ہوں،

کس کے آسرے پر؟

اک تمہارے اس مذہب کے آسرے پر۔

کہ جو انسانوں کو مساویانہ درجہ دیتا ہے۔

جو دِل آزاری کو گناہ کہتا ہے۔

جو کالے گورے اور امیر غریب کا فرق مٹاتا ہے۔

جو ایک اللہ کو مانتا ہے۔ اور ایک رسُول کے پرچم تلے اکٹھا ہونے کو کہتا ہے۔

اور ان عظیم جذبوں کی جھلک دکھاؤ، جن سے تاریخیں اٹی پڑی ہیں۔

خالی خالی مسلمان کی رٹ مت لگاؤ۔

Marfat.com

میں کچھ کھوجتی ہوئی یہاں آئی ہوں۔
کچھ ڈھونڈتی ہوئی۔
دکھاؤ مجھے وہ، جو میں دیکھنا چاہتی ہوں۔
دو مجھے وہ جو میں پانا چاہتی ہوں۔
دل تو ابھی وہم وگمان کا اسیر ہے، اور تم محض کہانیاں سنا کر مجھے مرعوب کرنا چاہتی ہو
اوہ ___ اوہ ___ اس نے اپنا دل تھام لیا۔ یہ کیسے کیسے خیالات اُبل پڑنے کو بیقرار تھے۔

"اُف... یسوع..."

"نہیں نہیں، میرے خدا، میرے خدا"

"میری مدد کر!"

Marfat.com

اس روز اتوار تھا۔ سب لڑکیاں سامنے لان میں گھاس پر بیٹھی گپ لگا رہی تھیں سبھوں کے بال کھلے تھے۔ کچھ تو نہا کر آئی تھیں اور کچھ تیل لگا کے نہانے کا ارادہ کئے بیٹھی تھیں۔ صرف فاطمہ سامنے گول برآمدے میں بچھے تخت پر بکل مارے سمٹی سمٹائی بیٹھی تھی اور مائی جی اُسے قرآن پاک پڑھا رہی تھیں۔ پڑھتے پڑھتے اگر کبھی اس کی نظر سامنے گپ لگاتی ہوئی لڑکیوں پر پڑ جاتی تو بے بسی سے وہ ایک ٹھنڈی سانس چھوڑتی۔ کتنی خوش فکر اور آزاد تھیں یہ لڑکیاں۔ چھٹی کے روز یوں ہنستی کھیلتی بیٹھی تھیں۔ ایک وہ تھی کہ ابھی تک عشق کی کڑی منزلیں طے کر رہی تھی۔ تف ہے ایسے عشق پر وہ اکثر سوچتی۔ ایک زنجیر کٹتی ہے تو دوسری پاؤں میں آ گرتی ہے اور اسجد کنارے پہ کھڑا اس کا تماشا دیکھ رہا ہے۔ ذرا بھی تو نہیں کہتا تھا کہ اب ان مرحلوں سے گزرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میری بیوی ہے، میرے حوالے کرو، میں یہاں سے لے کر کسی دُور دراز کے مُلک میں چلا جاؤں گا۔ وہاں کون پرواہ کرتا ہے کہ کون کیا ہے کتنا مُسلمان ہے؟ کتنا عیسائی، نمازی ہے یا تہجد گذار۔ پرہیز گار یا ریاکار۔ ایسی باتوں کی کہانیاں بنانے کی فرصت تو اسی مُلک کے لوگوں کو ہے۔

Marfat.com

اور جس ستم شعار کے لئے وہ یہ سب کچھ کر رہی تھی، وہ پچھلے پندرہ دنوں سے اسلام آباد جا چکا تھا۔ بڑی ماں کا حکم ہوا تھا، اس لئے وہ ٹال نہ سکا تھا۔

اُس رات وہ ایک پل نہیں سوئی تھی، اضطراب نے اسے پلک تک نہ لگانے دی۔ جب سارا گھرانہ سو گیا تو اس کا دل چاہنے لگا کہ وہ اُٹھ کر دبے پاؤں اسجد کے کمرے کی طرف جائے اس کے سینے پہ سر رکھ کر خوب روئے اور اس سے پوچھے۔

"فراق کی یہ کڑی منزلیں سمٹنے کی بجائے پھیلتی کیوں جا رہی ہیں؟"

"اب اس طرح مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ۔"

مگر خوف کے مارے وہ اپنے پلنگ سے اٹھی تک نہیں۔ تو یہ جو کبھی کوئی اسے اسجد کے کمرے کی طرف جاتے دیکھ لیتا تو۔ توبہ توبہ....

اور کبھی سوچتی، کاش اسجد خود چپکے سے اٹھ کر چلا آئے۔ وہ اُس کی آہٹیں سُن کر دھیرے دھیرے اُس کی سمت بڑھتی جائے۔ پھر اندھیرے میں ان ٹھنڈے ستونوں کے ساتھ لپٹ کر وہ دونوں کھڑے ساری رات باتیں کرتے رہیں حتیٰ کہ ستون خود بخود راہ سے ہٹ جائیں۔

واہ عشق میں آدمی ہر ناممکن کو ممکن سمجھ بیٹھتا ہے، صبح بھی ہو گئی تھی ہمیشہ کی طرح۔ اس کا ناشتے کی میز پہ جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ ابھی وہ بیٹھی سوچ ہی رہی تھی کہ جائے یا نہ جائے کہ اسجد خود ہی اُس کے کمرے میں آ گیا تھا۔

وہ اُسے دیکھ کر اتنی حیران ہو گئی کہ اتنی ڈھیر ساری باتوں میں کہنے کو کوئی بات یاد نہ آئی، بالآخر اسجد ہی بولا۔

"فاطمہ! تم اداس نہ ہونا، آج میں اسلام آباد جا رہا ہوں۔ جلدی آ جاؤں گا۔"

اُس نے کچھ نہیں کہا، چپ چاپ رونے لگی۔

"پگلی اسلام آباد کچھ ایسا دُور بھی نہیں، ہر اتوار کو آ سکتا ہوں۔"

Marfat.com

"دیکھو اس طرح رو کر مجھے رخصت نہ کرو، تم تو بڑی بہادر لڑکی ہو اور تمہیں نے مجھے جانے کا حوصلہ دیا ہے۔ میں بڑی جلدی میں ہوں، کوئی بات کرو۔"

"خط لکھو گے نا۔"؟ اُس نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر پوچھا۔

"وعدہ نہیں کر سکتا، شاید.... نہیں۔"

"کیوں؟"

"فاطمہ! وہ اُس دن بڑی ماں نے کہا تھا نا کہ ہم ایسی کوئی حرکت نہ کریں، جس سے...."

"اسجد.... اسجد...." فاطمہ بلک بلک کر رونے لگی۔

"ایسا نہ کرو فاطمہ، دیکھو ابھی کوئی اندر آجائے گا۔ خدا کی قسم میں تمہارا تحفہ رکھے بغیر سانس بھی نہیں لے سکتا۔ آخر تم اتنی بے حوصلہ کیوں ہو رہی ہو؟"

"شاید کوئی آرہا ہے، اچھا خدا حافظ...."

وہ جلدی سے باہر نکل گیا۔

کوئی نہیں آرہا تھا، یہ اس کا وہم تھا یا خوف....؟

محبت کرنے والے جب محتاط ہو جائیں تو اپنی ہی سانس کی آواز سے ڈر جاتے ہیں۔ اور بے خوف ہو جائیں تو بھرے دربار میں گھونگھرو باندھ لیتے ہیں۔

اسجد چلا گیا تھا، اور اس نے جا کر کوئی خط نہیں لکھا تھا، بلکہ پندرہ دن ہو گئے تھے اور وہ ایک چھٹی پر بھی نہیں آیا تھا۔ ہر روز وہ اس کے خط کی آس لئے اٹھتی۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ اس گھر میں اس کا خط آنا ایک انہونی سی بات ہے۔ اور ہر ہفتے کی شب اس کی آمد کی منتظر رہتی۔ ہر دن آس و یاس کے گھروندے بنا بنا کر تھک جاتی تو پلکیں تر ہو جاتیں۔

یوں وہ کسی پر ظاہر نہ کرتی تھی کہ اس کے دل کی کیفیت کیا ہے، کیسے طوفان

Marfat.com

ہیں جو اس پُرسکون چہرے کے اندر اٹھ رہے ہیں۔

پچھلے ایک مہینے سے وہ مائی جی کے حوالے کر دی گئی تھی، پہلے انہوں نے اسے چھ کلمے ترجمے کے ساتھ یاد کرائے تھے۔ پھر ان کلموں کی اہمیت بتائی تھی، اس کے بعد ناظرہ القرآن شروع کرا دیا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ نماز بھی یاد کرائی جا رہی تھی۔ ویسے وہ بلا کی ذہین تھی۔ تھوڑا سا زبان کو موڑنے کا ڈھنگ آیا تو سب کچھ اس نے جلدی جلدی سیکھنا شروع کر دیا۔

بلکہ جب تک وہ بڑی ماں کے کمرے میں رہی۔ اُن کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہی۔ پہلے پہل تو یہ اٹھک بیٹھک اسے بڑی عجیب لگتی تھی۔ اور کچھ نہیں منہ میں بڑبڑاتے جاؤ، کبھی بیٹھ جاؤ، کبھی کھڑے ہو جاؤ، کبھی جھک جاؤ، ایک سخت سی ایکسرسائز ہی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ وہ اس کی عادی ہو گئی۔ اور توبہ جو کبھی نماز میں اس کا خیال ایک نکتے پر رہا ہو۔ مائی جی نے بہت دفعہ بتایا تھا کہ نگاہ سجدے کی جگہ پر رکھو اور دھیان اللہ کی طرف رکھا کرو۔ نگاہ صرف سجدے کی جگہ پہ کہاں ٹکتی تھی وہ تو ساری جائے نماز کے ڈیزائن پر دوڑتی تھی۔ کبھی ان سبز گنبدوں پہ، کبھی برآمدوں میں کبھی کعبہ شریف والے سیاہ ڈیزائن پر دوڑتی تھی، کبھی اس بیل پہ، کبھی اُس پھول پہ۔

اور دھیان اللہ کی طرف جاتا ہی نہ تھا۔

اللہ کیا تھا؟

کیسا تھا؟

اس کا کوئی تصور اس کے ذہن میں نہ تھا۔

جس طرح یسوع مسیح کا ایک تصور اس کے ذہن میں ہے، ایک امیج ہے ان پر اتنی فلمیں بن چکی ہیں، جن میں ایک انتہائی خوبصورت، معصوم چہرے اور مقدس آنکھوں والا ایک جوان دکھایا جاتا ہے، جس کے چہرے سے شرافت اور نیکی کی کرنیں

Marfat.com

چھوٹتی رہتی ہیں اور نور کا ایک ہالہ ہمہ وقت اس کے چہرے کے گرد رہتا ہے۔

وہ خدائی صفات والا نوجوان ایک دم سے مسیحا لگتا ہے۔ تبھی جب بھی مشکل میں وہ یسوع مسیح کو پکارتی تھی، اور سینے پر صلیب کا نشان بنانے لگتی تھی۔ وہی من موہنی صورت اس کے تصور میں آجاتی تھی، دل کو ٹھنڈک سی پہنچتی اور ایسے محسوس ہوتا جیسے یسوع مسیح نے مدد کے لئے ہاتھ آگے بڑھائے ہوں۔

مگر۔

اللہ میاں جی کیسا ہے؟

کس طرح اسے تصور میں لایا جائے۔ وہ سوچ سوچ کر اور پوچھ پوچھ کر تھک گئی تھی۔

وہ جو عظیم تر ہے۔

اَن داتا ہے، سمیع ہے، بصیر ہے، علیم ہے۔

کہ جو نور ہی نور ہے۔

اور ہر جگہ اور ہر شے میں جلوہ گر ہے۔

اس کو کس طرح تصور میں لایا جائے۔

کس طرح دھیان کو اس پر مرکوز رکھا جائے۔

وہ حیران ہوتی تھی کہ یہ جو ساری دُنیا کے مُسلمان ہیں، جب نماز پڑھتے ہیں تو کس طرح خُود کو خدا کے روبرو سمجھتے ہیں۔ اور کیسے اَن دیکھے خدا کا قرب حاصل کر لیتے ہیں کہ ایمان کی اس قوت پر جان تک فدا کر دیتے ہیں۔ اُس کے تو ذہن میں خُدا کے بارے میں اس قدر سوالات آتے تھے کہ کبھی کبھی وہ خود گھبرا اٹھتی تھی کہ اس پر کوئی اور فتویٰ نہ لگ جائے۔

مگر چونکہ اس نے دل سے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس لئے آنکھیں بند کر کے

Marfat.com

اسلام کی پیروی کرنے لگی تھی۔ ساری نماز اس نے رٹ لی تھی۔ اور فر فر پڑھ لیا کرتی تھی۔
دُنیا جہان کے خیال اسے نماز کے دوران ہی آتے تھے۔ کبھی نہ یاد آنے والی باتیں بھی نماز پڑھنے کے دوران ہی ذہن میں آنے لگتی تھیں۔ ماما اور پاپا کا خیال بھی نماز میں ہی آتا تھا۔ چرچ اور اُس کی گھنٹیاں ذہن میں پھر جاتیں، بچپن کی باتیں یاد آنے لگتیں بچھڑی ہوئی سکھیوں کے نام یاد آنے لگتے، غرض ہر بے معنی اور غیر اہم بات نماز میں یاد آنے لگتی تھی۔

تبھی تو ایک بار اُفق نے اُسے طعنہ دیا تھا کہ ابھی اس کے اندر سے یسوع مسیح نکلا نہیں۔

"وہ کس طرح؟" نذرانہ نے پوچھا تھا۔

"جب بھی بڑی ماں فاطمہ کو بلاتی ہیں، سینے پر صلیب کا نشان بناتی ہوئی جاتی ہے۔"

"مسیح فاطمہ؟" جب نذرانہ نے تصدیق چاہی تو فاطمہ نے سر جھکا لیا تھا۔

"اب تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے فاطمہ! اس کا مطلب ہے، تم اسلام کے ساتھ بد دیانتی کرتی ہو۔ اب مشکل وقت میں تمہیں صرف درود شریف پڑھنا چاہیئے۔"

فاطمہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ جو بچپن سے ایک عادت پڑی ہوئی تھی نا چھوٹتی نہ تھی، وہ ہر مشکل میں یسوع مسیح کو پکارنے کی عادی تھی اور اب اسلام کے ساتھ بد دیانتی نہیں کر رہی تھی۔ بلکہ اللہ کو ڈھونڈنے کے لئے یسوع مسیح کی مدد چاہتی تھی، نیک لوگوں سے مدد مانگنے میں کیا حرج ہے، وہ صحیح رہنمائی کرتے ہیں۔ کہ اللہ کے قریب ہوتے ہیں۔

وہ تو اللہ میاں کو کھوجتی پھرتی تھی۔
وہ تو اللہ میاں کو دیکھنا چاہتی تھی۔

Marfat.com

اُسے محسوس کرنا چاہتی تھی۔

ایک بار تعلق کی وہ ڈور باندھنا چاہتی تھی، جس سے ہمیشہ اس کے دِل کے تار ہلتے رہیں۔ اور کبھی کبھی وہ یسُوع مسیح سے مدد مانگتی تھی اس لئے کہ بچپن میں وہ اُن کے بھجن گاتی رہی تھی۔

ایک بار بڑی ماں نے اسے پیار سے سمجھایا تھا۔

"اتنی جلدی جلدی نماز نہ پڑھا کرو، نماز تو بڑی آہستگی، محبت اور خلوص کے ساتھ پڑھنی چاہیئے۔ اگر تمہارا دھیان تمہارے بس میں نہیں رہتا تو نماز کے ایک ایک لفظ پر غور کیا کرو۔ اور ساتھ ساتھ ذہن میں اس کا ترجمہ بھی دہراتی جایا کرو، اس طرح خیال کہیں نہیں بھٹکے گا۔"

تو اس نے ترجمے پر غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس سے واقعی یہ فائدہ ہوا کہ خیال اِدھر اُدھر نہیں جاتا تھا۔ مگر کبھی کبھی ایسے ہوتا کہ ترجمہ گڈمڈ ہو جاتا، اور وہ یاد کرنے میں ہی اتنی دیر لگا دیتی کہ جہاں کھڑی ہوتی وہیں کھڑی رہ جاتی۔

بہرحال ابھی دن ہی کتنے گزرے تھے، اور اب تو اس نے پہلا سپارہ بھی شروع کر لیا تھا، مائی جی نے بڑی ماں کو خود بتایا تھا:

"اب تک مَیں نے جتنی بھی بالغ لڑکیوں کو قرآن مجید پڑھایا ہے۔ فاطمہ ان سب میں سب سے زیادہ ذہین ہے۔"

اور فاطمہ بھی بڑی دلجمعی سے پڑھ کر اپنی ذہانت کا پورا پورا ثبوت دے رہی تھی۔ مائی جی کے جانے کے بعد خود بھی کافی دیر تک بیٹھی سبق یاد کرتی رہتی۔

مائی جی نے تیسویں پارے کی چھوٹی سورتیں بھی اُسے زبانی یاد کرانی شروع کر دی تھیں۔

آج جب مائی جی اُسے پڑھا کر رخصت ہو گئیں تو اُس سے زیادہ دیر نہ بیٹھا

گیا، دو تین بار سبق دہرا کر اُس نے قرآن پاک کو چُوم کر جزدان میں رکھا۔ اور الماری کے اوپر والے خانے میں رکھ کر باہر آ گئی۔

Marfat.com

سفید دوپٹے کی بُکل مارے جب وہ لان میں لڑکیوں کے دائرے میں آ بیٹھی تو اُفق نے سیب کھاتے کھاتے معنی خیز انداز سے اس کی طرف دیکھا اور بولی :

"لو آ گئی بی جن "

"ارے مسلمانی کیا ساری ان بُکلوں میں گھسی ہوئی ہے ، جو تم روز بروز اپنے آپ کو لپیٹ سمیٹ کر رکھتی ہو ، یہ سارا دکھاوا ہے ، حالانکہ دل سے تم ان بندشوں اور فرسودہ طور طریقوں کو پسند نہیں کرتی ہو ، اور پھر نکاح تو تمہارا ہو ہی چکا ہے اب کس بات کا ڈر ہے ؟"

فاطمہ نے کچھ نہ کہا ۔

فروزاں بولی :

"لو شروع ہو گئی چپقلش ، ادھر سے بی فاطمہ آئی اور ادھر اُفق شروع ہو گئی اُفق بتاؤ تو سہی تمہیں فاطمہ کو دیکھ کر چابی کیوں لگ جاتی ہے ۔"

"میں بس ذرا منافقت کو پسند نہیں کرتی ۔" اُفق نے ناک چڑھا کر کہا ۔

Marfat.com

"کون کرتا ہے۔ منافقت اُفق؟" فاطمہ نے افسردگی سے کہا۔" اور کس بات کو تم ہپوکریسی کہتی ہو؟"

"اب یہی دیکھو نا۔ میرا باقی جی سے پڑھنے کو دِل نہیں چاہتا تو پڑھنے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ نہیں کہ لوگوں کو دکھانے کے لئے آگے سپارے رکھ کر سر ہلاتی رہوں" چاہے کچھ بھی سمجھ میں نہ آئے۔"

"ہاں، تم نے مسلمانوں کے گھر میں جنم لیا ہے، تم حدیث و سُنت کو بُرا بھی کہو گی تو تمہیں کوئی کچھ نہ کہے گا، اور اگر میں اصول کی بات اٹھاؤں گی تو مجھے بے دین ہونے کا طعنہ مل جائے گا۔ تمہاری نئی پود بیچ چوراہے کے اپنے مذہب کو بُرا بھلا کہتی ہے اور اپنی مذہبی روایات کا مذاق اڑاتی ہے، کوئی ان کو کچھ نہیں کہتا، تم کو اپنے مذہب کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے، حالانکہ میں نے مذہب اسلام کا وسیع مطالعہ کیا ہے اور اس کی لگن پر اپنے ماں باپ کو قربان کر دیا ہے، میں نے اسلام کی روح کو سمجھا ہے، لیکن مجھے زبان بندی کا حکم ہے اور میری ہر حرکت پر کڑی نگاہ رکھی جاتی ہے، کیا یہ انصاف ہے دوستو!"

لیکن وہ یہ سب سوچ کر رہ گئی، زبان سے صرف اتنا کہا:

"کوئی بھی چیز جذبے اور لگن کے ساتھ سیکھی جا سکتی ہے، زیادہ دیر تک انسان نہ خود کو فریب دے سکتا ہے اور نہ دوسروں کو۔"

"اب دیکھو نا بڑی ماں کی یہ کتنی زیادتی ہے۔" اُفق اس کی سُنے بنا کہے گئی۔ "ایک طرف تو اس بے چاری کا اسجد سے نکاح کر کے اُسے خوش کر دیا ہے، دوسری طرف اسجد کو کوسوں دُور بھیج دیا ہے اور ستم پر ستم یہ کہ زبردستی اس کے اندر اسلام انڈیل رہی ہیں۔"

"زبردستی کیوں؟" سب لڑکیاں چیخ اٹھیں۔

Marfat.com

"یہ سب تو فاطمہ کی مرضی سے ہوا ہے، کیوں فاطمہ؟"

اور یہ فاطمہ کے عظیم ہونے کا ثبوت ہے کہ اُس نے اپنا مذہب، اپنا ماضی اور اپنے والدین کو اپنی محبت پر قربان کر دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک وفا شعار عورت محبت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتی ہے۔"

"تو پھر اس کو اس جھنجھٹ میں پڑنے کی بجائے ایک اُونٹ ہی ذبح کر دینا چاہیئے تھا۔"

اُفق نے بے ہودہ پن سے کہا۔

کچھ لڑکیاں زور سے ہنس پڑیں۔

"ہاں اس کے پاس دلائل ختم ہو جائیں تو یہ ہمیشہ بے ہودگی پر اُتر آتی ہے۔"

حورا نے کہا۔

"کیوں دلائل ختم ہو گئے؟" اُفق عزائی۔ اُس نے کوئی اسلام سے متاثر ہو کر مذہب نہیں بدلا ہے۔ اسجد بھائی سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے، تو جب اسجد بھائی اس کو مل جائیں گے، یہ کیا احترام کرے گی اس مذہب کا؟"

"بھئی ناک اس طرح پکڑو یا اس طرح، بات تو ایک ہی ہے، مسلمان ہو جانا ہی بہت بڑی عظمت ہے۔ اور ہم تو فاطمہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔"

"آپ کو منافقت کی عادت جو پڑی ہوئی ہے۔"

"بکواس بند کرو اُفق، تمہیں بی جمالو بننے کا بڑا شوق ہے۔"

"ظاہر ہے تمہارا گھر جو اُجاڑا ہے میں نے۔"

"خیر میرا گھر تمہارے جیسی بد باطن کی دُعا سے نہیں اُجڑے گا۔ مگر سوچ لو کسی کی دلآزاری سے تمہیں بھی سکون نہیں ملے گا۔"

ابھی اُفق کچھ کہنے والی تھی کہ گیٹ پر ایک دھماکہ ہوا۔ سب نے مڑ کر ادھر

Marfat.com

دیکھا۔ بلال اپنی سوزدکی سے گیٹ کھول کر اندر آرہا تھا۔

"اوہو، آج بہت دنوں کے بعد جناب حبشی آئے ہیں۔"

بلال اس مرتبہ واقعی پندرہ دنوں کے بعد آیا تھا، ویسے وہ ہر اتوار کو ہی آیا کرتا تھا۔ پہلے وہ بڑی ماں کے پاس ہی رہتا تھا۔ مگر اس سال چونکہ فائنل ایئر تھا، اور لڑکیاں ہر وقت اس سے اپنے کام کرواتی رہتی تھیں، یا پیپر حل کرواتی رہتی تھیں۔ اس لئے بڑی ماں نے اسے ہوسٹل میں بھجوا دیا تھا۔

ہفتے کی رات کو آجاتا تھا۔ اور ڈھیر سارے میلے کپڑے اٹھا لاتا، بڑی ماں دھلوا کے استری کروا دیتیں اور وہ اتوار کا سارا دن رہ کر چلا جاتا تھا۔

فاطمہ سے اس کا تعارف ہو چکا تھا، مگر کبھی مفصل بات نہ ہو سکی۔ ایک تو اس لئے کہ خود ہی فاطمہ سمجھ گئی تھی کہ اس گھرانے میں لڑکوں سے گھل مل کر بات کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ دوسرے وہ اپنی ہی اُلجھنوں میں ڈوبی رہتی۔ بس سلام دُعا سے زیادہ بات ہی نہیں کرتی تھی۔ مبادا کوئی الٹی سیدھی بات منہ سے نکل جائے اور شامت آجائے۔

اُفق نے جب حبشی کا نعرہ لگایا تو سب لڑکیوں نے مڑ کر بلال کی طرف دیکھا۔ وہ اپنی سوزدکی اندر برآمدے کی طرف لے جا رہا تھا۔ اُس نے اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ گراؤنڈ میں ڈھیر ساری لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔

"جناب مُنہ اٹھائے کدھر تشریف لے جا رہے ہیں۔ ایک بولی۔

"شاید بڑی ماں کے قدم چھو کر حقِ خوشامد ادا کرنا چاہتے ہیں۔" اُفق نے جواب دیا۔

"حالانکہ اسے تمہارے قدم چھونا چاہئیں"۔ سلطنت نے وار کیا۔

"میں تو اسے اس قابل بھی نہیں سمجھتی۔" اُفق نے بڑے غرور سے کہا۔

"اسی لئے تمہیں بھی اس قابل نہیں سمجھا گیا۔" اس بار سلطنت کا وار کاری تھا۔

اُفق اَن سُنی کر گئی۔

Marfat.com

"ارے بڑی ماں تو اندر نہیں ہیں" ترانہ بولی۔

"بڑی ماں حلیمہ آنٹی کے ہاں میلاد شریف پر گئی ہیں" شفق نے جواب دیا۔

"اس کالونی میں جب عورتوں کو آؤٹنگ کے لئے کوئی شغل نہیں ملتا تو بے چاری میلاد شریف کر کے نئے کپڑوں کو ہوا لگا لیتی ہیں"

"چلئے اُفق جی اب کالونی والوں کے پیچھے پڑ گئیں" ترانہ بولی۔

"کسی بات کا تو احترام کیا کرو اُفق" خنداں نے کہا۔

"تم نے کبھی میلاد شریف کے دوران عورتوں کی گفتگو سُنی ہے" اُفق نے کہنا شروع کیا۔ ذرا سی دیر کو بے چاری زبان بند نہیں رکھ سکتیں۔ آگے نعت خوانی ہوتی رہتی ہے اور پیچھے عورتیں بیٹھی ڈبل جارجٹ، اٹل کریپ اور امریکن جارجٹ کے ریٹ ملاتی رہتی ہیں۔ اور کتنے پٹھانوں کو انہوں نے لوٹا اور کتنے پٹھانوں نے ان کو لوٹا ہے۔ مزے لے لے کر یہ قصے بیان کرتی رہتی ہیں"

"خیر اتنا بھی مبالغہ نہ کرو اُفق" مکنت بولی۔ "تعلیم یافتہ عورتوں کی محفل میں اب ایسی بے ہودگیاں نہیں ہوتیں۔ ڈاکٹر آنٹی کے ہاں میلاد شریف پر کتنا لطف آتا ہے۔ کیسی مقدس محفل ہوتی ہے۔ کتنے سکون سے عورتیں سُنتی ہیں اور کتنی جانسوز نعت خوانی ہوتی ہے"

"السلام علیکم لڑکیو!" ایک دم سے بلال وارد ہو گیا تھا۔

"یا مظہر العجائب! آپ کا کالا ہونا ہی ایک عجوبہ ہے۔ اس پر آپ ایسی عجیب و غریب حرکتیں کیوں کرتے ہیں"

اُفق کے اس ریمارک پر فاطمہ کو پہلی مرتبہ غصہ آیا، بولی:

"اُفق تمہیں بڑے بھائی کو ایسا نہیں کہنا چاہیئے۔ اور کالا ہونا کوئی عیب نہیں سب مخلوق خدا کی پیدا کردہ ہے"

Marfat.com

"اوہو۔" اُفق نے طنز سے اسے دیکھا۔ "میں تو بھول ہی گئی تھی کہ آپ یہاں تشریف فرما ہیں، اور ظاہر ہے، آپ کالے رنگ کی حمایت میں نہ بولیں گی تو کون بولے گا۔ ویسے فکر نہ کرنا، یہی ایک آدمی اس گھر میں ایسا ہے جس کے سامنے تم گوری لگتی ہو، میرا خیال ہے اس بیچارے کو بھی نسل بدلنے کے لئے گوری چٹی عورت مل ہی جائے گی۔"

"ہاں یقیناً۔" بلال نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم سے گوری بیوی ہونی چاہیئے میری۔"

"میری جانے جوتی۔" اُفق نے کہا۔

"اُفق زبان کو لگام دو۔" شفق غصے سے بولی، پھر بلال کی طرف دیکھ کر بولی۔ "آیئے بیٹھیئے بلال بھائی، بہت دنوں کے بعد آئے۔"

بلال قریب آکر گھاس پر بیٹھ گیا، اور خوش دلی سے بولا۔

"اس گھر میں دو ہی فرشتے ہیں، ایک شفق اور دوسری فاطمہ۔"

"کیوں فاطمہ بھابی! میں نے غلط کہا۔"

"ہاں جی۔ اس کو کہتے ہیں، مُن ترا حاجی بگویم، تو مرا ملا بگو۔ کالا کالی کی تعریف کر رہا ہے۔"

اُفق نے جل کر کہا۔

"نہیں فاطمہ بہت نیک لڑکی ہے اور اسجد بہت خوش قسمت آدمی ہے، مگر تم بھلا اس سے اتنا کیوں جلتی ہو، جبکہ شفق خاموش رہتی ہے؟" بلال نے پوچھا

"بھائی میں آپ کے لئے چائے لاؤں۔" شفق نے جلدی سے موضوع بدل دیا۔

"نہیں شفق بیٹھی رہو، میں چائے پی کر آرہا ہوں۔"

"نہیں میں بنا لاتی ہوں۔" شفق کھڑی ہوگئی۔ "سب کو طلب ہو رہی ہے۔" شفق جانے کو تھی کہ سامنے گیٹ کھلا اور بڑی ماں وارد ہوئیں۔ بلال ان کی جانب لپکا اور سب لڑکیاں اِدھر اُدھر بکھر گئیں۔

Marfat.com

ماہِ رمضان بھی آگیا، آکے ٹھہر نہیں جاتا۔ اس کے دِنوں کی رفتار بھی عام دِنوں کی سی ہوتی ہے۔ کتنی شدّت سے اس کا انتظار کیا جاتا ہے اور اس کی آمد کے لئے کیا کیا اہتمام کئے جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کی تو یہ سوچ کر سانس رکنے لگتی ہے کہ ہائے تیس روزے کیونکر گزریں گے؟

تیس روزے۔

تیس صدیاں؟

حالانکہ بس پہلا روزہ کڑا ہوتا ہے۔

زندگی عجیب شے ہے، جلدی عادی ہو جاتی ہے، جلدی مانوس ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان میں قدرتی طور پر لچک رکھی ہے اسی لئے تو وہ موسموں کے تغیّر و تبدّل کا مقابلہ بڑی خوش دلی سے کرتا ہے۔

روزوں کا سُن کر فاطمہ بھی گھبرائی تھی۔

اس قسم کے روزے اُس نے کبھی نہ رکھے تھے۔ یعنی مکمّل فاقہ؟

اور جو وہ سہار نہ سکی، بودی ثابت ہوئی تو سب کیا کہیں گے؟ اس کا ایمان کمزور تھا۔

اُف اللہ ایک اور آزمائش :

ایک اور امتحان۔

کیا یہ آخری امتحان ہوگا ؟

یا تقویٰ کی منزلیں آگے بھی آئیں گی۔

ڈرتے سہمتے اس نے پہلا روزہ رکھا، سحری کے وقت خوب کھایا۔ خوب پانی پیا، بلکہ جب تک سائرن نہ ہوا، گھونٹ گھونٹ پانی پیتی رہی۔ جس پر لڑکیوں نے اُس کا خوب مذاق اُڑایا۔

مگر جب پہلا روزہ بخیر و عافیت گزر گیا تو اُسے تسلی ہوگئی کہ کوئی ایسا کٹھن کام نہ تھا۔ بس ذرا قوتِ ارادی کی ضرورت تھی اور جوانی تو قوتِ ارادی کو پورا پورا ایندھن مہیا کرتی ہے۔

پھر روزہ روزہ گذرنے لگا۔

اسے بہت اچھا لگتا۔ پچھلی رات سب لوگ جاگ جاتے، عجیب سا سماں ہوتا۔ کھانے کے کمرے میں پراٹھوں کی خوشبوئیں پھیل جاتیں۔ سب ہنس بول کر سحری کھاتے پھر نماز پڑھنے چلے جاتے۔

شام کو ایک الگ اہتمام ہوتا، یوں محسوس ہوتا، کوئی جشن منایا جا رہا ہے اور یہ بھی لگتا جیسے یہ اہتمام ہر روزہ دار کے لئے ہے، ہر شخص کی جو روزہ رکھتا تھا، خواہ ملازم تھا۔ اس گھر میں اسی شان سے آؤ بھگت کی جاتی تھی، جیسے روزہ ایک مقدس بندھن تھا اور اس کو اسی ٹھاٹھ باٹھ سے رخصت کرنا تھا۔

افطاری کا سماں فاطمہ کو بہت اچھا لگتا۔ گو سارا دن اعصاب پہ ایک کمزوری سی طاری رہتی، لیکن روزہ کھولنے کے بعد طبیعت اس قدر ہشاش بشاش اور مسرور ہو جاتی تھی کہ وہ حیران ہوتی کہ کیا یہ روزے کی کوئی کرامت ہے کہ وہی ہمیشہ

Marfat.com

والا کھانا زیادہ لذیذ، زیادہ مزیدار زیادہ اہم لگتا ہے۔ ہر شے میں اس قدر حسن آجاتا ہے اور آدمی اپنے تئیں کس قدر پاک اور صاف محسوس کرتا ہے۔ جیسے کہ ہر روز باطن میں لگے ہوئے جالے خود بخود دُھل جاتے ہوں۔

تبھی ہر تروزہ اسے پہلے سے اچھا لگا۔

ہر روزے نے اس پر عرفان و آگہی کے در وا کیئے۔

ہر روزہ ایک نیا روحانی تجربہ لایا۔

تو اسے روزے رکھنے میں لطف آنے لگا، یوں اسے سمجھ آگئی کہ یہ مسلمان کیوں رمضان کا اتنا شاندار استقبال کرتے ہیں۔ اور روزے کو اپنے نفس کی طہارت کے لئے کیوں ضروری سمجھتے ہیں۔ اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنے نفس کو کس طرح قابو میں رکھتے ہیں۔

واہ ۔ !

یہ ایک انوکھا تجربہ تھا۔

آج بیسواں روزہ تھا، اور اب لڑکیوں نے عید کے کپڑے بنانے اور خریدنے شروع کر دیئے۔ ایک اور گہما گہمی بڑھ گئی تھی۔

اس مرتبہ فاطمہ بھی ہر بات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی۔

یوں بھی پہلے روزے کو اسجد اچانک آگیا تھا۔ وہ فاطمہ کے لئے پرفیوم اور ایک خوبصورت میکسی لایا تھا۔ اور اس نے پہلے نہ آسکنے کی معذرت کی تھی کہ وہاں ہوسٹل کا کھانا کھا کر وہ بیمار ہو گیا تھا اور اپنی بیماری کی اطلاع دے کر فاطمہ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس نے پورا ایک گھنٹہ نکال کر فاطمہ سے خوب خوب باتیں کی تھیں۔ تب فاطمہ کے دل کا سارا غبار دُھل گیا، اسجد کی صورت دیکھ کر وہ سارے دُکھ بھول گئی تھی، اور

ایک بار بہت سارے حوصلے جمع کر کے زندگی کا عزم کرنے لگی تھی۔

اسجد نے اِن دُوری کے دنوں میں اسے ہر روز ایک خط لکھا تھا اور اب خطوں کا وہ بنڈل جاتے وقت اسے دے گیا تھا، کیونکہ پوسٹ کرنا ٹھیک نہ تھا۔

اُف کس قدر خوبصورت تھے وہ خط۔

اس کی والہانہ محبت کے امین۔

کتنی گرمی، کتنی شدت تھی ان خطوں میں۔

ہجر کے ایک ایک لمحے کا حساب تھا۔

اور خطوں کو پڑھ پڑھ کر وہ دیوانی ہوئی جا رہی تھی۔ ہر روز سونے سے پہلے وہ ان خطوں کو باری باری پڑھتی۔ تبھی ہر دن پہلے سے خوبصورت لگتا تھا۔

اسجد اتنی ڈھیر ساری خوشیاں اسے دے کر چلا گیا تھا، اور وہ زندگی کے ساتھ ہنستی گاتی چل پڑی تھی۔

اب اسے کسی سے کوئی شکوہ نہ تھا۔ حتیٰ کہ اُفق کی کوئی بات بھی بُری نہیں لگتی تھی۔

مگر عجیب بات تھی، جب سے اس نے اُفق کی باتوں کا بُرا ماننا چھوڑ دیا تھا اُفق نے خود ہی خاموشی اختیار کر لی تھی، اب وہ کسی سے کچھ نہ کہتی، خاموش اور گم سُم ایک کونے میں پڑی رہتی۔ کبھی کبھی اُس نے اُفق کو روتے بھی دیکھا تھا۔ جانے اور لوگ اس کی اس حالت سے بے خبر تھے یا جان بُوجھ کر توجہ نہیں دیتے تھے۔ مگر اسے تو بہت کھد بدگی رہتی۔ ایسی لڑکی جو ہمیشہ شہد کی مکھی بنی رہتی تھی اور کانٹوں سے اُلجھنا اس کی عادت تھی۔ اُس کو بھلا کیا ہو گیا ہے۔

ایک بار اُس نے دِل کڑا کر کے اُفق سے پُوچھ ہی ڈالا۔

اُس روز وہ تراویحاں پڑھ کے کمرے میں آئی تو اُفق اوندھے منہ لیٹی رو رہی

تھی۔ اس کی سسکیاں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

گو اُفق پورے روزے رکھ رہی تھی، مگر نماز کبھی نہیں پڑھتی تھی۔ سب کہہ کہہ کر تھک گئے تھے۔ وہ کب کسی کی سُنتی تھی۔

لڑکیاں سب باہر صحن میں تراویحاں پڑھتی تھیں۔ ایک اندھی حافظہ ہر سال تراویحاں پڑھانے آتی تھیں۔ اور اُفق اتنی لمبی نماز کا سُن کر ہی اپنے کمرے میں گھس جاتی تھی۔

آج جب فاطمہ کمرے میں آئی تو اُفق کو اس بری طرح روتا دیکھ کر اس سے رہا گیا اس کے قریب بیٹھ گئی اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر پیار سے بولی:

"اُفی! تمہیں کیا ہوا ہے؟"

اُفق ایسے چونکی جیسے کسی نے اُسے کاٹ لیا ہو، پھر اپنی سوجی ہوئی لال لال آنکھوں سے اسے گھور کر بولی:

"مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"میں ہمدردی تو نہیں جتا رہی، میں تو پوچھ رہی ہوں، تمہیں کیا تکلیف ہے، کیا میں تمہاری کوئی مدد کر سکتی ہوں؟"

"میں بھکارن نہیں ہوں، مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔" اُس نے پھر غصے سے کہا۔

"میں بہن بن کر تو مدد کر سکتی ہوں نا؟"

"میں نے کہہ جو دیا فاطمہ مجھے تنگ نہ کرو، ورنہ میں اس کمرے سے نکل جاؤں گی۔"

فاطمہ اس کی عادت کو جانتی تھی۔ اٹھ کر اپنے بستر پہ آ گئی۔

یہ لڑکی اس گھر میں اچھا خاصا پرابلم تھی، کبھی نہ حل ہونے والا مسئلہ۔

دوسرے دن اُس نے یہی بات شفق سے کہی تو شفق نے سب کچھ تسلیم کر لیا اور بولی:

"فاطمہ! تم اب ہمارے گھر کا ایک فرد ہو، میرا خیال ہے، تمہیں بہت سی باتوں کے بارے میں بتا دینا چاہیئے۔"

تمہیں یہ تو پتہ چل چکا ہے کہ ہماری امی ہمیں بچپن میں چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔

"ہاں۔" فاطمہ نے سر ہلایا۔

"بڑی ماں نے مجھے اور اُفق کو بہت محبت سے پالا ہے۔ اسی گھر میں کبھی کسی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ اُفق ذرا جذباتی ہے۔ بڑی ہونے کے ناطے اسے اپنی ماں سے جذباتی لگاؤ بھی تھا۔ اور اپنی ماں اچھی طرح یاد بھی تھی۔ شاید اس نے ذہنی طور پر اس سارے سیٹ اَپ کو قبول ہی نہیں کیا تھا، مگر اس گھر میں اس کی دلچسپی کی ایک وجہ تھی۔ احد میرا کزن اور اسجد کا بڑا بھائی۔ دونوں بچپن سے ہی ساتھ ساتھ رہے تھے۔ ایک دوسرے سے مانوس بھی ہو گئے تھے۔

پھر ایک روز بڑی ماں نے احد اور اسجد کی منگنیوں کا اعلان کر دیا۔ ظاہر ہے احد کی نسبت انہوں نے اُفق کے ساتھ ٹھہرائی۔ اُفق بہت خوش تھی اور احد بھی، کبھی اس نے بے دلی کا اظہار تو نہیں کیا تھا۔ پر نہ جانے کیا ہوا ایک دم کہیں سے ماموں ہمایوں کا خط آگیا اور احد کے ذہن میں بھونچال آگیا۔ اس کے سر میں ایک ہی سودا سما گیا کہ وہ سویڈن اپنے ڈیڈی کے پاس جائے گا۔ اس کی ضد دیکھ کر بڑی ماں نے صاف کہہ دیا کہ وہ اُفق کو اپنی دُلہن بنا کر لے جائے۔

احد نے پہلے تو دبے دبے انکار کیا، پھر ایک دن اُفق کے کمرے میں جا کر اسے صاف صاف سنائیں اور کہا: وہ اس جیسی بے وقوف، بے ڈھنگی اور معمولی صورت کی لڑکی سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ وہ تو ہمیشہ سے غیر معمولی لڑکی کے خواب دیکھتا رہا ہے۔ اور اُفق کو کیا آتا ہے، نہ پہننے کا ڈھنگ، نہ اوڑھنے کا سلیقہ۔ گفتگو کرنے کے انداز تک سے واقف نہیں، ہر وقت گندی غلیظ بنی رہتی ہے، ایسی لڑکی ہرگز

Marfat.com

میری بیوی نہیں بن سکتی۔

احد اتنے کچوکے لگا کر چلا گیا، اور اُفق کی زندگی میں ایک انقلاب آگیا، تمہیں نہیں معلوم، اس سے پہلے اُفق بہت ہی نفیس، کم گو اور پیاری لڑکی تھی۔ ایف۔ اے میں پڑھتی تھی۔ کلاس میں بہت ہوشیار تھی۔ سہیلیاں بناتی تھی، بات کرنے کا سلیقہ تھا۔ احد کے ریمارکس نے اسے ایک بُری لڑکی بنا دیا، چڑچڑی، ایک ایک سے الجھنے والی، حاسد، بدزبان، اپنے آپ سے بے نیاز، کپڑوں سے لاپرواہ، امتحان کے بعد اُس نے پڑھائی چھوڑ دی اور عجیب شے بن گئی۔

پھر ایک دن نہ جانے اس کے جی میں کیا سمائی کہنے لگی کہ میں اپنی امّی کے پاس جاؤں گی۔

وہ ماں، جس نے پلٹ کر ہماری خبر نہ لی تھی یا جس کی مجبوریوں نے اُسے ہماری ماں نہ کہلوانے دیا تھا۔

اُفق کی اس عجیب و غریب ضد کے آگے بڑی ماں بھی مجبور ہو گئیں۔ ان کو معلوم تھا کہ احد کی بے وفائی کا صدمہ پہلے ہی اُفق کو پاگل کئے دے رہا ہے، ممکن ہے اپنی ماں سے ملنے کے بعد کچھ سنبھل جائے۔

امّی جان کو خط لکھ کر اس کی آمد کی اطلاع دی گئی۔

مگر ادھر سے کوئی جواب نہیں آیا۔

مَیں نے اُفق کو بہت سمجھایا کہ اس طرح جانا ٹھیک نہیں۔ اب وہ دوسرے آدمی کی بیوی ہیں، پتہ نہیں ان کے کیا حالات ہیں۔ مگر اُفق نے میری ایک نہ سُنی۔

" بڑی ماں نے ایک مُلازم کے ساتھ انہیں بہت سے تحفے تحائف دے کر روانہ کر دیا، پھر جانتی ہو کیا ہوا؟"

یہاں پر شفق رک گئی۔

Marfat.com

فاطمہ نے دیکھا، اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے، پھر وہ آنسو رخساروں پر ڈھلک آئے۔

اس کے بعد ایک دو تین، کئی آنسو لڑھک آئے۔

دونوں تھوڑی دیر خاموش رہیں۔

شفق نے اپنی آنکھیں اور چہرہ صاف کیا۔

پھر خود ہی بولی۔

"امی جان نے سرے سے اُفق کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔

سینے سے لگانے سے انکار کر دیا، اپنانے سے انکار کر دیا۔

مامتا مکر گئی، اور دودھ بدل گیا۔

سُنا تم نے؟

شاید.... شاید بہت مجبور ہو گی میری ماں، کیونکہ ماں کبھی سنگدل نہیں ہوتی۔

"تم مانو، جب اُفق واپس آئی تو بالکل اس کی حالت پاگلوں والی تھی، چیختی چلاتی تھی کپڑے پھاڑ دیتی تھی، رشتے ناطوں سے اس کا ایمان اُٹھ گیا تھا۔

اب تو پھر بھی اچھی حالت میں ہے۔

اب تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ بڑی ماں اسکی گستاخیاں اور بے ہودگیاں کس لئے برداشت کر لیتی ہیں اور کیوں اسے اتنی ڈھیل دے رکھی ہے، اور باقی سب لوگ بھی اُفق کی باتوں کا بُرا نہیں مانتے، اس کو اپنے غصے اور نفرت کے اظہار کے لئے خوب موقع دیتے ہیں، وہ ابھی اچھی طرح ٹھیک نہیں ہوئی، لیکن ہمیں اُمید ہے وہ رفتہ رفتہ ٹھیک ہو جائے گی۔

"البتہ رمضان شریف میں اُس پر قنوطیت کے دورے اسی طرح پڑا کرتے ہیں، اس کی وجہ میں بتاتی ہوں۔"

Marfat.com

اُفق رمضان المبارک میں پیدا ہوئی، ہماری امی بھی ہمیں اسی مہینے میں چھوڑ گئی تھیں، پھر احد نے بھی اسی مہینے میں اس کا ساتھ چھوڑا۔ عید پر وہ ماں کے پاس گئی تھی۔ اس نے اسے ٹھکرا دیا، وہ اپنے ہر جنم دن پر ماں کا انتظار کیا کرتی تھی۔

احد اسے تحفہ دیا کرتا تھا، کارڈ لایا کرتا تھا، مگر اب وہ بالکل مایوس ہے، جب بھی اس کا جنم دن آتا ہے، وہ اسی طرح مایوسیوں میں ڈوب جاتی ہے، ہم اسے کچھ نہیں کہتے۔ کہیں بھی تو کیا کہیں، بچاری خود ہی رو دھو کر ٹھیک ہو جاتی ہے۔"

شفق چپ ہو گئی۔

فاطمہ کے دل پہ گہرا اثر ہوا۔ بولی:

"شفو! مجھے ہرگز معلوم نہ تھا، اُفق کے ساتھ اس قدر ستم ہو چکے ہیں، ہائے میں تو ہمیشہ غلط سمجھتی رہی۔"

"درست! اس کو ہر کوئی غلط سمجھ لیتا ہے۔ مگر اب اس کو اس بات کی پرواہ نہیں ہے، تم نے دیکھا نہیں، اس نے اپنی شخصیت مسخ کر لی ہے۔"

"مگر ہمیں اس کا کوئی حل ڈھونڈنا چاہیے شفو۔"

"حل تو خدا کی طرف سے عنایت ہوتے ہیں، ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

"احد بھائی نے کبھی کوئی خط نہیں لکھا؟"

"بڑی ماں کے پاس ان کے خط آتے ہیں۔ مگر اُفق کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہوتا۔"

"کیا انہوں نے وہاں شادی کر لی ہے؟"

"ابھی تک تو نہیں کی، بالآخر کر لیں گے۔"

"اور ہاں"۔ فاطمہ کو ایک دم سے کچھ یاد آ گیا۔ "تم نے ابھی بتایا تھا نا کہ بڑی ماں نے احد اور اسجد کی منگنیوں کا اعلان کر دیا تھا، یہ تو بتایا ہی نہیں کہ اسجد کی منصوبہ کون تھی؟"

"ارے"

شفو نے ایک دم کلائی کی گھڑی دیکھی اور بولی:

"لو باتوں ہی باتوں میں عصر کا وقت نکل گیا۔ اب قضا پڑھنی پڑے گی۔ چلو پہلے نماز پڑھتے ہیں، پھر افطاری کا وقت ہو جائے گا۔ باقی باتیں میں پھر کسی وقت بتاؤں گی۔"

Marfat.com

اور اب جب سونے کے لئے فاطمہ بستر پر لیٹی تھی تو اس کے دل میں کئی ہزار کانٹے ایک ساتھ چبھ گئے تھے۔ یہ کیسا دکھ تھا۔ ایسا دکھ اسے زندگی میں پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، اتنی قنوطیت، اتنی گہری اداسی، اتنا درد، اتنی کسک۔۔۔۔ اور جانے کیوں وہ آپ اپنی نظروں میں گرتی چلی گئی۔ اپنا آپ بہت چھوٹا اور گھٹیا لگ رہا تھا۔

وہ اسجد کی خاطر اتنی بڑی قربانی کر کے جانے اپنے آپ کو کیا سمجھ رہی تھی۔ آج اُسے پتہ چلا کہ دنیا میں کس قدر عظیم انسان بستے ہیں، بہت اونچے بہت خوبصورت۔

آج اسے معلوم ہو رہا تھا کہ ایثار کیا شے ہے، کردار کی عظمت کسے کہتے ہیں۔

ہوا یوں کہ جب وہ تراویح پڑھ کر حسبِ معمول شفو کے کمرے میں گپ لگانے گئی تو شفو نے یہ کہہ کر بتی بجھا دی کہ آج اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

وہ واپس اپنے کمرے میں آ گئی۔

اُفق جاگ رہی تھی، مگر وہ افسردہ سی بیٹھی تھی۔

"اُفی کیسی ہو ڈارلنگ؟"

اس نے اتنی خوش دلی سے کہا کہ افق نے حیرت سے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

Marfat.com

"تم مجھے بہت اچھی لگنے لگی ہو افق۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اب تم کتنی جلی کٹی سناؤ، مجھے پرواہ نہیں۔ میں تمہیں ایک اچھی دوست بن کر دکھاؤں گی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا ہے، تم دل کی بہت اچھی، پیاری اور مخلص لڑکی ہو۔"

"اچھا۔" خلاف معمول اُفق نے سوگواری سے ہنس کر کہا۔ "تمہیں یہ معلومات کس نے پہنچائیں؟"

"مجھے شفو نے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔"

اُفق خاموش ہو گئی، جیسے اتھاہ اداسیوں میں ڈوب گئی ہو۔

"اُفی۔" فاطمہ نے پکارا۔

تو اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ شاید وہ رو رہی تھی۔

"اچھا ہوا فاطمہ تمہیں بھی میری رسوائیوں کا علم ہو گیا۔"

"بے وقوف۔" فاطمہ نے اُس کے گلے میں باہیں ڈال دیں۔ "گھٹیا تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو کسی کی قدر و قیمت نہیں جانتے، تم تو ایک عظیم لڑکی ہو۔"

"خیر! میں الفاظ کے ہیر پھیر سے متاثر ہونے والی نہیں۔" اُفق نے اُس کے بازو ہٹاتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔" فاطمہ ہنسنے لگی۔ "تم بڑی صاف اور کھری زبان استعمال کرتی ہو۔ یقین کرنا تمہاری باتیں سن کر مجھے ہمیشہ بہت مزہ آتا ہے۔"

"شکریہ!" اُفق نے کہا۔

"واہ! اس میں شکریے کی کون سی بات تھی؟"

"مجھے ہمدردی، ترس، انس، محبت سب سے نفرت ہے۔"

"ہونی بھی چاہیئے۔" فاطمہ نے کہا۔ "ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔"

اُفق نے چونک کر فاطمہ کی طرف دیکھا، وہ سچ کہہ رہی تھی یا مذاق کر رہی تھی۔ فاطمہ کے چہرے پر خلوص تھا۔

Marfat.com

"دنیا میں ہر آدمی کا کوئی وزن ہوتا ہے، کوئی قیمت ہوتی ہے اور اسی کے مطابق اس کی قدر و منزلت ہوتی ہے، مَیں تو اس خیال کی حامی ہوں، اور اسی لئے میں تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہوں۔"

"ممکن ہے شفو نے کچھ مبالغہ آرائی کی ہو؟"

"نہیں شفو ایسی لڑکی نہیں ہے، بڑی سچی اور سیدھی لڑکی ہے۔"

"ہاں فاطمہ! شفو فرشتہ ہے، اس گھرانے میں فرشتہ۔ بلال ٹھیک کہتا تھا، شاید۔ شفو اس گھر میں نہ ہوتی تو میں مر گئی ہوتی۔" اُفق کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"ہاں تم ٹھیک کہتی ہو، شفو تم پر جان دیتی ہے۔ مگر اُفی، دیکھنا آج کے بعد میں بھی تمہیں شفو کی طرح چاہوں گی، اور وقت ثابت کرے گا۔"

"اگر میں تمہیں یہ بتا دوں کہ شفو نے کتنا بڑا ایثار کیا ہے تو شاید تم زندگی بھر اُس کا قرض نہ چکا سکو۔"

"کیا... کیا...؟ فاطمہ نے حیرت سے پوچھا۔" بتا دو اُفی پلیز۔"

"شفو نے تمہیں اپنے متعلق کچھ نہیں بتایا؟"

"نہیں تو۔"

"وہ ایسا ہی کرتی ہے، یوں ظاہر کرتی ہے، جیسے وہ انسان نہیں، پتھر کا ٹکڑا ہے، احساسات نہیں رکھتی، دِل نہیں رکھتی، نظر نہیں رکھتی۔ مگر اُس کے پہلو میں دل بھی ہے۔ احساسات بھی ہیں اور وہ انسان بھی ہے۔ ہاں مگر انسانوں سے افضل۔ کاش میں بھی شفو بن سکتی۔"

"مجھے سچ سچ بتا دو اُفی پلیز، اب تو میں تمہارے خاندان کا ایک فرد بن گئی ہوں، دیکھو تو شفو نے بھی آج مجھے ساری باتیں بتا دی تھیں۔"

"ہاں اس وعدے پر بتا سکتی ہوں کہ تم زندگی بھر شفو کے آگے اظہار نہیں کرو گی۔"

Marfat.com

"وعدہ کرتی ہوں"

شفو نے تمہیں یہ نہیں بتایا ہوگا کہ اس کی نسبت اسجد بھائی سے ٹھہری تھی اور وہ چپکے چپکے اسجد بھائی کی یوں پوجا کرتی تھی جیسے دیویاں من مندر میں اپنے دیوتاؤں کو بٹھا کر پوجتی ہیں۔ اسجد بھائی کی ایک جھلک شفو کے لئے زندگی کا عنوان تھی۔

پھر جانتی ہو کیا ہوا؟

اسجد بھائی نے ایک دن کہہ دیا کہ میں شفو سے شادی نہیں کر سکتا، مجھے اتنی گوری چٹی بلوریں لڑکی پسند نہیں ہے، میں تو سانولی سلونی لڑکیوں کو پسند کرتا ہوں مجھے گورے رنگ سے گھن آتی ہے۔

تم نے دیکھا فاطمہ، اس گھر کا کتنا عجیب دستور رہا ہے۔

احد نے مجھے ٹھکرایا کہ میں خوبصورت نہ تھی۔

اسجد نے شفو کو ٹھکرایا کہ وہ بہت خوبصورت تھی۔

میں اپنی بدصورتی کا ماتم کروں یا وہ اپنے حسن کو منحوس قرار دے۔

میں خدا سے کیا مانگوں؟

وہ خدا سے کیا چاہے؟

میں یہ کہوں کہ باری تعالیٰ مجھے چینی کی گڑیا بنا دے۔ کہ جیسی احد کے خیالوں میں ہے۔

اور شفو یہ کہتی رہے، میرا رنگ روپ لے لے کہ میرا دیوتا اس سے خفا ہوتا ہے

نہیں فاطمہ! یہ سب قدرت کے کام ہیں، تقدیر کی باتیں ہیں۔ یہاں انسان بے بس ہے، ہم سب کھلونے ہیں، ٹوٹتے پھوٹتے رہتے ہیں، ہمارے ساتھ کون کھیل رہا ہے

کون عظیم ہے۔

کون گھٹیا ہے۔

Marfat.com

یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن بہرحال، تقدیر کے فیصلوں کے آگے سر تو جھکانا ہی پڑتا ہے"۔

چھ دن ہو گئے تھے، پورے چھ دن۔ اور فاطمہ اپنی قنوطیت سے نہ نکل سکی تھی۔ ہر دم الجھنے والی اور غیر انسانی حرکتیں کرنے والی اُفتی نے نہ جانے اس روز فاطمہ سے کیا کہا تھا کہ وہ دن بدن درد و الم میں ڈوبتی جا رہی تھی۔

اس نے اسجد سے عشق کیا تھا، پھر عشق کی خاطر اپنا مذہب تبدیل کیا تھا، والدین چھوڑ دیئے تھے۔

مگر شفو کے آگے وہ کتنی حقیر لگ رہی تھی۔

شفو، جس کی ماں نہیں تھی، باپ مر چکا تھا، خوبصورت تھی۔ تعلیم یافتہ تھی ٹھکرائی گئی تھی۔

اس نے بھی عشق کیا تھا، وہ بھی اسجد کو پا لینا چاہتی تھی۔

کیا نہیں تھا اس میں۔

مگر کتنی خاموشی سے ایک طرف ہٹ گئی تھی۔

کبھی اپنے مانگنے کی جنبش سے بھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ فاطمہ کے آنے سے اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی چھن گئی ہے، بلکہ اسی نے اس گھر میں قدم قدم پر فاطمہ کو سہارا دیا تھا، محبت اور اعتماد دیا تھا۔!

کیا تھی یہ شفو بھلی؟ ایثار کیا ہوتا ہے۔ اب اسے سمجھ آئی تھی۔

فاطمہ جتنا اس کے بارے میں سوچتی، اپنا آپ ذلیل لگنے لگتا، حالانکہ اس نے حالات کا خوب اچھی طرح جائزہ لیا تھا اور ہر بار حالات نے اسے بے قصور ثابت کیا تھا۔ یہ تو اسجد کا قصور تھا، مگر اسجد کا بھی کیا قصور تھا۔ سب دل کے معاملے ہیں اور تقدیر کے کھیل ہیں۔ اگر اللہ کو اس طرح منظور نہ ہوتا تو وہ جلد جلد یوں ساری

Marfat.com

منزلیں طے نہ کرتی۔

اس گھر میں آنا، مسلمان ہونا، اپنایا جانا۔

سب اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔

پھر یہ کیسی پھانس ہے جو کلیجے میں اٹک سی گئی ہے۔

چھ دنوں سے وہ شفو سے آنکھ نہیں ملا سکی تھی اور نہ شفو نے ہی اس سے کھل کر بات کی تھی، شاید اس دن کے بعد سے اس کے بھی کسی پرانے زخم کے ٹانکے کھل گئے تھے کہ وہ خود ہی الگ تھلگ ہو گئی تھی۔

یہ دنیا بھی عجیب جگہ ہے۔

جس شخص کے قریب جا کر دیکھو وہی کسی نہ کسی آگ میں جل رہا ہے۔ مگر ہر شخص خلاؤں کے اندر ہی جی رہا ہے۔

یہ پردے، یہ غلاف

جب کوئی یہ پردے چاک کر دیتا ہے تو وہ اُفق بن جاتا ہے۔ پھر اُفق کو ذہنی طور پر کون قبول کرتا ہے۔

اتنی خوشیوں کے بعد دل کیسا اداس تھا۔

کسی کام میں جی نہ لگتا۔

وہ اللہ سے دعائیں مانگتی، کہ اگر اُس نے کوئی گناہ کیا ہے تو اُس کی موت واقع ہو جائے۔

اور کیا حل تھا ان سب باتوں کا۔

رمضان شریف کی وجہ سے کسی نے اس کی مضمحل طبیعت کا حال نہ جانا کہ آخری روزوں میں تو سبھی گم سم ہو جاتے ہیں۔ قوتِ مدافعت کم جو ہونے لگتی ہے۔

اِن دنوں میں فاطمہ نے بڑی دلجمعی کے ساتھ نمازیں پڑھی تھیں۔ اور اللہ کو

Marfat.com

خوب رو رو کر پکارا تھا، اور وہ جانتی تھی، اس وقت خدا کے سوا کوئی اُسے سہارا نہیں دے سکتا۔

اسجد جاتے جاتے کہہ گیا تھا کہ وہ آخری جمعے کو آجائے گا۔ کیونکہ عید پر اسے دس چھٹیاں ہو رہی تھیں۔

پر نہ جانے کیوں، اب اسے اسجد کے آنے کی خوشی بھی نہیں ہو رہی تھی۔

Marfat.com

پرسوں آخری جمعہ تھا۔
اور آج چھبیسواں روزہ تھا۔
بڑی ماں پہلے روزے سے ہی معتکف ہوگئی تھیں، ہر ماہِ رمضان میں وہ پُورا مہینہ اعتکاف میں بیٹھا کرتی تھیں، سب گھر والوں سے پردہ ہوتا تھا، صرف دو لوگوں کی ڈیوٹی لگتی تھی، جو انہیں کھانا وغیرہ دینے اندر جاتے تھے یا جن سے وہ کوئی ضروری بات کر لیتی تھیں۔ اس مرتبہ انہوں نے صرف بی بی آپا اور فاطمہ کی ڈیوٹی لگائی تھی سحری کا سارا کام بی بی آپا کرتی تھیں اور افطاری کی تمام تر ڈیوٹی فاطمہ کے ذمے تھی۔ شام کو جب فاطمہ افطاری کا سامان لے کر بڑی ماں کے کمرے میں جاتی تو سفید لبادے میں ڈھکی چھپی بڑی ماں اسے ہر روز پہلے سے زیادہ مقدس دکھائی دیتیں۔ ہر روز ان کے چہرے پر پہلے سے زیادہ نور ہوتا اور وہ حیران ہو جاتی کہ یہ اتنی نور کی لہریں ان کے کمرے میں کہاں سے آجاتی ہیں۔
تب وہ چاروں طرف دیکھتی، اور حیران ہوتی کہ شاید اللہ میاں یہیں کہیں چھُپ کر رہتا ہے۔

Marfat.com

کہاں ہے بھلا اللہ میاں۔
کس بلا کی تلاش تھی اُس کو اللہ میاں کی۔
کتنی شدت سے وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی۔
نیک لوگوں میں ــــــ
پاک جگہوں میں ــــــ
خوب صورت پھولوں میں ــــــ
نیکی کے ہر بول میں ــــــ
آخر خدا کہیں نہ کہیں تو نظر آئے گا ــــــ؟

تب وہ اسے دل میں بٹھا کر دل کے پٹ موندلے گی کہ پھر وہ دل میں ہی رہے اسے ادھر اُدھر کہیں نہ کھوجنا پڑے۔

رات کو سونے سے پہلے وہ بڑی ماں کے کمرے میں پانی رکھنے جاتی، تو اکثر بڑی ماں اپنی انتہائی پُرسوز آواز میں مثنوی مولانا روم کے فارسی اشعار پڑھتی نظر آتیں۔
کیا دل میں اتر جانے والی آواز تھی ــــــ؟

جیسے گھُپ اندھیروں میں ایک ایک کر کے شمعیں جل رہی ہوں۔ فارسی اسے سمجھ نہ آتی تھی، مگر بڑی ماں کا لہجہ تو مسیحا کا وہ پھاہا تھا، جو جلتے رستے زخم کو ٹھنڈک اور تسکین پہنچاتا ہے، جب وہ کہتیں:

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

وہ کیا کہتی ہیں، خدا جانے، اس کی سمجھ میں تو نہ آتا، مگر وہ کوئی ایسی بات ضرور کہتی تھیں، جو دلوں سے نکل کر سیدھی آسمانوں کی طرف اُڑ جاتی ہے۔
بڑی ماں نیکی کا ایک سمبل تھیں۔

Marfat.com

کہ انہیں دیکھ کر ایک دم خدا کا خیال آتا تھا۔

تب وہ سوچا کرتی، خدا بھی یہیں کہیں، بڑی ماں کے آس پاس کسی پر دزل جائیگا۔

کتنا انوکھا خیال تھا۔

جو کسی سے کہہ دیتی تو پھر چاہے اس کی شامت ہی آجاتی۔

آج ستائیسویں شب تھی۔

اس لئے گھر بھر کا ارادہ خوب عبادت کرنے کا تھا۔ ستائیسویں شب کی فضیلت کے بارے میں فاطمہ شروع رمضان سے ہی سن رہی تھی۔ پہلے مائی جی نے سورۃ قدر یاد کراتے ہوئے اس رات کی برکتیں بتائی تھیں۔ پھر تراویح کے دوران حافظ صاحبہ نے اس پر روشنی ڈالی تھی۔ لڑکیاں بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق اسے اس رات کی عظمت کے متعلق آگاہ کرتی رہی تھیں۔

پھر نہ جانے کیوں رفتہ رفتہ اس کی ساری توقعات اور مرادیں اسی رات سے وابستہ ہوتی گئیں۔

جو اللہ اس قدر قریب ہو کر سنتا ہے۔

اور ضرور سنتا ہے ــــــــ

تو وہ اُسے سنائے گی۔

اُسے منائے گی۔ ــــــــ

نہ جانے کیوں جوں جوں ستائیسویں قریب آتی جاتی تھی۔ اسے یوں لگتا تھا۔ منزل قریب آتی جاتی ہے۔

اب جبکہ وہ ایک نئی الجھن میں گرفتار تھی، ایک نیا غم اس نے پلّو سے باندھ لیا تھا، تو وہ حل چاہتی تھی، سکون مانگتی تھی، عفو و درگذر کی تمنائی تھی یہ سب کچھ وہ کیسے مانگے گی اسے معلوم نہ تھا۔

Marfat.com

مگر حورا نے اسے بتایا تھا کہ اس رات جو شخص ساری رات عبادت کرتا رہتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آتا ہے، اس رات میں ایک پہر ایسا ضرور آتا ہے جب ہر شے نور میں نہا جاتی ہے، اس وقت نیک اور اچھے لوگوں کو اللہ کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔

"اور پتہ ہے اس لمحے میں اللہ سے جو بھی مانگو، وہ دیتا ہے"۔

تمکنت نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"کوئی دعا ضرور مانگنی چاہیئے"۔

"اس وقت مجھے چونکا دینا جب رنگ پہ محفل آجائے"۔ اُفق نے غلافِ معمول بڑی اُداسی سے کہا۔

تب فاطمہ کا خیال ایک دم اُفق کی طرف چلا گیا۔

"اُفی! میں ساری رات جاگوں گی اور تمہارے لئے دعا مانگوں گی"۔

"کیا مانگو گی میرے لئے؟" اُفق نے پوچھا۔

"وہ سب جس کی تمہیں ضرورت ہے"۔

"مجھے تو خود معلوم نہیں مجھے کس شے کی ضرورت ہے"۔

"مگر اللہ تو جانتا ہے کہ تم کیا چاہتی ہو؟"

"ہاں، مگر کسی کو کسی کے لئے مانگنے کا ہوش کب ہوتا ہے"۔

"نہیں، خدا کی قسم آج رات میں تمہارے لئے ڈھیر ساری دعائیں مانگوں گی"

فاطمہ نے ایک جذبے سے کہا تھا۔

"اُفی تم کیوں نہیں آج ہمارے ساتھ نفل پڑھتیں"۔

شفو نے اچانک آکر کہا۔

تو اُفق پہلی مرتبہ بالکل خاموش ہو گئی۔

Marfat.com

پھر آہستہ سے بولی۔

"اچھا"

"اُفی" فاطمہ نے خوش دِلی سے کہا۔ "تم میرے لئے دُعا کرنا اور مَیں تمہارے لئے جس کی دُعا میں خلوص ہوگا، وہ سُنی جائے گی۔"

"تمہارے لئے کیا دُعا کروں فاطمہ! تمہیں تو بن مانگے اللہ نے سب کچھ دے دیا ہے"

"لیکن ابھی شاید میری آزمائشیں ختم نہیں ہوئیں" فاطمہ نے شفو کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اچھا یہی دُعا مانگنا کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنے اچھے بندوں میں شامل کرلے"

"ٹھیک ہے" اُفق ہنسنے لگی۔

روزہ کھولنے کے بعد لڑکیوں نے تھوڑا سا آرام کیا، پھر باہر تراویح پڑھنے چلی گئیں۔

حافظہ جب تراویح پڑھا کر چلی گئی تو انہوں نے اپنی اپنی جگہ سنبھالی اور نوافل پڑھنے شروع کر دیئے۔

کچھ لڑکیاں چھت پر بی بی آپا کے ساتھ پڑھنے لگیں کچھ بڑی ماں کے کمرے میں چلی گئیں۔

اُفق، شفق اور فاطمہ نے گول برآمدہ چنا۔

وہاں باہر کا منظر بھی نظر آتا تھا، اور گرمی بھی زیادہ نہیں لگتی تھی۔ ہر طرف سے لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے قرآن خوانی اور نعت خوانی کی آوازیں آرہی تھیں، تھوڑی تھوڑی دیر بعد جب اللہ اکبر کی آواز گونجتی تو یوں احساس ہوتا کہ مسجدوں میں ابھی تک نمازی محوِ عبادت ہیں۔

Marfat.com

پھر رات خاموشی کی طرف بڑھنے لگی۔
ہنگامے سونے لگے۔ . . . . . .
رفتہ رفتہ ہر شے پر خاموشی کی چھاپ لگنے لگی۔
رات کا اپنا ایک چلن ہے۔ . . . . .
ہنگاموں کو سُلا دیتی ہے۔ . . . .
پھر تنہائی اور سناٹا چہار طرف سے سر اُبھارنے لگتا ہے۔
پر آج تو شب زندہ دار اس رات کا دامن تھامے ہوتے تھے۔ خصوصاً اس گھر میں ہر شخص عبادت کر رہا تھا۔ بڑے جوش و خروش سے، بڑے خشوع و خضوع سے، بڑی لگن سے . . . . ہر کوئی مگن تھا، کوئی کسی کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا، جیسے ہر کوئی آج اللہ سے کچھ نہ کچھ حاصل کر لینے کے درپے تھا، یا پھر ہر کوئی اللہ کو دیکھنے کا تمنائی تھا۔
یہ کیسی تمنا تھی
فاطمہ نے دِل میں سوچا۔
پھر اُس کا دِل گھبرانے لگا۔

Marfat.com

اس نے ابھی پچاس نفل پڑھے تھے اور اس کا سارا جسم ٹوٹنے لگا تھا، سب لوگ عجیب سے تسلسل سے سجدے پر سجدے کیے جا رہے تھے۔

رات کا پچھلا پہر تھا، شاید ڈھائی یا تین بجے ہوں گے۔ وہ ستانے کی خاطر جائے نماز پر بیٹھ گئی۔ بیٹھے بیٹھے اسے یوں محسوس ہونے لگا، جیسے اس کا دِل بند ہو جائے گا۔

جلدی سے اٹھ کر وہ باہر نکل آئی۔

لان میں ٹہلتی ہوئی فوارے کے پاس آگئی۔

ٹھنڈی ہوا لگی تو اُس کو سُرور آنے لگا۔

مسلسل اٹھنے بیٹھنے سے وہ تربتر ہو رہی تھی۔

وہاں وہ فوارے والے حوض کے کنارے پر بیٹھ گئی۔

جانے آج جی کیسا کیسا ہو رہا تھا ——— ؟

بے اختیار رونے کو دِل چاہ رہا تھا۔

پچھلی راتوں کا اُداس چاند، چمکتے دمکتے ستاروں میں ماند ہوا جا رہا تھا۔ آج آسمان پر ستاروں کا زور تھا۔

بڑی عجیب رات لگ رہی تھی واقعی ———

اسے کبھی تمام رات جاگنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ پوری کی پوری مکمل رات اُس نے کبھی نہ دیکھی تھی۔

مکمل رات

مجسم رات

ایک ایک پل .....

چھت پر اُس کی نظر گئی تو وہاں بھی لڑکیاں اٹھتی بیٹھتی دکھائی دیں، دوپٹوں کی بکلوں میں عجیب طرح لگ رہی تھیں۔

Marfat.com

کبھی کبھی بڑی ماں کے کمرے سے ان کی بھاری بھاری، میٹھی میٹھی پُرسوز آواز بھی آنے لگتی۔ خاموشی تھی اور سپردم بتو۔۔۔۔ کی لہر ہوا کے شانوں پر سوار ہو کر اس تک پہنچ رہی تھی، جیسے دُور کوئی دیا جلا کر قریب بُلا رہا ہو۔

یکایک فاطمہ کو مائی جی کی باتیں یاد آنے لگیں۔

"یہ بڑی متبرک رات ہوتی ہے۔ یہ رات ایک ہزار مہینوں سے افضل ہوتی ہے"

"اس رات اپنے نیک بندوں کو اللہ اپنا جلوہ دکھاتا ہے"

"جلوہ کیا ہوتا ہے مائی جی"

"اللہ تعالیٰ کا نور، خود باری تعالیٰ"

"اچھا۔ نور کیا ہوتا ہے مائی جی؟"

"تمہیں پتہ نہیں، اللہ تعالےٰ نور کا ایک ہیولا ہے اور یہ ساری کائنات اس کا پرتو ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نظر آنا ہی اس کا جلوہ ہوتا ہے"

"مجھے اللہ میاں کو دیکھنے کا بہت شوق ہے، مگر میں تو نیک نہیں ہوں"۔ فاطمہ نے اُداسی سے کہا تھا۔ "اور ابھی ابھی مُسلمان ہوئی ہوں"۔

"نہیں پگلی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اللہ تو دِل دیکھتا ہے، نیت دیکھتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنا آپ دکھانا چاہتا ہے، تو وہ دِل کے لئے ایک احساس سا پیدا کرتا ہے وہ دُنیا کی ہر شے میں نظر آسکتا ہے، اس کا نظر آنا، عام چیزوں کے نظر آنے کی طرح نہیں ہے، سمجھیں؟"

"یہ بہت اونچی باتیں ہیں، ابھی تم نہ سمجھ سکو گی، ان باتوں کو سمجھنے کے لئے ایک عمر چاہیئے"

"ہاں ان باتوں کو سمجھنے کے لئے ایک عمر چاہیئے"

اس نے دِل میں سوچا۔

Marfat.com

اس کی آنکھوں میں آنسو آئے جاتے تھے، عبادت میں جی نہ لگ رہا تھا۔

مایوسی سی چھائی جا رہی تھی۔

مَیں تجھے کہاں کہاں کھوجوں گی اللہ میاں جی ؟

اُس نے ایک ٹھنڈی سانس چھوڑی۔

ہوا کا ایک تیز جھونکا اس کے قریب سے گذر گیا۔

اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، دِل دَھک دَھک کرنے لگا۔

اچانک اس کے دِل میں خیال آیا کہ اگر اللہ میاں نظر آ بھی گیا تو وہ اسے کیسے پہچانے گی؟

نظر اٹھا کر اُس نے آسمان کی طرف دیکھا ——

اُف آسمان کیسا ہو رہا تھا، کس قدر رُوپ تھا آسمان پر ......

ستارے اتنی شدت سے شاید پہلے کبھی نہ چمکے تھے، آسمان کا کونہ کونہ منور ہو رہا تھا۔ رات ہونے کے باوجود آسمان پر ایک نورانی سحر چھا رہی تھی۔ درختوں کی طرف دیکھا تو جیسے پتہ پتہ جاگ رہا تھا، سانس لے رہا تھا۔ عبادت کر رہا تھا، دیواروں کی طرف دیکھا تو جیسے باادب ہمہ تن انتظار بنی کھڑی تھیں۔ گھاس کو دیکھا تو جیسے زندگی کے احساس سے دَمک رہی تھی، جھوم رہی تھی۔ یوں محسوس ہونے لگا۔ آج کائنات کی ہر شے، ذرہ ذرہ حمد و ثنا میں مصروف ہے۔

جانے کیوں آج ہر شے جاندار لگ رہی تھی۔

اللہ میاں پتہ نہیں اِدھر سے نظر آنے لگا یا اُدھر سے۔

خوف کے مارے وہ جہاں بیٹھی تھی، پتھر ہو گئی۔

کبھی اِدھر دیکھتی، کبھی اُدھر۔ اعصاب پر انجانا سا خوف سوار ہو رہا تھا۔

یکایک جیسے نور کا ایک چشمہ پھوٹا۔

اور ساری کائنات کی نگاہ آسمان پر ٹِک گئی۔

Marfat.com

ساری زمین نے ہاتھ پھیلا دیئے۔
ذرّہ ذرّہ دستِ دُعا بن گیا۔
ایک لمحہ.... ایک عجیب و غریب لمحہ اس کے قریب آکر ٹھہر گیا۔
جدھر اس نے نظر اٹھائی وہی لمحہ کھڑا تھا۔ زندہ جاوید۔ پُرنور۔ جلوہ گر۔
اور شدّتِ احساس سے اس پر گریہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔
دل میں جگمگ جگمگ شمعیں جلیں، دریچے وا ہوئے۔
گرم و گداز بالکل نئے احساس نے جنم لیا۔
جانے کس طرح وہ حوض پر سے گری۔ اور گھاس پر سجدہ ریز ہو گئی۔
اللہ میاں!
او اللہ میاں!
اللہ میاں!
او اللہ میاں!
چلا چلا کر وہ روئے جا رہی تھی۔ روئے جا رہی تھی۔
تو رحیم ہے،
تو رحمٰن ہے،
تو غفّار ہے،
تو ستّار ہے،
تیرے کتنے بے شمار نام ہیں۔
مَیں نہیں جانتی، مَیں گناہ گار ہوں، عاصی ہوں، کسی قابل نہیں۔....
پُر یہ تو ہے، تُو.... اس طرح میری دھڑکن میں، میرے رُوئیں رُوئیں میں
آج میں نے تجھے جانا ہے، پہچانا ہے، پایا ہے، محسوس کیا ہے، یہاں

Marfat.com

وہاں، ہر جگہ۔۔۔۔۔۔

ہر دل میں، ہر سانس میں۔

میری نگاہ میں،

میری دھڑکن میں۔

میری سانسوں کی مہک میں۔ تُو اتنا قریب ہے کہ میں تجھے محسوس کر سکتی ہوں۔

اللہ میاں جی!

میری خطائیں بخش دے، مجھے قبول فرمالے، مجھے قبول فرمالے۔

مَیں اور میرا دِل۔۔۔۔۔

جیسے بھی ہیں، تیرے ہیں۔

اب میری آزمائش ختم کر۔۔۔۔۔

میری کشتی کنارے پر لگا دے۔

صرف تیری ذات سچّی ہے، باقی سب جھُوٹ ہے۔

تُو ہی عشق ہے۔

تُو ہی محبّت ہے۔

تُو ہی وفا ہے۔

تُو ہی مذہب ہے۔

جو کچھ ہے، بس تُو ہی تُو ہے۔

اور میں تیری داسی ہوں، بندی ہوں، حقیر ہوں، جو بھی ہوں، اب تیری ہوں۔

اور وہاں اُفق۔۔۔۔۔

جانے کیسے اسے اُفق کا خیال آ گیا۔

اور اُفق کی خطائیں بھی بخش دے۔ اور اُفق کو بھی خوشیاں دے۔

Marfat.com

اور ہم کو معاف کر دے۔
اور ہم کو گناہ سے بچا۔
اللہ میاں جی !
اللہ میاں جی !
وہ مدد رہی تھی، گڑگڑا رہی تھی۔
وہ کہاں تھی، کچھ علم نہ تھا۔ ایسے جیسے فضا میں معلق ہو گئی ہو۔
نہ آنکھ کھولنے کی ہمت تھی۔
نہ زیادہ دیکھنے کی تاب !
جسم پر لرزہ طاری تھا۔
آگہی نے ستم ڈھایا تھا۔
ذرّہ ذرّہ جیسے گنگنا رہا تھا۔
یہ بتوں کی محبت بھی کیا چیز ہے۔
دل لگی دل لگی میں خدا مل گیا!
خدا مل گیا۔
خدا مل گیا۔
خدا مل گیا۔
خدا مل گیا۔
خدا مل گیا۔
بس دھڑکن ایک ہی راگ الاپتی جا رہی تھی، اور کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔
کب اپنی ہی دھڑکن کی تاب نہ لا کر وہ بے ہوش ہو گئی، کب لمحے سرک گئے۔
کب کائنات نے چولا بدلا۔۔۔۔۔۔

Marfat.com

اسے کہاں پتہ تھا ——— ؟

وہ تو جب سحری میں دس منٹ رہ گئے تو اُفق کو اس کا خیال آگیا۔

ڈھونڈتی ہوئی حوض کے کنارے آئی۔

دیکھا

فاطمہ اوندھے منہ گھاس پر سجدہ ریز ہے۔

"اے فاطمہ!"

"فاطمہ!"

اُس نے جگایا تو فاطمہ جیسے ایک لمبی نیند سے بیدار ہوگئی۔

"اُفی تم کب آئیں؟"

"اور کیا سجدے میں سو گئی تھیں؟"

"سجدے میں سو گئی تھی؟"

فاطمہ نے اپنی حالت پر غور کیا۔

کس قدر خوب صورت سجدہ تھا یہ، کاش کسی نے اس سجدے سے نہ جگایا ہوتا۔

یہ سر نہ اٹھایا ہوتا۔ .....

اس کیفیت سے نہ جھنجھوڑا ہوتا۔ . . . . .

کاش زندگی یونہی سجدہ ریز رہتی۔ . . . . .

قیامت تک!!!

Marfat.com

یہ آخری روزہ تھا۔!

تیسواں اور آخری روزہ، اس لئے سب کو یقین تھا، شام کو عید کا چاند نظر آجائے گا۔

آخری روزے کا اس لئے بھی بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا تھا کہ بڑی ماں اعتکاف سے باہر آتی تھیں۔ پورا ایک ماہ دن رات عبادت میں گذار کر جب وہ باہر نکلتیں تو ساری کالونی مبارک باد دینے، اور زیارت کرنے امنڈ آتی تھی، اس لئے اس گھر میں عید کا سا سماں ہوتا تھا۔

آج بھی شام کے لئے خوب انتظامات ہو رہے تھے، یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی خفیہ مشن چل رہا ہے اور بی بی آپا، برابر بڑی ماں کے کمرے سے ہدایات لے کر آجا رہی تھیں۔

آخری روزے والے دن سب ہی ہمت ہار جاتے ہیں۔ پر اس ایک لفظ آخری پر ہی سارا دن گذار لیتے ہیں۔

لڑکیاں بھی آج صرف اپنے کپڑوں کے بارے میں گفتگو کر رہی تھیں۔ گو چہروں پر

ہوائیاں اُڑ رہی تھیں، اور ایک دوسرے سے پیرا تھیں۔

پر کل عید تھی۔

اور یہ خوشی کیا کم تھی؟

عیدی کی خوشی، کپڑوں کی خوشی، کھانے پینے کی آزادی۔

روزے نہ ہوں تو کھانے پینے کی آزادی کی قدر بھی نہ آئے۔

البتہ فاطمہ کی حالت کچھ اور تھی۔

ستائیسویں کی شب کے بعد سے چپ لگ گئی تھی، جانے کیا ہوا تھا، سب اس کی خاموشی کو محسوس کر رہے تھے، مگر کوئی کرید نہیں رہا تھا۔ یا کریدنا نہیں چاہتا تھا یا شاید کسی میں ہمت نہیں تھی۔

ہاں ایک اور عجیب بات بھی ہوئی تھی۔ ستائیسویں کی صبح جب فاطمہ بڑی ماں کا کمرہ صاف کرنے گئی تھی تو بڑی ماں نے اسے اشارے سے قریب بلایا تھا۔ جب وہ ڈری جھجکی اُن کے قریب آئی تو انہوں نے اسے سینے سے لگا کر اس کی پیشانی چومی اور ایک پھولوں کا باسی ہار اس کے گلے میں ڈال کر آہستہ سے کہا تھا۔

"تمہیں مبارک ہو بیٹی"

کس بات کی؟ فاطمہ چاہتے ہوئے بھی نہ پوچھ سکی، وہ تو اتنی سی بات پر ہی بوکھلا گئی تھی کہ بڑی ماں نے اسے سینے سے لگا لیا تھا، اور سینے سے لگتے ہی کیسی پیاری خوشبو آئی تھی۔

خوشبو۔

مقدس سی خوشبو۔

جو خداوند تعالیٰ کی یاد دلاتی ہے۔

خوشبو اور خدا۔

Marfat.com

فاطمہ لرز سی گئی تھی۔

اس کا دل دھک دھک بولنے لگا تھا۔

پتہ نہیں اس رات کے بعد اس کے دل کو کیا ہو گیا تھا، ذرا سی بات پہ دھڑک اٹھتا اور سارے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا، ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ جاتے۔

شاید وہ ابھی اس جذب و کیف، یا زندگی کے انوکھے نرالے تجربے سے باہر نہ نکلی تھی، اسی کیفیت میں تھی، اور ششدر رہی تھی۔

بڑی ماں نے جب اس کی پیشانی کو بوسہ دیا تھا تو اس کا دل چاہا۔ بڑی ماں کے سینے سے لگ کر زور زور سے روئے۔ پھر اس پر رہی گریہ کی کیفیت طاری ہو جاتی، پھر وہ بہت زیادہ رونا چاہتی تھی۔

پھر وہ اِک اِک سے حالِ دل کہنا چاہتی تھی۔

مگر وہ پلکوں پہ آنسو سنبھالے باہر نکل آئی تھی، شاید بڑی ماں نے اس کے آنسو دیکھ لئے تھے، لیکن اسے دوبارہ نہیں بلایا تھا۔

اسجد بھی آ چکا تھا ——

مگر جیسے وہ اس کی موجودگی سے بے نیاز ہو چکی تھی۔

جانے کس عالم میں تھی وہ —— ؟

لوگ سمجھ رہے تھے، شاید اسے خوشی کے اس موقع پر ملما اور پاپا یاد آ رہے ہیں اور شاید اسجد بھی یہی سمجھ رہا تھا۔

صبح ہی صبح تمکنت نے آ کر اُفق سے کہا تھا:

"اُفی! کل احمد بھائی کا خط آیا تھا!"

اُفق خاموش بیٹھی رہی تھی، مگر شفق نے پوچھا تھا۔

"کس کے نام؟"

"بڑی ماں کے نام؟"

"تمہیں کس نے بتایا تھا؟"

"میں نے خود دیکھا تھا، بلکہ میں ہی تو ڈاکئے سے ساری ڈاک لائی تھی، پھر خط اندر بڑی ماں کو بھجوا دیئے تھے۔"

"اچھا۔" شفق نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اب کے تو کافی دیر کے بعد خط آیا ہے، جانے کیا لکھا ہوگا۔"

"کیا لکھا ہوگا، تم سب بھی پاگل ہو۔" اُفق ایک دم بول اٹھی تھی۔ "بھئی عید جو آرہی ہے تو سعادت مند بیٹے نے چھ ماہ بعد خط لکھ کر عید کا ادھار بھی چکا دیا ہوگا۔"

"ہوں۔ تو اس کا مطلب ہے تم ابھی تک اس کے خطوں کا حساب کتاب رکھتی ہو۔" تمکنت نے معنی خیز انداز میں کہا۔

"ابھی تک سے کیا مراد ہے، میرا کوئی حافظہ تو کمزور نہیں ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اپریل میں اس کا ایک خط آیا تھا، مختصر سا۔ ہمیشہ کی طرح اس نے اپنی ہی ذات کے بارے میں لکھا ہوا تھا۔ اب پھر ویسا خط آگیا تو کوئی نئی بات ہوگئی کیا؟"

"معلوم کیوں؟" دور بیٹھی فاطمہ نے سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔ "مجھے یوں لگتا ہے، جیسے ایک نہ ایک دن احد بھائی کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور وہ اُفق کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔"

"ایں خیال است و محال است و جنوں۔" اُفق نے ہنس کر کہا۔ "تم اس خاندان کے لڑکوں کو نہیں جانتیں۔

جو نہیں کہیں تو نہیں رہے
کسی التجا پہ بھی ہاں نہ ہو

"یہ اُفق آج کل بات بات میں شعر بولنے لگی ہے۔" سلطنت نے دخل اندازی

Marfat.com

کی۔ پھر تو نہیں جنوں میں اُبال آرہا"

"توبہ" اُفق کھڑی ہوگئی، میں خود اور جنوں سے بالاتر ہوگئی ہوں"

"شاید تمہیں جانا ہی پڑے اُفق" سورا بولی۔

"ہاں اُفق کے اُس پار..."

اُفق ہنس کر باہر نکل گئی تو شفق نے دِل تھام لیا، بولی۔

"اس کو زیادہ تنگ نہ کیا کرو۔ یہ تو باؤلی ہے، نہ جانے کیا کر گذرے"

"اور شفق تم کیا ہو؟" فاطمہ کا دل چاہا اس سے پوچھے، کہ تم کیا ہو؟ باؤلے تو اچھے ہوتے ہیں کہ کچھ کر گذرتے ہیں۔ اور لوگ ان سے ڈرتے ہیں، تم نے دانا بن کے کیا پایا؟

مگر فاطمہ نے کچھ نہیں کہا۔

کتاب لے کر دُور جا بیٹھی۔

"آج تو ظہر کی نماز کے بعد نیند ہی نہ آرہی تھی۔

عصر کے بعد بی بی آپا کمرے میں آئیں، اور سب لڑکیوں کو جمع کر کے بولیں:

"بڑی ماں کا حکم ہے کہ آج افطاری کے وقت سب لڑکیاں اور لڑکے نئے لباس پہن کر آئیں، جو اُنہوں نے عید کے لئے بنواتے ہیں"

"کیوں.... کیوں.... بی بی آپا؟" سب ان کے سر ہوگئیں۔

"بھئی میں کیا جانوں؟" انہوں نے پیچھا چھڑاتے ہوئے کہا۔ "ابھی بڑی ماں باہر آئیں گی تو پوچھ لینا"

"اے ہے بڑی ماں سے کچھ مت پوچھنا، ان کا کیا ہے، وہ تو یہ بھی کہہ دیں گی کہ عید کی نماز بھی ابھی پڑھ لو سارے"

یہ بونگی آج سلطنت نے ماری تھی، اور سب کا ہنسی کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔

Marfat.com

گو بات حیران کر دینے والی تھی، مگر بڑی ماں کا حکم ٹالنے کی جرأت کسی میں نہ تھی
باقی تھوڑا وقت رہ گیا تھا، سب اپنے اپنے کپڑے استری کرنے لگے۔
ان کپڑوں کے ساتھ باقاعدہ سنگھار بھی کرنا تھا کہ اتنے بھاری بھرکم کپڑوں کے ساتھ خالی چہرہ تو بہت ہی بُرا لگتا۔
فاطمہ نے اسجد کی فرمائش پر کاسنی رنگ کا کامدانی غرارہ سوٹ بنوایا تھا، اور دوپٹے پر خوبصورت سنہرا جال بنوایا تھا۔
وہ جب تیار ہو گئی تو بی بی آپا نے آکر کہا:
"فاطمہ تم اپنے نکاح والے زیورات پہن کر آنا"
ہائے کتنا عجیب لگ رہا تھا، مگر حکم کون ٹال سکتا تھا۔
جب سب لوگ تیار ہو کر باہر آئے،
تو خوب میزیں چنی ہوئی تھیں پُرتکلف کھانا لگا ہوا تھا۔
کالونی کی عورتیں پھولوں کے ہار اور مٹھائیاں لے کر آئی ہوئی تھیں۔ سارے خاندان کی عورتیں، بچے اور جوان جمع تھے۔
واقعی یہاں تو کسی شادی کا گمان ہو رہا تھا۔
سائرن ہوا، اور روزہ کھل گیا۔
میزوں کے گرد جمگھٹے لگ گئے۔

Marfat.com

جب سب لوگ روزہ کھول کر مغرب کی نماز پڑھ چکے، اور عید کے چاند کا اعلان ہوگیا، تو بڑی ماں اپنے کمرے سے برآمد ہوئیں ——

واہ کیا شاندار لگ رہی تھیں —— ؟

ہاروں اور پھولوں میں لدی، لوگوں نے جی بھر کر ہار ان کے گلے میں ڈالے۔ سامنے تخت بچھا کر اس پر ایرانی قالین ڈالا گیا تھا۔ یہ بڑی ماں کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔

بڑی ماں نے حسبِ معمول سب کو باری باری گلے لگایا اور دعائیں دیں، پھر کہیں ہانپتی کانپتی جا کر اس تخت پر بیٹھ گئیں۔

ایک تو روزوں کی نقاہت، اس پر عبادت کا زور، ان میں کھڑے ہونے کی طاقت بھی نہ تھی۔ مگر لوگوں نے مِل مِل کر انہیں تھکا دیا تھا، کہ ان کے مُنہ سے بات بھی نہیں نکل رہی تھی۔

کچھ منٹ وہ تخت پر خاموش بیٹھی رہیں۔ پھر انہوں نے مجمعے کی طرف دیکھا، اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ان کے ساتھ ہی سب لوگوں نے ہاتھ اُٹھا لئے۔

دعا کے دوران بھی فاطمہ لگاتار بڑی ماں کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔

Marfat.com

اس ایک مہینے میں وہ کافی کمزور ہوگئی تھیں۔ چہرے پر زیادہ جھرّیاں ابھر آئی تھیں رنگ بہت زرد لگ رہا تھا۔ مگر نورانی چہرہ اور بھی اثر انگیز ہوگیا تھا، ان کے ہاتھوں میں لرزش تھی۔ کوئی آسمانی مخلوق لگ رہی تھیں وہ۔ یوں ہاتھ اٹھائے بیٹھی تھیں، اور سب نے ان کی تقلید میں ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔

کیا شے ہیں یہ بڑی ماں؟

فاطمہ دعا میں کچھ نہیں مانگ رہی تھی، بس انہی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

ایسی بلند ایسی انوکھی مخلوق اس نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

لوگ اس طرح کیسے بن جاتے ہیں؟

کتنے مجاہدے۔

اور کتنی کڑی منزلیں طے کرنے کے بعد؟

بڑی ماں نے آمین کہہ کر جب منہ پر ہاتھ پھیرا تو وہ چونکی۔

اس نے تو کچھ بھی نہیں مانگا تھا۔

نگاہ ادھر کی تو دیکھا، اسجد مسلسل اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ شاید اس کی محویت یا اس کی بوکھلاہٹ دیکھ رہا تھا، یا پوچھ رہا تھا۔ اس مرادوں کی گھڑی میں تم نے کیا مانگا ہے؟

کچھ بھی نہیں ——

اس نے دل میں کہا ——

وہی ایک رات تھی، مانگنے والی اسجد، اس کے بعد مجھ سے کچھ مانگا ہی نہیں گیا۔

بڑی ماں نے کھنکار کر گلا صاف کیا تو سب ان کی طرف متوجہ ہوئے، پہلے تو انہوں نے سب لوگوں کے خلوص اور محبت کا شکریہ ادا کیا، پھر انہیں ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی۔

پھر آہستہ آہستہ بولیں:

"آج اگرچہ مجھ میں زیادہ بولنے کی ہمت نہیں ہے۔ مگر کچھ ضروری اور اہم اعلانات میرے سپرد کئے گئے ہیں، اور وہ میں آپ لوگوں کے گوش گذار کرنا چاہتی ہوں"

انہوں نے پہلے اسجد کی طرف اور پھر فاطمہ کی طرف دیکھا اور بولیں:

"تم دونوں میاں بیوی میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ"

اسجد تو بھاگ کر چلا گیا، مگر فاطمہ شرماتی ہوئی اٹھی اور گھبراتی ہوئی جا کر تخت پر اسجد کے پاس بیٹھ گئی۔ سب لوگ ان دونوں کو دیکھ رہے تھے اور مارے شرم کے وہ بوکھلائی جا رہی تھی۔

بڑی ماں نے کہا۔

"سب سے پہلے تو میں آپ لوگوں کو ایک خوشخبری سناتی ہوں۔ میرا بیٹا احد جو سویڈن چلا گیا تھا۔ اُس کا خط آیا ہے کہ وہ اگلے مہینے پاکستان آ رہا ہے اور ایک مہینے کے اندر اندر اُفق کے ساتھ شادی کر کے اس کو ساتھ لے جائے گا۔ چنانچہ آج میں احد اور اُفق کی منگنی کا پھر سے اعلان کرتی ہوں"

اُفق۔ ؟ فاطمہ نے چونک کر اُفق کی طرف دیکھا۔

"سب لوگ مارے خوشی کے تالیاں بجانے لگے۔ اُفق نے سر جھکا لیا اور اُس کی حیران آنکھوں سے جھر جھر نیر بہنے لگے۔

"دوسرا یہ کہ آج ہی میں شفق اور بلال کی منگنی کا بھی اعلان کرتی ہوں! انشاءاللہ یہ دونوں شادیاں ایک ساتھ ہوں گی"

لوگوں نے پھر تالیاں بجائیں۔ شفق نے سر جھکا لیا۔ کوئی کچھ محسوس نہ کر سکا مگر فاطمہ کو ایسے لگا جیسے آج بھی شفق انتہائی خلوص سے اپنے آنسو پینے کی کوشش کر رہی ہے۔

بڑی ماں نے تھوڑی دیر توقف کیا، شاید تھک گئی تھیں۔ سب لوگ بیٹھے ان کا چہرہ دیکھتے رہے، اور وہ سر جھکائے آنکھیں موندے خاموش بیٹھی رہیں۔

دم لے کر انہوں نے پھر کہنا شروع کیا۔

کچھ عرصہ پہلے اسجد اور فاطمہ کا نکاح ہو گیا تھا، مگر میں نے رخصتی اس لئے نہیں کی تھی، کہ میں فاطمہ میں کچھ تبدیلیاں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس عرصے میں فاطمہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ انتہائی نیک خو، نیک نفس اور شریف بچی ہے۔ فاطمہ کے بارے میں میں نے جو کچھ دیکھا اور جانا ہے، وہ آپ لوگوں کو شاید نہ بتا سکوں۔"

"لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت سی باتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ میں اکثر پریشان رہا کرتی تھی کہ میرے بعد اس گھر کا جانشین کون ہو گا۔"

محفل پر سناٹا چھا گیا۔

"مجھے امید ہے میرے بعد فاطمہ اس گھر کو بالکل اسی طرح چلائے گی۔ جس طرح کہ میں چلاتی رہی ہوں۔"

اور سب لوگ اس کا اس طرح احترام کریں گے جس طرح میرا احترام کرتے ہیں رفتہ رفتہ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا انتخاب غلط نہیں تھا۔

محفل تاحال سناٹے میں تھی۔

انہوں نے چابیوں کا ایک گچھا نکالا اور فاطمہ کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ "تم آج سے اس گھر کی مالکہ ہو فاطمہ۔"

فاطمہ کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے تھے، چابیوں کا گچھا اس کے ہاتھ سے نکل کر تخت پر گر گیا تھا۔

کیا وہ اپنے ہوش و حواس میں ہے۔ اس کو تو اس بات کا یقین بھی نہیں آ رہا تھا۔

Marfat.com

بڑی ماں نے پھر کہنا شروع کیا۔

"میں اگلے مہینے حج پر چلی جاؤں گی، جانے کب لوٹوں؟ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ میں اپنی تمام تر ذمّہ داریاں فاطمہ کو سونپے جاتی ہوں۔

اور آج ہی باقاعدہ فاطمہ کی رخصتی کا اعلان کرتی ہوں۔ آج سے وہ اسجد کی بیوی کے طور پر اس گھر میں رہ سکتی ہے۔ ویسے ان دونوں کو اختیار ہے، جہاں چاہیں جائیں، جہاں چاہیں رہیں، مگر فاطمہ جب بھی پاکستان واپس آئے گی، اس گھر کی مالک ہوگی"

اُف خدا . . . . فاطمہ کو اختلاج سا ہونے لگا، ریشمی کپڑوں میں اس کا دم گھٹنے لگا۔

یہ . . . . یہ . . . . سب کیا تھا؟

خدا یوں نظر آتا ہے، اس طرح۔

گاہ بحیلہ می برد

گاہ بزور می کشد

کبھی کسی طرح اپنا جلوہ دکھاتا ہے، اور کبھی کسی رنگ میں، سمجھیں؟ جیسے کسی نے اس کے کان میں کہا۔

یکایک ایک روشنی اس کے پہلو میں چمکی، اور اس پر گریہ کی دہری کیفیت طاری ہوگئی۔

بس . . . بس . . . . اس نے اپنے پہلو کو دونوں ہاتھوں سے دبایا بس"

مَیں نے بہت دیکھا تیری قدرت کا جلوہ . . . . . .

بہت دیکھا . . . . . .

بہت دیا تو نے میری بساط سے بڑھ کر . . . . . .

جان گئی مَیں تجھ کو، پا گئی میں تجھ کو . . . . . .

اب میرے ظرف کو نہ آزما . . . .

Marfat.com

شدتِ احساس سے فاطمہ رونے لگی، حتیٰ کہ اُس کی چیخیں نکل گئیں۔
دونوں ہاتھ اپنے پہلو پہ رکھے، بس وہ یہی کہے جا رہی تھی۔
اللہ میاں جی !
اللہ میاں جی !
اللہ میاں جی !
اس طرح بلک بلک کر روئی کہ اسجد گھبرا گیا، اور دیکھنے والوں کی آنکھیں نم ہو گئیں۔
بڑی ماں خوب سمجھ رہی تھیں کہ اِس وقت اس پہ کونسی کیفیت طاری ہے اس لئے
انہوں نے اسجد سے کہا کہ اسے اُٹھا کر اوپر اپنے کمرے میں لے جائے۔
اسجد کو بھی اور کچھ نہ سُوجھا۔ روتی ہوئی نیم بے ہوش فاطمہ کو اُس نے دونوں
بازوؤں میں اٹھایا اور اُوپر کی طرف چلا گیا۔
اللہ میاں جی !
اللہ میاں جی !
اللہ میاں جی !
فاطمہ کے ہونٹ اب بھی ہل رہے تھے، گو اس کی چیخیں بند ہو گئی تھیں۔
تھرکتے ہوئے خوبصورت ہونٹ، لرزتی ہوئی سیاہ پلکیں، بھیگا بھیگا تمام تر چہرہ۔
اور ایک گرم نرم وجود جس کے اندر پیار بھرا دل دھڑک رہا تھا! اس کے ہاتھوں میں کتنا بڑا خزانہ تھا۔
اسجد زینہ زینہ اوپر چڑھنے لگا۔
زینہ زینہ اوپر چڑھنے لگا۔
کتنی بار اس کا دل چاہا کہ اِن نیم وا سسکتے ہونٹوں کے پٹ بند کر دے۔
مگر
اللہ میاں جی کی تسبیح اتنا واضح ارتعاش ان لبوں پر پیدا کر رہی تھی کہ وہ گستاخی
کی جرأت نہ کر سکا۔

محترمہ بشریٰ رحمٰن کے دو نئے ناول

ناول

پارسا

Pages: 424 Rs. 250

کس موڑ پر ملے ہو؟

Pages: 560 Rs. 350

قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں یا براہ راست ہم سے منگوائیں

دُعا پبلی کیشنز

25 سی لوئر مال لاہور فون: 7325418

Marfat.com